

قادر مہاجر مین

امام شاہ احمد نورانی

مفت اعظم پاکستان

مفت اعظم پاکستان

مفت اعظم پاکستان

# کراہی

## زہرہ ہے



مفت اعظم پاکستان

آوارِ رضی

انور شمس الدین

2012

اشاعت خاص

شعبہ تعلیم و تربیت

کردار نورانی زندہ ہے

فوتی، مرقی، اعلیٰ اور علیٰ و قدر کا مسجلہ  
سبائی  
الکادری  
2012

جلد نمبر 6 شماره نمبر 1,2

ملک محمد قمر الاسلام قمر

مفتی آصف محمود قادری

سید شہزاد شرف گیلانی  
علامہ محمد شاہد جمیل اویسی  
علامہ ظفر عیاض قادری

زیر سرپرستی

ہذا امر اہل سنت حضرت جرمیال عبدالخالق قادری (مہر و دل شریف)

ہذا استاد اعلیٰ مولانا مفتی محمد عبدالغنی ہندیاوی، ہذا علامہ سید محمد انور حسین کاشمی، ہذا مولانا محمد محمود لاہوری  
ہذا پروفیسر ڈاکٹر کریم اللہ سرگرمی، ہذا سید فیض الحسن شاہ بخاری (مہاری شریف)  
ہذا پروفیسر صاحبزادہ محبوب حسین مفتی (پیر شریف)، ہذا الحاج بشیر احمد پوری (لاہور)، ہذا محمد شرف کوثر  
ہذا سید خیر انور شاہ، ہذا ڈاکٹر خالد سعید شیخ، ہذا سید عبداللہ شاہ قادری، ہذا علامہ سید اقبال احمد قادری

مجلس اشکوبہ

مفتی الحضر مفتی محمد خان قادری۔ ادیب شہید پیر سید محمد فاروق القادری  
علامہ محمد عبدالقیوم طارق۔ سلطان پوری۔ علامہ قاری محمد زوار بہادر  
پروفیسر محمد ظفر الحق ہندیاوی۔ سید وجاہت رسول قادری۔ عبدالحمید ساجد  
مفتی محمد ابراہیم قادری۔ مفتی محمد جمیل احمد نعیمی۔ مفتی عبدالکلیم ہزاروی  
پروفیسر قاری محمد مشتاق انور۔ محمد طاہر فاروق نورانی۔ حاجی عطاء اللہ خان نیازی

مجلس مشاورت

پیر سید مرید کاظم بخاری، ملک مطلوب الرسول اعوان، ملک محمد فاروق اعوان  
صوفی گلزار حسین قادری رضوی، محمد اورین خان سواتی، الطاف چغتائی  
ماہ رخ خان قادری، مولانا صوفی غلام مصطفیٰ بٹلی، مولانا محمد اختر نورانی  
ملک الطاف عابد اعوان، ملک قاری محمد اکرم اعوان، محمد جاوید اقبال کھارا  
مرزا عبدالرزاق طاہر، پیر زادہ محمد رضا قادری، صاحبزادہ محمد بلال الہاشمی  
سید عارف محمود مجور رضوی، پیر محمد قراچی، قاری محمد عامر خان  
حافظ محمد خان مال ایڈووکیٹ، مولانا محمد بشیر احمد فریدی، محمد منزل مرتضیٰ

مجلس انتظامیہ

محمد نواد علی قادری

قیمت ہر نسخہ

300 روپے

سالانہ رکنیت

2000 روپے

0300-9429027

0321-9429027

Ph: 0454-721787

انٹرنیشنل غوثیہ فورم انوار رضا لاہوری بلاک نمبر 7 جوہر آباد ضلع خوشاب



## حسن ترتیب

صفحہ نمبر	مضامینات
5	اپنی بات ..... ملک محبوب الرسول قادری
6	کلماتِ تفکر ..... (ادارہ)
	<b>پیشگامات</b>
9	محسن پاکستان، بین الاقوامی شہرت یافتہ سائنس دان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان
10	آبروئے صحافت، محافظِ نظریہ پاکستان جناب مجید نظامی
11	جگر گوشہ قائد اہل سنت حضرت صاحبزادہ شاہ محمد اویس نورانی
12	تحقیقِ انحصار معصوم کتب کثیرہ حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری
14	ذہانتِ السادتِ قدوم اہل سنت حضرت سید مرید کالم شاہ بخاری (سندھ)
15	بے باک و بے لوث محبت وطن سیاست دان حضرت پیر اعجاز احمد ہاشمی
17	بزرگ معصوم و مترجم ماہرِ رضویات پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی
19	سلطانِ اشعراء الاستاذ علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری مدظلہ
	علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ (.....) (شخصیت، خدمات، احوال و آثار).....
21	ملک محبوب الرسول قادری
	علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ
31	نامور صحافی و کالم نگار جہاد مرزا کامہمان کالم
	مسئلہ امامتِ کبریٰ، عورت کی عسکرانی اور نورانی سیاست.....
35	استاذ العلماء مولانا ملک عطاء محمد چشتی گولڑوی بندہ پالوی مدظلہ




### السلام للعلماء

الحمد لله رب العالمين  
الرحمن الرحيم مالک يوم  
الدين اياک نعبد و اياک  
نستعين اهـ هذا الصراط  
المستقیم صراط الذین  
انعمت علیهم غیر المغضوب  
علیهم و لا الضالین

مہمانِ شرفِ ادارہ

محمد عبدالستار خان

مدیر ادارہ

ملک عبدالرسول قادری

آرا و تصانیف حضرت علامہ

شاہ احمد نورانی مدظلہ

ادارہ کا سربراہ

حضرت محمد شاہ بخاری



صفحہ نمبر	موضوعات
87	آداب مبلغ اسلامیہ امام انقلاب علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ
101	علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ پر لگائے گئے الزامات کا تحقیقی جائزہ اور اہل سنت کو دعوتِ غور و فکر ..... محمد سلیم مست قادری
115	حق و صداقت کی نشانی ..... شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ
136	علامہ الحاج ابو داؤد محمد صادق رضوی
147	نورانی پارس ..... علامہ پیر زادہ اقبال احمد قادری
157	قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کی سیاسی خدمات ..... ایک انتہائی ..... "لیفٹ" ..... جو آج بھی ایک مثال ہے
181	اہلئے انقلاب ..... منٹگو ..... چودھری حمایت علی
191	قریب و تدوین: کنور اختر حسین
211	قادیانی فتنہ کے خلاف المسیح کی نورانی تاریخ ..... چند جھلکیاں
221	مرزا نعیم اختر نورانی
236	قائم مرزائیت ..... حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ
253	محمد سلیم مست قادری
	منظور و منظور ..... منتخبات ..... مرتبہ محمد طاہر قاروق نورانی
	جمعیت علماء پاکستان ایک نظر میں ..... علامہ شبیر احمد ہاشمی + رشید احمد رضوی
	جمعیت علماء پاکستان کا تعارف و جدوجہد ..... مولانا محمد علی نقشبندی
	مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ ..... مظلوم قوموں کی آواز
	محمد جہانگیر خان صدیقی

### اپنی بات

## امام نورانی! آپ کا مشن جاری رہے گا

۱۱ ستمبر ۲۰۰۳ء کا دن وطن عزیز پاکستان میں نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ اور تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ کے لیے جدوجہد کرنے والے مخلصین کے لیے بہت بھاری تھا کیونکہ اُس روز اُن کے قافلہ سالار حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ اُن سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئے۔ یہ قافلہ سالار اُس وقت بھی اپنے عظیم مشن کی جدوجہد میں مصروف تھے انہوں نے وقت کے یزید کو لٹکا رکھا۔ پاکستان کے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں ظالم و جاہل حکمران کے سامنے کلمہ حق بلند کرنے کے لیے میدانِ عمل میں تھے کہ حکم اُجھل آیا اور وہ اپنے رب کے حکم پر اُس کے حضور لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جانے والے چلے گئے باقی رہ جانے والوں کو بھی اُسی بارگاہ میں ضرور جانا ہے لیکن۔

جس دُج سے کوئی نکل میں گمراہ شان سلامت راقی ہے

یہ جان تو آتی جاتی ہے اس جان کی تو کوئی بات نہیں

ہمارا عظیم قائد اللہ کی زمین پر رسول اللہ ﷺ کے مقدس نظام کو عملی رواج دینے کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے دنیا سے تشریف لے گیا آج اُن کی رحلت کو نو برس بیت رہے ہیں مگر ہم ایک لمحہ کے لیے بھی اُن کی جدائی کے درد کو بھلا نہ سکے ہم اپنے رب کے حضور عہد کرتے ہیں کہ پاکستان میں تحفظ ناموس رسالت ﷺ اور نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کے لیے اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ امام نورانی کا پرچم تھامے رہیں گے اور قائد اہل سنت رحمہ اللہ کی روح مہاد کہ سے عرض کرتے ہیں "امام نورانی! آپ کا مشن جاری رہے گا۔"

ملک محبوب الرسول قادری

(مدیر اعلیٰ)



## کلماتِ تشکر

اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں سجدہ شکر ادا کرتے ہوئے اُس کی بے حد حمد و ثنا کے اُس کی توفیقِ خاص سے ہم اُس کے ایک مقبول اور محبوب بندے حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت، تعلیمات، افکار و گراں قدر جدوجہد کے اعتراف کے حوالے سے تصنیفِ تالیفی، صحافتی اور اشاعتی میدان میں قابلِ رشک حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔ اس وقت ”انوارِ رضا“ کی اشاعتِ خاص ”کردار نورانی زندہ ہے“ کے منظرِ عام پر آنے سے ہم روحانی طور پر بے پناہ خوشی و مسرت محسوس کرتے ہیں ہم اُن تمام احباب کا محکمِ قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اس کام کی ترتیب و تدوین اور اشاعت و ترسیل کے امور میں تعاون فرمایا۔ اپنے ریکارڈ سے گراں قدر جواہراتِ مرحمت فرمائے بالخصوص محسنِ پاکستان بین الاقوامی شہرت یافتہ ایٹمی سائنس دان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب، آئندہ صحافت، محافظہ نظریہ پاکستان جناب مجید نظامی، جگر گوشہ قائد اہل سنت حضرت صاحبزادہ شاہ محمد اولیس نورانی، محققِ انصر مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری، جناب میر طریقت ڈاکٹر محمد سرفراز احمدی سیفی، حضرت میر طریقت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ بخاری، حضرت میر سید مرید کاظم شاہ بخاری، حضرت میر اعجاز احمد ہاشمی، جناب صاحبزادہ فیض الرسول نورانی، میر زادہ علامہ اقبال احمد قاروی، علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانی، گرامی قدر صاحبزادہ سید عطار اشرف رضوی، محمد طاہر قاروی نورانی، جناب پروفسر ڈاکٹر محمد طفیل ذوالنور مالک، جناب میر طریقت موسیٰ غلام مرتضیٰ سیفی، جناب پروفسر قاری محمد مشتاق انور، جناب صاحبزادہ محمد عاطف ہادی قادری، صاحبزادہ میر سیدہ انعام الحسنین شاہ کاظمی دہلوی، میثم عباس رضوی، جناب قاری محمد اورلیں قادری سواتی، جناب محمد عثمان رضوی، جناب پروفسر مرزا اعجاز احمد، جناب عبدالغلامی سمیت اُن تمام احباب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس اشاعتِ خاص کی تکمیل تک کسی بھی مرحلے میں دستِ تعاون دراز فرمایا۔ ربنا کا

قَوْلُ قَلْبِنَا بِشَيْءٍ اَوْ مَعْنَاهُ قَوْلُ لِقَائِهِمْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ

## کردار نورانی زندہ ہے

### پیشگامات

- ☆ محسنِ پاکستان، بین الاقوامی شہرت یافتہ ایٹمی سائنس دان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان
- ☆ آہوئے صحافت، محافظہ نظریہ پاکستان جناب مجید نظامی
- ☆ جگر گوشہ قائد اہل سنت حضرت صاحبزادہ شاہ محمد اولیس نورانی
- (سیکرٹری نائب صدر: جمعیت علماء پاکستان)
- ☆ محققِ انصر مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری
- ☆ زینتِ السلاطین محمد اہل سنت حضرت میر سید مرید کاظم شاہ بخاری (سندھ)
- ☆ بے باک و بے لوث محبِ وطن سیاست دان حضرت میر اعجاز احمد ہاشمی
- (چیرمین: جمعیت علماء پاکستان)
- ☆ بزرگِ مصنف و مترجم ماہرِ رضویات میر زادہ علامہ اقبال احمد قاروی
- (ایڈیٹر: جہانِ رضا، لاہور)
- ☆ سلطانِ اشعراء الاستاذ علامہ محمد عبدالقیوم طارق سلطانی پوری مدظلہ



قائد نورانی

نظام مصطفیٰ ﷺ

مستور قرآنی

کے نفاذ کی تحریک کو کامیاب بنانا مسلمان کا اخلاقی اور دینی فریضہ ہے کیونکہ

نظام مصطفیٰ

- ہر انسان کی جان و مال اور عزت و آبرو کا سچا محافظ ہے۔
- مزدوروں، کسانوں، طلبہ اور عوام کے حقوق کا ضامن ہے۔
- میں حکومت رعایا کی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔
- معاشرے میں اخوت، محبت، عدل و مساوات کا قابل اعتماد سرچشمہ ہے۔
- جملہ معاشرتی برائیوں کے یقینی خاتمے کا ضامن ہے۔

یاد رکھیں

- میں طاقت کا سرچشمہ اللہ جل شانہ کی ذات ہے۔
- میں ہمارے عشق کا محور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔

نظام مصطفیٰ ﷺ

**جمعیت علماء پاکستان چاہتی ہے کہ** - غنڈہ گردی، رشوت خوری، چور بازاری، شراب نوشی، سود خوری، عریانی، ریس، جوا، سنگٹک، ٹانٹ کلب، ذخیرہ اندوزی، دہلیز 144 اور انسانی نظر بندی کے قوانین کا جائزہ استعمال، تعصب، منافرت، علیحدگی پسندی، اختصار، لادینیّت اور مذہب گمانی کا مکمل خاتمہ ہو۔ عدل و انصاف قائم ہو، دافری سہولتیں فراہم کی جائیں۔ غریبین کو عطا کیے گئے شرعی حقوق کا تحفظ ہو۔ بدلیہ و صحافت آزاد ہو اور عوام کو بنیادی شہری حقوق حاصل ہوں۔

**اگر آپ بھی یہی چاہتے ہیں تو آئیے!**  
محبت میں شامل ہو کر شرف خدا اور مشق رسول ﷺ کو رکھنے والے قائدین کی قیادت میں نظام اسلامی کے نفاذ کے لئے جدوجہد کیجئے۔  
**جمعیت علماء پاکستان**

پیغام

محسن پاکستان، بین الاقوامی شہرت یافتہ ایشی سائنس دان

جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان

زندہ و جاوید نورانی

کردار نورانی زندہ ہے، ممتاز قلم کار اور مذہبی اسکالر جناب محبوب الرسول قادری کا ادب و ملت کے راہنماؤں کو حقیدت کے پھول پیش کرنے کا یہ بہت ہی خوبصورت اعزاز ہے۔ حضرت شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کا کردار زندہ و تابندہ ہے اور رہے گا بھی، آپ کے اجداد نے وطن عزیز پاکستان کے حصول کے لیے اور دین حید کی سربلندی کے لئے جو قربانیاں دی ہیں تاریخ کے سینے پر سنہری حروف سے لکھی گئی ہیں۔

عالی مرتبت شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کا ایک کارنامہ ایسا ہے جو انہوں نے 1964ء میں غلام احمد قادیانی کے باطل نظریے کی تصحیح کئی کے لیے سرانجام دیا تھا اب تک یاد کیا جاتا رہے گا۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی نویں برسی پر ”کردار نورانی زندہ ہے“ کی صورت میں خراج تحسین پیش کرنے کا طریقہ دراصل حقیدت و وابستگی کا اعلیٰ و عرق اعجاز ہے، انسان عدم سد عار بھی جانے تو اسے اس کا کردار زندہ رکھتا ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ آج بھی اپنے زندہ و جاوید کردار کی وجہ سے ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ہمارے مشاہیر کے طریقے اور اسوۂ حسنہ پر چلنے اور قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



## پیغام

آمدنی صحافت، محافظہ نظریہ پاکستان

## جناب مجید نظامی

ایڈیٹر انچیف، نوائے وقت گروپ: چیئر مین، نظریہ پاکستان لرسٹ، چیئر مین، وقت ٹی وی چینل

کردار کی قوت انسان کو واقعی دنیا تک ہر کردار ہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدیاں بیت جانے کے باوجود عظیم کردار کے لوگ آج بھی مستقل حوالہ دہ رکھتے ہیں اور بڑے احترام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ ایسے ہی پاکستان لوگوں میں سے ایک شخصیت جس کا تعلق ہمارے ہی مہم سے ہے وہ مولانا شاہ احمد نورانی کی شخصیت ہے وہ ایک دیانت دار محب وطن، اصول پرست، حق کو سترے صافہ کمرے اور سچے عاشقِ رسول سیاست دان اور مبلغِ اسلام تھے وہ مضبوط کردار کے حامل تھے ان کا علم اور تقویٰ اس معاشرے کے لئے عمدہ مثال تھی انہوں نے ہمیشہ اصولوں کی سیاست کی اور وطن بھرے سیاسی ماحول کو کھانسنے کے لئے جدوجہد کرتے رہے وہ اسلام کے بے لوث اور انتھک مجاہد تھے ہم نے انہیں بہت کڑے امتحانوں میں کامیابی سے باہر آنے دیکھا وہ ہر میدان اور محاذ کے قادی تھے وہ ہمیشہ سرخرو رہے نظریہ پاکستان کے تحفظ اور جذبہ حب الوطنی کے فروغ کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ خدا انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے۔

سرمایہ "انوارِ رضا" جو ہر آباد جناب ملک محبوب الرسول قادری کی زیر اہانت دینی، ملی، سماجی اور وطنی خدمات سر انجام دے رہا ہے اس مادی دور میں صاف ستھرا پرچہ لگانا بجائے خود ایک مشکل مگر احسن اقدام ہے جس میں ملک محبوب الرسول قادری کامیاب ہیں۔ ان کی محنت اور کوشش سے میں ذاتی طور پر متاثر ہوں اس وقت انہوں نے حضرت مولانا نورانی صاحب رحمہ اللہ کے حوالے سے..... "کردارِ نورانی زندہ ہے" کے زیر عنوان اشاعت خاص کا اہتمام کیا ہے جتنا یہ شمارہ قارئین کے لئے مفید محققین کے لئے حوالہ اور تاریخ کو محفوظ کرنے کی عمدہ کوشش ہے میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے کاموں میں دل جمعی کے ساتھ کوشش جاری رکھے کی تلقین کرتے ہیں۔ آمین۔



## پیغام

مجاہد کوشہ قائد اہل سنت

## حضرت صاحبزادہ شاہ محمد اویس نورانی مدظلہ

سینئر نائب صدر: جمعیت علماء پاکستان

..... کردارِ نورانی زندہ ہے .....

قائد اہلسنت امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ کے وصال پر طالع کو ۹ سال گزر چکے ہیں الحمد للہ ان کی امانت جمعیت علماء پاکستان نامساعد حالات کے باوجود مشن نورانی پر سختی سے عمل پیرا ہے پورے ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ عقیدہ ختم تحفظ نبوت ﷺ اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ سمیت اہم قومی ایشوز پر اپنی بساط کے مطابق کام کر رہی ہے تحریر کے میدان میں ہم سب کے محبوب ملک محبوب الرسول قادری عوام اہلسنت کی روایتی عدم توجہی اور محدود وسائل کے باوجود جو روشن کام کر رہے ہیں اس پر ان کو بخشی بھی داؤ تحسین دی جائے وہ کم ہے وہ حضرت رحمہ اللہ کی لوین (۹) عرس کے موقع پر گیارہ دسمبر کو "کردارِ نورانی زندہ ہے" کے عنوان سے موسوم کتاب مظر عام پر لا رہے ہیں اسکی اشاعت پر میں دل کی گہراہوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

فقیر شاہ محمد اویس نورانی صدیقی  
۱۴ محرم الحرام..... کراچی پاکستان



## پیغام

محقق العصر مفت کتب کثیرہ

## حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری

امیر کاروان اسلام ہائی ویج اجماع جامعہ اسلامیہ لاہور

اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی بعثت کا مقصد عبادات اور خوف و خشیت کے ساتھ ساتھ معاشرے کی تعمیر سیرت و کردار بھی متعین فرمایا۔ کردار کی پختگی اور اخلاص و اخلاق کی خاصیت معاشرتی ترقی کا باعث ہوتی ہے اور کردار کی کمزوری ہی معاشرتی زعمی کو زوال کے گہرے قلمت کدوں میں پھینک دیتی ہے انسان کو اعتقادی صحت اور لہجہ کا جذبہ ثبت کردار کے ساتھ مل کر قرب خدا کی منزلوں سے آشنا کرتا ہے اور اس کی تائید میں ایک آدھ مثال نہیں پوری امت کی ساڑھے چھ سو سالہ روشن تاریخ بول بول کر گواہیاں دے رہی ہے صلحائے ملت اور اولیائے امت کی ذمہ گیاں سیرت رسول ﷺ کے نور سے مستحیر تھیں اور انہی خطوط پر عمل و آراء نے انہیں عزت و وقار کا استعارہ بنا دیا۔ ہمارے عہد کے عظیم دینی و ملی سیاسی و روحانی اور سماجی شخصیت حضرت قائد ملت اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ بھی اسی خوش بخت اور پاکہذا قافلے کے رکن رکین تھے۔ ہم نے مولانا شاہ احمد نورانی کی بصیرت، ملی قابلیت، شریعت کی بالادستی کے لئے انھنک اور مسلسل جدوجہد، دین بزار قوتوں کے ساتھ حکمت و دانائی کے ساتھ معاملہ کرنے، زہد و تقویٰ، دیانت داری، تبلیغ و اشاعت دین، شجاعت، اصول پسندی اور دلائل مندی کے بیسوں واقعات دیکھئے اور سنے۔ پھر نتیجہ یہ اخذ کیا کہ گھر کی تربیت، ملی ثقافت اور محنت و خلوص سے جو شخصیت تعمیر ہوتی ہے وہ گفتار کی نہیں بلکہ کردار کی غازی شخصیت بنتی ہے مولانا شاہ احمد

نورانی واقعی کردار کے غازی تھے ہمارے دیرینہ ساتھی محبوب المل سنت ملک محبوب الرسول قادری نے پہلے بھی حضرت نورانی صاحب قبلہ رحمہ اللہ کی شخصیت پر بہت کام کیا ہے اب کی بار وہ "کردار نورانی، ذمہ ہے" کے عنوان سے "انوار رضا" کی اشاعت خاص کا اہتمام کرنے جارہے ہیں یہ کام وقت کی اہم ضرورت ہے اگر اہل سنت کے حلقہ ادارے اور باصلاحیت شخصیات اسی طرح ملی دیانت اور سچائی کے ساتھ تاریخ کو مرتب و مدون کردیں تو یہ ملت و امت کے ماضی و حال کو مستقبل تک محفوظ طریقے سے نقل کرنے کی کامیاب کوشش ہوگی۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملک محبوب الرسول قادری کو ان تمام پروگراموں کی تکمیل کی توفیق ارزانی فرمائے جو انہوں نے شروع کر رکھے ہیں۔ آمین

## خود احتسابی..... پیغام بیداری

"یہاں غیروں کا تو گھٹھو شکوہ ہی ہے کہ ان کا جو طریقہ ہے اس پر وہ عمل کرتے ہی رہیں گے البتہ احتساب خود اپنا کرنا چاہئے کہ اپنی خدمات اور کثرت تعداد کے باوجود ہم سے بے توجہی اور ہماری یہ ناقدری کیوں ہے؟ عند اللہ ہمیں اپنے کاموں کا جو اجر ملے گا اس کا ہمیں جو کچھ کرنا چاہئے اس پر نہایت سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے ورنہ حالات جوں کے توں باقی رہیں گے اور مخالفین کی ظاہری بالادستی ہمارے اوپر اسی طرح قائم رہے گی ہمیں اپنی اصلاح کے لیے بالکل اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہئے کہ ہمارے اندر جماعتی شعور اور تنظیمی صلاحیت کا افسوس ناک حد تک فقدان ہے اور اس ایک کمی نے ہمارے وزن اور قدر کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔"

(مولانا یحیٰی خاں مصباحی ماہنامہ مجاز دہلی ص ۳۳ بابت ۱۹۹۰ء)



## پیغام

زیست الساداتِ مجددِ اہل سنت

## حضرت پیر سید مرید کاظم شاہ بخاری

آستانہ سادات..... سوہرا کالونی میرپور ماٹھیلو (سندھ)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے دنیا میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ایسی برگزیدہ ہستیوں کو پیدا فرمایا جنہوں نے عالم اسلام اور تمام مسلمانوں کے دلوں میں سرکارِ مدینہ ﷺ کی محبت کے دھبہ چلائے اور ساری دنیا کو نورِ محبت رسول ﷺ سے روشن کر دیا۔ ایسی بہت سے شخصیات میں سے ایک ہستی موجودہ صدی کے مجدد اور عالم اسلام کے روحانی پیشوا حضرت علامہ قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد لورانی رحمہ اللہ بھی تھے جنہوں نے ملک کے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلویا۔ ان کی زندگی عشق رسول ﷺ سے عبارت تھی۔ وہ اسلام کے مجاہد کبیر اور ملت کے قائد سالار تھے ان کی نظرِ عالمی افق پر پڑی گہری تھی اور ان کا دین بہت کھلا تھا۔ ہم نے انہیں کراچی، لاہور، ملتان، خٹاؤ، قادریہ بھر چڑھی شریف، سکسر اور سکون شریف میں بار بار دیکھا، شاہ لے اور ان سے راہنمائی لی۔ ہر مرتبہ ان سے ملنے پر ان کی بہت سی نئی خوبیوں، خصوصیات اور لیاقت و قابلیت سے شناسائی ہوئی۔ وہ پوری قوم کے لئے اللہ تعالیٰ کا انعام تھے۔ عزیز گرامی مولانا ملک محبوب الرسول قادری نے ان کی شخصیت پر جس قدر طبعی کام کیا ہے وہ قابلِ رشک ہے بلاشبہ انہوں نے اپنے کام کے ساتھ محبت و تعلق داری کا حق ادا کر دیا ہے پوری قوم کو ان کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ میرا یقین ہے کہ ملک صاحب مستقل میں حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے حوالے سے کام کرنے والوں کے لئے مرجع اور ماخذ قرار پائیں گے۔ "کردارِ لورانی، دعوہ ہے" اسی سلسلہ محبت و محنت کی ایک کڑی ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کارِ خیر کی بہترین جزا عطا فرمائے۔ آمین

## پیغام

محبت وطن، صاف گو اور اصول پسند سیاست دان، قائد اہل سنت کے رفیقِ خاص

## جناب پیر اعجاز احمد ہاشمی

جیمز ٹین: جمعیت علماء پاکستان

قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد لورانی رحمہ اللہ کا نام کلی سیاست میں ایک روشن آفتاب و ماہتاب کی حیثیت سے ہمیشہ جگمگاتا رہے گا کہ انہوں نے ساری زندگی اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے فسادِ نظامِ مسیحا ﷺ کے مقابلے میں مقامِ مسیحا ﷺ کا احترام پاکستان، غنڈی گردی اور دہشت گردی کے خاتمے، مہم کے طرزِ حیات کے معاشی و معاشرتی معیار کو بلند کرنے اور دینی اقدار کی بالادستی کے لئے وقف کئے رکھی اور کسی تساہل کے بغیر مسلسل مصروفِ جہد رہے۔ ہمارے اجداد کے زمانے سے ان کے ساتھ خانوادگی طور پر بہت اچھے روابط ہیں اور میری ان سے رفاقت بہت قدیم ہے بگیا ہات یہ ہے کہ میں نے ان جیسی پختہ کردار کی حامل کوئی دوسری شخصیت نہیں دیکھی۔ مولانا لورانی رحمہ اللہ مضبوط کردار کے حامل قومی سیاست دان تھے ان کی رحلت نے انہوں کو تو بہت زیادہ دکھ دیا ہی ہے مگر دوسرے بھی ان کی جدائی کو شدت سے محسوس کرتے ہیں مولانا لورانی ملت بلکہ پوری امت کا بہت قیمتی اضافہ تھے ان کے پاس کردار کی بڑی قوت تھی جس کی طاقت سے وہ جہاں جاتے، چھا جاتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ہمارے تعلیمی اور جماعتی ساتھی مولانا ملک محبوب الرسول قادری نے جس تسلسل کے ساتھ حضرت مولانا لورانی رحمہ اللہ کے حوالے سے اپنے رسالے کے پے درپے کی خصوصی نمبر شائع کئے ہر سال مسلسل لورانی ڈائری شائع کرنا اپنا معمول بنایا اور ہمیشہ اخبارات میں اس عنوان سے





قائد اہل سنت امام الشاہ احمد نورانی رحمہ اللہ (م: ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء)

مولانا کی مختلف جہتوں پر مضامین لکھے اور ان کی اشاعت کا اہتمام کیا۔ وہ قادری صاحب کی حضرت قائد اہل سنت کے ساتھ قلبی وابستگی، دینی ہم آہنگی اور نظریاتی تعلق کا مضبوط اور پائیدار حوالہ ہے اس وقت ”کردار نورانی زندہ ہے“ کے عنوان سے ان کا خصوصی نمبر شائع ہو رہا ہے جو خوش آئند بھی ہے اور مستقبل کے لیے ایک عمدہ تحفہ بھی۔ میں محترم ملک محبوب الرسول قادری کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دارین میں ان کے لئے اجر عظیم کی دعا کرتا ہوں۔

قائد اہل سنت نے فرمایا

## باشعور سنیوں کے دلوں پر امام نورانی کی دستک

آپ کے متعلق ہمیں شکایت ہے وہ یہ کہ آپ نے سبے یوپی کا پیغام عام کرنے کے لیے توجہ نہیں دی۔ آپ نے اپنی قیادت کی طرح جان توڑ کر محنت نہیں کی۔ آپ ابھی تک دعوت و تحریک کے حوالے سے سنجیدہ نہیں ہوئے۔ تحریک نظامِ مصطفیٰ میں شامل ہو کر بھی آپ کے شب و روز میں کوئی نمایاں فرق محسوس نہیں ہوتا۔ آپ نے خود کو ملک میں انقلابِ نظامِ مصطفیٰ کے لیے پوری طرح وقف نہیں کیا۔ آپ ابھی تک تحریکِ نظامِ مصطفیٰ کی خاطر قربانی دینے کے لیے دینی طور پر تیار نہیں ہوئے۔ یہ حال تو اپنا ہے مگر ہم دیکھتے ہیں۔۔۔ کہ ہمارے مخالفین لوگوں کو گھروں سے نکالنے کے لیے ہر دروازے پر دستک رہے ہیں میں آپ سے کہوں گا کہ ذرا یہاں ٹھہر کر تھوڑا سا اپنا احتساب کر لیجئے اور ذرا غور کیجئے! پھر تھوڑی دیر کے لئے سوچئے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ آپ سوچیں تو سہی! آخر وہ کیا ہے کہ آپ اتنے غیر منظم ہیں؟

(انتہائی خطاب امام نورانی اپریل ۱۹۸۷ء نظامِ مکہ کاندھلہ کا سفر، مکتان)



اشاعت خاص

کوارڈینیٹنگ اینڈ

آوارِ رُضیٰ



قائد اہل سنت علامہ الشاہ احمد نورانی، جنرل کے ایچ، اظہار، ابوالہیمن علامہ، عید احمد محمدی  
قاری خادم رسول، مولانا خادم حسین شریف، مولانا شریف علی، مولانا شریف علی، مولانا شریف علی اور دیگر

اشاعت خاص

کوارڈینیٹنگ اینڈ

آوارِ رُضیٰ

سیاسی مقررہ اسے یہ تیار کیا گیا ہے



قائد ملت اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی اور نواب زادہ نصر اللہ خان



علامہ الشاہ احمد نورانی اور سابق وزیراعظم ملک معراج خالدی ملاقات  
جنرل کے ایچ، اظہار، ابوالہیمن علامہ، عید احمد محمدی



پيام

بزرگ مصنف و مترجم، ناشر و خطابات

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی

الٹیٹر "جہان رضا" لاہور

کا کمال سے مستی انتہا احمد نورانی میاں

.....ایک زندہ کردار.....

الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ موجودہ صدی کے عظیم قائد اور سنی راہنما تھے۔ آپ کی ساری زندگی نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لئے گزری آپ کی کوششوں سے پاکستان کے سنیوں کی اکثریت ایک سیاسی اور دینی قوت بن کر سامنے آئی۔ آپ کی قیادت ایک نورانی کردار کی روشنیاں پھیلاتی ہوئی آئی اور حقیقت ہے کہ آپ کے نورانی کردار کی راہنمائی نے طالب علموں سے لے کر اساتذہ تک، درویشوں سے لے کر مشائخ تک، عام و زکروں سے لے کر بلند قد سیاست دانوں تک، ہر ایک کو متاثر کیا۔

انشاء احمد نورانی صدیقی علیہ السلام کے ”قائد نظام شریعت“ کے ایک سپاہی مولانا ملک محبوب الرسول قادری نے کردار نورانی پر ایک خوبصورت کتاب لکھنے کا اعلان کیا ہے اور آپ نے کوشش کی ہے کہ نئی نسل کو اپنے قائد کے سیاسی اور ملی کردار سے روشناس کرائیں اور مجھوں نے ہلکے نوجوانوں کو بتائیں کہ ایک زندہ کردار اور نورانی کردار کبھر نے

اشاعت خاص  
کتاب خوانی زندہ

الوارث



سید شہید ابوالفتح رحمہ اللہ کا شمار 15 جولائی 1994ء کو دارالافتاء اسلامیہ میں ہونے والے شہید  
قائد ملت، دانشور، اعلیٰ تعلیمی اداروں میں مقیم محبوب المصروفین دارالافتاء اسلامیہ کے بانی ہیں۔



قائد اہل سنت علامہ اشاد احمد نورانی۔ انوارِ دمشق (المجموعۃ الجبریمی جوہر) چاروں جلدیں (10 جولائی 1994ء)۔  
(ملک محبوب الرسول قادری اور ملک عبدالعزیز احمد انصاری)



ہوئے کارواں کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے کتنا اہم کام کرتا ہے اور لوگوں کو افکار کیسے ایک بلند مقام دلاتا ہے۔

ستارہ میٹروپولیٹن کتب خانہ میٹروپولیٹن

مجھے قائدِ اہلسنت الشاہ احمد نورانی صدیقیؒ کے زیرِ قیادت زندگی کے چند سال گزارنے کا موقع ملا ہے۔ میں آپ کے قائدانہ کردار پر روشنی ڈالتا چاہوں تو ایک دفتر چاہیے میں نے دیکھا کہ آپ ایک عالمِ دین، ایک سیاسی رہنما اور ایک روحانی پیشوا کی حیثیت سے اپنے کردار کی روشنیوں میں ہر ایک کو متاثر کرتے ہیں۔ طالب علموں کے ساتھ گفتگو، مصلحت پر مبنی باتیں کر رہے ہیں علمائے کرام کی مجالس میں علمی مباحث پر علمی گفتگو کر رہے ہیں۔ سیاست دانوں کے مجمع میں سیاسی گھبراہٹیں سمجھا رہے ہیں اور بابِ اقتدار کے سامنے ایک جرأت مند لیڈر کی حیثیت سے کلی مسائل اور عالمی حالات پر گفتگو کر رہے ہیں۔ آج ہم سیاسی راہنماؤں کو دیکھتے ہیں تو وہ دولت کے تکبروں میں الجھے ہوئے ہیں۔ دینی علماء کو دیکھتے ہیں تو وہ فردوسی اختلافات کی راہوں میں الجھے ہوئے ہیں مشائخ کی خانقاہوں میں جائیں تو وہاں بذر و نیاز پر جھگڑے ہیں۔ اقتدار کے ایوان کو دیکھیں تو وہاں اقتدار کی کرسیوں پر بائیس ہو رہی ہیں اور سودے بازی جاری ہے۔

ملک و ملت کے جس کردار کی ضرورت ہے وہ ناپید ہے ہم نے حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کو دیکھا تھا وہ کردار کی شمع فروزاں تھے زیرِ مطالعہ کتاب میں آپ کو الشاہ احمد نورانی کے کردار کی مثالیں ملیں گی اور آپ کردارِ نورانی کی روشنیوں میں اپنے اخلاق اور کردار کو روشن کریں گے۔

ہم جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب کی اس مساعی پر ہدیہ تحریک پیش کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو نوجوانوں کے کردار کے لئے مشعل راہ بنائے۔

شاعری کی نوا

سلطان الشعراء

الاستاذ حضرت علامہ محمد عبدالقیوم

طارق سلطانپوری مدظلہ

کتاب مستطاب موسم بہ

..... کردارِ نورانی زندہ ہے.....

اثر خاتونِ ادیب شہیرہ محبوب جہانِ ادب و صحافت

ملک محبوب الرسول قادری دہلوی

دیر ماہنامہ "سوئے تجار" لاہور: مدیر اعلیٰ "انوارِ رضا" جوہر آباد

سال اشاعت ۱۴۳۳ھ..... ۲۰۱۲ء

ٹالے خوب "انوارِ رضا" کے پے پے پے نمبر ملک صاحب کی رفتارِ قلم ہے وجہ تحریکی دہاں ہے آویختگی کے لئے ملکِ منیران کا فردِ حق کی خاطر وقف ہے ان کی قلم رانی عطا کی حق تعالیٰ مصلیٰ و وہابِ مطلق نے اسے جلالی فکر اور جذبے کی فراوانی وہ بھی شامل ہے ان پر جلی و باغلاں بندوں میں جنہوں نے کی سدا اقدارِ ملت کی تمہدائی ہے جلی لعلی، صرف محمد زکریا میں کرنی ہے سرایا احمد حرکتِ مروجی نے دل میں ہے طہانی



## علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ

(شخصیت و خدمات، احوال و آثار)

حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی ۱۷ رمضان ۱۳۳۳ھ / اپریل ۱۹۱۸ء کو میرٹھ (ہندوستان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول حضرت صدیقی اکبر رحمہ اللہ سے جاملتا ہے اسی نسبت سے آپ صدیقی کہلاتے تھے۔ انہوں نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ حفظ قرآن کے بعد ثانوی تعلیم کے لئے ایسے سکول میں داخلہ لیا جہاں ذریعہ تعلیم عربی تھا۔ عربک کالج میرٹھ (یوپی ہندوستان) سے بھی ڈگریاں حاصل کیں۔ درس نظامی کی کتب شہدائے مدرسہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ میں استاذ العلماء علامہ غلام جیلانی میرٹھی سے پڑھیں۔

دستار بندی کے موقع پر ایک پُر وقار تقریب کا انعقاد ہوا جس میں آپ کے استاذ محترم مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی آپ کے والد ماجد مولانا شاہ عبد العظیم صدیقی اور صدر الاقافل مولانا سید ضمیم الدین مراد آبادی کے علاوہ شاہزادہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان مفتی اعظم ہند بھی مستند افراد تھے۔ آپ کی عالی دہانوں پر عبور حاصل تھا۔ عربی، فارسی، اردو، انگریزی (امریکن اور برٹش لہجہ میں)، سواحلی (افریقی)، فرانسیسی کے علاوہ بنگالی، گجراتی، سبھی زبانیں بڑی روانی سے بول سکتے تھے۔ علامہ نورانی تحریک پاکستان کے دور میں طالب علم تھے۔ آپ نے نہ صرف تحریک پاکستان میں حصہ لیا بلکہ میرٹھ کی سطح پر لو جوانوں کو ہندوؤں کا مقابلہ کرنے کے لئے فکری انداز میں منظم بھی کیا۔ مسلم لیگ کی حمایت میں ضلع مین پوری (یوپی) بھارت) میں سنی کانفرنس منعقد ہوئی تو آپ نے اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۵۲ء

کئی پروردگاروں نے دکھائے زمانے کو اسے محبوب ہے ذات و حیات شاہ نورانی میاں کی اس کتاب خوب سے اس نے زمانے پر یہ اعزاز جیتا، کردار نورانی کی تہائی پر غریبی اس کتاب نور اللغات سے نمایاں ہے خیا اس کے عمل کی اس کی سیرت کی درخشانی ہمارے پاس آج، السوس سے یہ کہا پڑتا ہے عظیم الشان اس انسان کا کوئی نہیں جانی ملک محبوب کی یہ سہی نورانی نصیب ہے جرح تھا ہوگی ہم سے نہ اس کی مرجہ دانی کتاب حق کی تاریخ طاعت مل گئی طارقی ”سچائی، آگہی“ سے جب کہا چہ بار ”نورانی“

۳۱۷

۱۱۰

$$۳۱۷ = ۱۱۰ + ۱۹۰۲ = ۶ \times ۳۱۷$$

بڑے اعلا سے تاریخ بھری سال میں طارقی رقم کی میں نے ”زمین و خوبی کردار نورانی“

۱۳۳۳ھ

دروئے ”دیہہ در“ اک اور بھی تاریخ طارقی نے کہی ہے ”دستار نصیب کردار نورانی“

$$۳۱۷ + ۲۰۰۸ + ۳ = ۲۰۱۲$$

## قرض دینے کی فضیلت و ثواب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ کے ہاں جب کوئی سائل آتا تو آپ اس کی ضرورت کے مطابق اسے قرض دیتے اور اس سے واپسی کا تقاضا نہ فرماتے تاکہ آپ کو قرض کے برابر رقم روزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب ملتا رہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سائل کو ویسے خیرات کے طور پر دینے کی بجائے اس کی ضرورت کے مطابق اسے اس لیے قرض دیتا ہوں کہ ایک تو اسے کسی اور سے مانگنا اور دہر دہر بھرنے پڑے اور دوسرے یہ کہ مجھے اسی قدر رقم روزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ثواب ملتا رہے ورنہ اس قدر رقم روزانہ خرچ کرنا میری استطاعت میں نہیں۔



میں مرزا نیوں کے خلاف کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کانفرنس کا انعقاد ہوا تو آپ اس بارے کے اہم رکن مقرر ہوئے۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں کراچی میں مولانا عبدالحمید بدایونی علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) اور دیگر علماء کے ساتھ تحریک میں شریک ہوئے۔ آرام باغ میں جمعہ کے دن تحریک کا آغاز ہوا تو علامہ نورانی غیث بخش تھے۔ گرفتاری کے لئے رضا کاروں کی تیاری کے علاوہ دیگر ضروری انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۵۳ء میں علامہ شاہ احمد نورانی نے اپنے والد ماجد علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد ان کے مشن کو نہایت حسن و خوبی کے ساتھ سرانجام دینے کا عزم کر لیا۔ ۱۹۵۵ء میں آپ جامعہ اذہر (مصر) کے علماء کی دعوت پر قاہرہ تشریف لے گئے اور علماء کے عظیم اجتماعات سے خطاب کیا۔ ۱۹۵۸ء میں علامہ نورانی نے حضرت مفتی ضیاء الدین بابا خانوف مفتی اعظم روس کی خصوصی دعوت پر روس کا تبلیغی دورہ کیا اور سوشلسٹ معاشرے کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ ازبکستان، تاشقند، سرقت، بخارا کے مسلمانوں میں دینی جذبہ پیدا کرنے میں آپ نے اہم کردار ادا کیا اور روسی حکومت کے پروگرام کے برعکس سوشلسٹ رہنما لینن کی قبر پر پھول چڑھانے سے انکار کر دیا۔ جس کے سبب اس موقع پر ایک طرف تو پھل بچ گئی مگر دوسری طرف اسلامی موقف کھل کر سامنے آیا۔

علامہ نورانی، مشہور مولانا روم اتنے دلکش انداز میں پڑھتے تھے کہ روس کے تبلیغی دورہ کے دوران ازبکستان، تاجکستان، سرقت، بخارا اور دوسرے مقبوضہ علاقوں کے مسلمانوں نے ہار ہار آپ سے مشہور مولانا روم سنانے کی فرمائش کی۔ سرقت میں آپ نے مصحف عثمانی کے اصل نسخہ کی زیارت کی۔ ۱۹۵۹ء میں علامہ شاہ احمد نورانی نے مشرق وسطیٰ کا خیر سگالی دور کیا۔ ۱۹۶۰ء سے ۱۹۷۰ء تک علامہ شاہ احمد نورانی نے مشرقی افریقہ، اٹھاسکر، سلون (سری لنکا) اور شمالی افریقہ، صومالیہ، کینیا، ٹانزانیہ، یوگنڈا اور ماریشس کے دورے کیے نیز تانجیریا کے وزیر اعلیٰ جناب احمد بیلو شہید کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے اور ان کے ذاتی مہمان کی حیثیت سے چار ماہ کا تبلیغی

دورہ کیا۔ ۱۹۶۲ء میں آپ کی شادی مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اسی دورے میں آپ نے ترکی، فرانس، مغربی جرمنی، برطانیہ، تانجیریا، اسکینڈینیویا، ممالک، جاپان، امریکہ، جنوبی امریکہ، کینیڈا، جزائر یوگنڈا، مالاگوسی اور سرینام (ڈچ گیانا، جنوبی امریکہ) کا تبلیغی دورہ کیا۔ دورہ افریقہ سے واپسی پر کراچی میں مولانا عبدالحمید بدایونی علیہ الرحمہ (م ۱۳۹۰ھ / ۱۹۷۰ء) کی طرف سے دیے گئے استقبال میں اپنے دورہ کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”افریقی مسلمانوں نے پاکستان کے خلاف بھارتی جارحیت کی شدید مذمت کی ہے۔ میں گیارہ ماہ قیام کے دوران جہاں بھی گیا میں نے محسوس کیا کہ افریقی مسلمان اسلام کو اسی طرح پسند کرتے ہیں جس طرح قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے پسند کیا تھا۔ سیگال، جزائر یوگنڈا، سوڈان، صومالیہ، مالی، تانجیریا، اٹھاسکر، کانگو، چاد، داہومی، آئوری کوست کے لوگ اچھی عادات کے حامل ہیں اور اپنی عادات کی وجہ سے وہ روز بروز اسلام کے قریب ہوتے جا رہے ہیں“ اسی سال سرینام (جنوبی امریکہ) میں بھی سات ماہ قیام کر کے ہتھ مرزاہیت کو پکلا اور ایک مناظرے میں مرزا نیوں کو شکست فاش دی کہ اب وہاں مرزائی کسی سنی عالم دین کے مقابلے میں آنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے مزاج میں مزاح کا عنصر بھی تھا جب قومی اسمبلی میں غلام غوث ہزاروی نے ذوالفقار علی بھٹو کی خوشامد کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا سہرا مسٹر بھٹو کے سر بٹتا ہے تو مولانا نے فوراً فی البدیہہ جملہ کہا کہ سبحان اللہ! جو لوگ کل تک سہرے کو بدعت قرار دے رہے تھے آج وہ خود بھٹو کے سر پر سہرے باندھ رہے ہیں۔

۱۹۶۵ء میں آپ نے جمعیت تبلیغ الاسلام کی دعوت پر شمالی انگلینڈ اور اس کے علاوہ امریکہ، جنوبی امریکہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ ۱۹۶۸ء میں علامہ شاہ احمد نورانی نے ٹریڈ اڈا میں ایک قادیانی (جو کہ اسلامک ریپوئلڈن (برطانیہ) کا ایڈیٹر تھا) سے ساڑھے پانچ گھنٹے مناظرہ کیا، بالآخر وہ کتابیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ۱۹۶۹ء میں آپ نے پاکستان آنے







خصوصی کیشل اور رہبر کیشل کا ممبر بھی منتخب کیا گیا۔ آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کیشلوں کے اجلاس میں شرکت کی۔ آپ نے قادیانیت سے متعلق ہر قسم کا لٹریچر اسلی کے ممبروں میں تقسیم کرنے کے علاوہ ممبروں سے ذاتی رابطہ بھی قائم کیا اور ختم نبوت کے مسئلہ سے انہیں آگاہ کیا۔ اس تحریک میں تین ماہ کے دوران آپ نے صرف پنجاب کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عام جلسوں سے خطاب کرنے کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ان کی ذہانت و قابلیت اور حاضر جمالی بھی مدیم الطیر قسیمی جب ذوالفقار علی بھٹو سے قائد حزب اختلاف کی حیثیت سے آپ کا پہلا تعارف ہوا تو مسٹر بھٹو نے کوثر نیازی سے کہا کہ اچھا ایہ مولانا نورانی ہیں جو حکومت کے کاموں میں کیڑے نکالتے رہتے ہیں؟ اس پر آپ نے فی البدیہہ جواب دیا کہ حکومت اپنے کاموں میں کیڑے کیوں پڑنے دیتی ہے جو ہمیں نکالتے پڑتے ہیں اس پر مسٹر بھٹو خاموش ہو گئے ۱۹۷۵ء میں علامہ نورانی نے ورلڈ اسلامک مشن کے تحت مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی پر فیصلہ شاہ فرید الحق اور علامہ ارشد القادری کی رفاقت میں امریکہ، افریقہ اور یورپ کا تبلیغی دورہ کیا۔ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی حاضری اور حج و زیارت کی سعادت سے ہمہ ور ہونے کے بعد یہ وفد ۱۲ جنوری ۱۹۷۵ء کو ہمدان سے نیروبی (کینیا، افریقہ) پہنچا۔ نیروبی کی جامع مسجد کھمرا میں علامہ نورانی نے عربی میں خطاب کیا۔ بعد میں تقریر کا سوڈانی زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ نیروبی ٹی وی اسٹیشن پر آپ کا انٹرویو ریکارڈ ہوا جس میں آپ نے فرمایا ”افریقی ممالک میں قادیانی اسلام کا نام لے کر مصروف کار ہیں مگر درحقیقت وہ ان ملکوں کے اتحاد کو کمزور کر رہے ہیں۔“

۲۳ مارچ ۱۹۷۷ء کو لاہور سے آپ کو حراست میں لے لیا گیا گزشتہ خیرہ (سندھ) میں جو گرم ترین علاقہ ہے کچی اور پٹھان کی سہولت کے بغیر رکھا گیا بلکہ پانی کی بنیادی سہولت تک سے محروم کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد عرب ممالک کی کوششوں سے رہائی ہوئی مگر ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو ملک میں مارشل لا کے نفاذ پر آپ کو قوی اتحاد کے

دوسرے رضاؤں کے ساتھ سری میں زیر حراست رکھا گیا۔ جنوری ۱۹۸۱ء میں علامہ نورانی کینیا کے مسلمانوں کی دعوت پر تبلیغی دورہ کے لئے کراچی سے روانہ ہوئے۔ آپ پہلے مکہ مکرمہ (سعودی عرب) حاضر ہوئے۔ وہاں عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری۔ پھر عید میلاد النبی ﷺ کی ایک عظیم الشان تقریب سے خطاب کرنے کے لئے نیروبی (کینیا، افریقہ) تشریف لے گئے۔ بعد ازاں آپ نے مارشس، جنوبی افریقہ، زمبابوے، ملاوی، جزائر فجی، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ہانگ کانگ اور سنگاپور کے کامیاب تبلیغی دورے کئے۔ اس چھ ماہ کے تبلیغی دورہ میں نوے افراد آپ کے ہاتھ پر شرف بہ اسلام ہوئے۔ تبلیغی دورہ سے واپسی پر کراچی میں حاجیانی حور ہائی ہال میں عظیم اہل سنت رنچھوڑ لائن و رحمانیہ کوارٹری، جامعہ سے دی جانے والی اظہار پارٹی میں تقریر کرتے ہوئے علامہ نورانی نے کہا کہ ”اہم بات یہ ہے کہ یورپ، مشرق بعید اور افریقہ والے اسلام قبول کر رہے ہیں لیکن ان ممالک میں موجود بعض لوگوں نے تبلیغ کے نام پر گروہ بنائیاں قائم کر رکھی ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی من گھڑت تاویلات سے دین کو نقصان پہنچایا ہے اور اپنی بے راہ روی سے نو مسلموں کو اسلام سے بھڑک کر رہے ہیں۔ علامہ نورانی نے کہا کہ ہم نے اسلام ورثہ میں پایا ہے جبکہ یورپ اور دیگر ممالک کے نو مسلموں نے اسلام کی حقانیت کو دیکھ اور پرکھ کر اسے قبول کیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام قبول کر لینے کے بعد ان کی زندگی میں انقلاب آ جانا چاہئے لیکن ہم ملاؤں کے قول و فعل میں تضاد اور ان کی تفرقہ بازوں کے سبب انقلاب تو درکنار وہ مبادیات سے بھی بے بہرہ رہ جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا امریکہ، برطانیہ اور دیگر ممالک میں اسلام کی تبلیغ کے لئے ماحول سازگار ہے۔ بلاشبہ عیسائی اور ہندو بھی مقابلے پر آ چکے ہیں اور بڑے منظم طریقہ پر اپنے مذاہب کا پرچار کر رہے ہیں لیکن یاد رکھیے کہ اسلام کی طاقت سے انہیں شکست دی جاسکتی ہے۔ مختلف مکاتیب فکر کے ایک اجتماعی پلیٹ فارم کے زیر اہتمام منفقہ ”ختم نبوت کانفرنس“ سے خطاب کے دوران جب اعلامیہ اور عوام نے جوش و خروش کا مظاہرہ کرتے ہوئے نعرہ ہائے گھیر و رسالت کے



بعد "تختِ دہلی" ختم نبوت زعمہ ہاد" کا نعرہ لگایا تو مولانا نورانی نے بڑی متانت سے تقریر کا رخ پھیرتے ہوئے فرمایا شاہاں تختِ دہلی ختم نبوت زعمہ ہاد واقعی تخت بھی زعمہ ہاد ہے اور تاج بھی زعمہ ہاد ہے اور خوب یاد رکھو کہ تختِ دہلی ختم نبوت اس لیے زعمہ ہاد ہے کہ صاحبِ تختِ دہلی ختم نبوت خود زعمہ ہے۔

۱۸ دسمبر ۱۹۸۲ء کو علامہ شاہ احمد نورانی مارشس (افریقہ) کے تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے۔ اس دورہ میں بہت سے قادیانی آپ کے ہاتھ پر مشرف ہوئے۔ یہاں آپ نے تقریباً ۴۵ مذہبی اجتماعات سے خطاب کیا۔ یہ تمام پروگرام ریڈیو مارشس سے نشر ہوئے۔ آپ نے علیہ مشنری کالج مارشس کا محاسبہ بھی کیا۔ مولانا نورانی کے دستِ مبارک پر دنیا بھر میں تبلیغی دوروں کے دوران ہزاروں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا آپ نے دوسرے ۱۹۷۸ء اور ۱۹۸۶ء میں ہائی پاس آپریشن کرایا ہالینڈ میں بین الاقوامی شہرت کا حامل ہارٹ سرجن جی آرپ کا ذاتی معالج تھا آپریشن میں مشاہدات اور آپ کی دین پر استقامت دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

اپنی وفات سے ٹھیک ۲۰ سال قبل ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) میں آپ نے ۱۱ دسمبر ۱۹۸۳ء کو جامع مسجد طیبہ کا باقاعدہ افتتاح اور ایک عظیم اجتماع سے خطاب فرمایا۔ افتتاحی اجلاس میں شرکت کے لئے برطانیہ، ہندوستان، انڈونیشیا، مراکش اور مغربی جرمنی سے کثیر تعداد میں علماء ڈاکٹر دانشور حضرات ہالینڈ پہنچے۔ ایک (ہالینڈ) میں مدرسۃ الاسلام یونیورسٹی کے قیام کے بعد وہاں کے مسلمانوں نے ایک بڑی جامع مسجد کی ضرورت محسوس کی تھی تاکہ وہاں کے مسلمان ایک ہی جگہ عیدین اور جمعہ کی نماز ادا کر سکیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے لاکھوں روپے کی مالیت سے چار ہزار گز زمین خرید کر جامع مسجد طیبہ کے لئے وقف کر دی۔ اس مسجد میں تقریباً ہزار آدمی بیک وقت نماز ادا کر سکیں گے۔ جامع مسجد طیبہ کی افتتاحی تقریب کے بعد علامہ نورانی نے قادیانیوں اور عیسائیوں کو بھی مسلمان کیا جو جرمنی، برطانیہ، مارشس، نیروبی (کینیا) اور یورپ کے مختلف شہروں سے ہالینڈ پہنچے تھے۔ ابنِ عراق جنگِ بندی کے لیے

مولانا نورانی نے کلیدی کردار ادا کیا اور عراقی صدر صدام حسین سے ملاقات کر کے مصالحتی کمیٹی کے اہم رکن کی حیثیت کے علاوہ ذاتی رسوخِ استمال جس کے نتیجہ میں گیارہ سالہ جنگ کا خاتمہ ہوا۔ جب پاکستان کو فرقہ وارانہ کشیدگی کی آگ میں جھونک دیا گیا تو قائدِ اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی نے پہلے ملی جیگٹی کونسل اور پھر متحدہ مجلس عمل قائم کی اور تمام مکاتب فکر کو ایک پھتری کے سائے تلے بٹھا کر ملی سالمیت کو برقرار رکھا۔ ۷ جولائی ۲۰۰۱ء کو ملک عزیز کی ۶ بڑی سیاسی و دینی جماعتوں نے ملی وحدت اور اقامتِ دین کے لیے آپ کی جدوجہد سے ملی جیگٹی کونسل کا پلیٹ فارم تشکیل دیا۔ ۷ جولائی ۲۰۰۲ء کو جمعیتِ علمائے پاکستان، جماعت اسلامی پاکستان، تحریکِ جعفریہ پاکستان، جمعیت اہل حدیث اور بے لوائی کے دونوں گروپوں نے مل کر اسلام آباد میں متحدہ مجلس عمل تشکیل دی اور مختلف طور پر مولانا شاہ احمد نورانی کو اس کا سربراہ بنایا گیا آپ ہی کی سربراہی اور سیاسی حکمت عملی کی برکت سے اکتوبر ۲۰۰۲ء کے قومی اسمبلی و صوبائی اسمبلیوں اور فروری ۲۰۰۳ء کے سینٹ کے انتخابات میں ایم ایم ایم اے کو شاعرِ کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ ان کا بہت بڑا کارنامہ تھا اور ان کی جدوجہد سے عالمی طاغوت کے سامنے امتِ مسلمہ کی وحدت و اخوت کے اس عملی مظاہرہ نے من حیث القوم مسلمانوں اک سرخرو سے بلند کر دیا اور دوسری طرف فرقہ واریت کی وہاں کو کنٹرول کر لیا گیا۔

۱۶ اشوال المکرم ۱۴۲۳ھ (۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء) کو ساڑھے بارہ بجے دن اسلام آباد میں اسلام کا یہ بے لوث مجاہدِ دینی حق کے پیغام پر لبیک کہتے ہوئے واصل حق ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان حضرت قائدِ اہل سنت کے وصال کے بعد ان کے مشن کی ترویج و اشاعت کے لیے معروف عمل ہے جس نے اب تک متعدد کتب شائع کی ہیں اور ملی حقیقی میدان میں غیور بنیادوں پر کام جاری رکھنے کے منصوبے زیرِ تکمیل ہیں اس سلسلہ میں ملت و امت کے ذریعہ جنوں اور اہل خیر کو مل بیٹھنا چاہیے۔ مولانا شاہ احمد نورانی تمام مکاتبِ فکر کے سرکردہ اور جید قائدین، علماء اور



راہنماؤں نے مسلمہ طور پر "قائد ملت اسلامیہ" تسلیم کیا وہ ایک سچے عاشق رسول اور راسخ اعلم شخصیت تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے وجود سے امت، ملت، ملک اور قوم کو خوب فیض یاب فرمایا آج بھی ان کے افکار کی روشنی میں قوم عصری مسائل کو کنٹرول کر سکتی ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند تر فرمائے اور ہمیں ان کا لیڈان نصیب کرے۔

### ملک محمد محبوب الرسول قادری

چیزین: علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

زاویہ قادریہ (سیدنا مومن اعظم سرحد، نزد چنگی نبرہ) سرحد عارواں جہر آباد (41200)

Mob: 0300/0321/0313-9429027

E-mail: mahboobqadri787@gmail.com

## آل انڈیائی سنی کانفرنس سے جمعیت علماء پاکستان تک

جمعیت علماء پاکستان کا سارا سفر "آل انڈیائی سنی کانفرنس" کے نام سے ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد مختلف پاکستان و ترویج نظریہ پاکستان ایک الگ ضرورت تھی جس کے پورا کرنے کے لئے ۱۹۴۸ء میں ملتان میں تحریک پاکستان کے انجمنی مجاہدوں نے آل انڈیا سنی کانفرنس کا نام بدل کر جمعیت علماء پاکستان رکھ دیا جس کے پہلے صدر مجاہد کشمیر مولانا ابوالحسنات سید احمد قادری اور ناظم اعلیٰ مولانا سید احمد سعید کاظمی مقرر کیے۔ ..... بعد ازاں حضرت مولانا عبدالخالق بدایونی، حضرت شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی، حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی، خلیفہ اسلام مولانا عیسیٰ فیض الحسن آلومہار شریف، حضرت پور سید محمود شاہ گجراتی، حضرت قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی، حضرت علامہ ہدو فیروز شاہ فرید الحق، حضرت صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی کے بعد اس وقت حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر ابوالخیر صاحبزادہ محمد زبیر، حضرت صاحبزادہ شاہ محمد اویس نورانی اور جناب قاری محمد زوار بہادر اس سز کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

## علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ

مولانا نورانی رحمہ اللہ آج بھی زندہ ہیں کیونکہ انسان کو اس کا کردار ہمیشہ زندہ رکھتا ہے

نامور صحافی و کالم نگار جبار مرزا کا مہمان کالم

علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ ایک تحریک کا نام ہے۔ آپ ملت اسلامیہ کا اہلکار ہیں، آپ کی شخصیت کے کئی حوالے ہیں، آپ ہر طریقہ سے بھی ہیں، سیاست دان بھی، عوامی رہنما اور مذہبی پیشوا بھی، آپ کی دینی، علمی، قومی اور ملی خدمات کا احاطہ کرنا چھٹاں آساں نہیں۔ آپ کی تبلیغی خدمات سات سمندر پار تک پہنچی ہوئی ہیں، آپ نے ہمیشہ اسلام کو ایک کائناتی دین سمجھا، پاکستان اور بیرون پاکستان، ملکوں ملکوں، دنیا بھر میں آپ اشاعت اسلام کے لئے پیچھے آپ کی زندگی مجروح و اکسار سے عبارت ہے، آپ نے خود کو کبھی شیخ الاسلام، فقیر قوم و ملت یا محدث اعظم نہیں لکھا، آپ سچ معنوں میں خادم اسلام تھے۔

وطن سے محبت اور دین اسلام کی سربلندی کی جدوجہد کی توفیق آپ کو ودیعت ہوئی تھی، عقیدہ ختم نبوت کی پاسداری اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے آپ کی انتھک محنت آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ رہے گی، ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت، آپ کے ناقابل فراموش کارنامے ہیں، آپ کی جدوجہد اسلامی اور جذبہ حب رسول ﷺ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ کرتا ہے۔ ۱۹۶۵ء کی بحالی وحدت امت کے خواب کو تعبیر سے اہلکار کرنا، اسلام کی ہلاکتی آپ کے کردار کے ایمان افروز حوالے ہیں۔ آپ ہی کی کلاشوں کا ثمر ہے کہ ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے آئین کی دفعہ ۱۰۶ اور ۲۲۰ میں ترمیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت اور لہو (چناب گمر) کو نکلا شہر قرار دے کر برسوں کا پیچیدہ مسئلہ حل کیا۔

علامہ مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کا شمار باہل علمائے کرام میں سرفہرست ہے، آپ نے "جمعیت علماء پاکستان" جو صرف علماء کی جماعت ہوا کرتی تھی جہد و مشاوارہ جہرے تک محدود تھی اسے عوامی جماعت بنایا، جس میں علم کار، وکیل، استاد، تاجر اور مزدور



بھی شامل ہوئے۔ آپ نے ہر شعبہ زندگی میں آسانیاں پیدا کیں۔

۱۹۷۰ء کے قومی انتخابات میں حصہ لے کر ثابت کیا کہ سیاست مذہب سے جدا نہیں ہے، ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلے میں وزارت عظمیٰ کا امیدوار بن کر جمہوریت سے بلا مقابلہ انتخاب کی رحمت کو ختم کیا، آپ نے پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں داخل ہو کر دی راستہ پسند فرمایا، جو آپ کے والد گرامی سفیر اسلام شاہ عہد اعظم صدیقی میرٹھی نے علامہ کی قیادت میں قائد اعظم محمد علی جناح کو بتایا تھا۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے پوری دیانت، مثبت اور منفرد کردار حق گوئی اور جرأت مندی کے ساتھ سلاوا عظم کی ترہائی کی۔ آپ نے زندگی کے ہر شعبے میں اصولوں کو مقدم رکھا، جنرل ضیاء الحق کے غیر جماعتی انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بڑے چڑھ کر حصہ لیا لیکن اقتدار میں شریک ہونا پسند نہ کیا۔ ۸ اگست ۱۹۷۷ء کو لاہور میں پتھری پڑی کے جیلوں نے آپ پر قحطانہ حملہ کیا، گاڑی کے شیشے ٹوڑے، دستار چینی، آپ ننگے سر زخمی حالت میں پاکستان قومی اتحاد کے اجلاس تک پہنچے، لیکن آپ آج بھی پرے قدم و جاہت، شانہ اور عالمانہ دستار کے ساتھ کھڑے دکھائی دیتے ہیں جبکہ ”وہ لوگ“ حسب عادت آپس میں ایک دوسرے کی گچیاں اچھالنے میں لگے ہوئے ہیں۔ علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کی زندگی بہت سی عیشیتوں کو محیط ہے۔ آپ ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۳ء تک ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے سیکرٹری جنرل رہے۔ نامور عالم دین حافظ قاری، عالمی مبلغ، درس نظامی کی تکمیل کے بعد پرنسپل عربک کالج میرٹھ سے گریجویشن اور الہ آباد یونیورسٹی سے عربی فاضل کی ڈگری لی، ۱۹۷۴ء میں تحریک ناموس رسالت کی قیادت کی اور ۱۹۷۷ء میں نظام مصطفیٰ رحمہ اللہ کے نفاذ کی جدوجہد کی رہنمائی کی، آپ جمیعت علمائے پاکستان کے سربراہ بھی رہے اور متحدہ مجلس عمل کے علاوہ اسلامی جمہوری اتحاد اور اسلامی جمہوری اتحاد کے راہنما بھی رہے۔ آپ ۱۹۷۰ء کی قومی اسمبلی کے رکن بھی رہے اور ۲۰۰۳ء میں پاکستان سینٹ کے ممبر بھی۔

آپ کے اجداد افغانستان کے شمال میں واقع ایشیاء کے ایک قدیم ملک، دیارِ آمو کے اُس پار (نارو اتھم) تاجان یا توران کے شہر خجند سے ہندوستان آئے تھے، حضرت صوفی حمید الدین صدیقی خجندی جو مثل شہنشاہ ظہیر الدین ہارے کے اتالیق بھی تھے، ہندوستان پر

حملے کے وقت ظہیر الدین ہارے کی دعوت پر یہاں تشریف لائے تھے جن کی وجہ سے اس خطے میں صدیقی خاندان کی آمد کا آغاز ہوا۔ صوفی حمید الدین صدیقی خجندی کی اولاد سے میرٹھ میں انیسویں صدی عیسوی میں دو بھائیوں علامہ عہد اکیم جوش میرٹھی اور مولوی اسماعیل میرٹھی نے بہت شہرت پائی۔ علامہ عہد اکیم جوش میرٹھی جو ممتاز شاعر، نامور عالم دین اور میرٹھ کی شاہی مسجد کے خطیب بھی تھے علامہ مولانا شاہ احمد نورانی کے دادا حضور تھے جبکہ آپ کے والد مولانا عہد اکیم صدیقی جنہیں سفیر اسلام اور قائد اعظم محمد علی جناح کے قابل بھروسہ ساتھی ہونے کا اعزاز حاصل رہا جو تحریک پاکستان میں اور قراقرم پاکستان کے موقع پر قائد اعظم کی ہدایت پر برصغیر کے مسلمانوں میں بیداری کی لہر پیدا کر کے اور اپنے خطاب سے مسلمانان ہند میں آزادی اور خود مختاری کا شعور اجاگر کرنے کی ذمہ داری قبول کی تھی۔ قحطی قادیانیت کے ارتداد میں بھی آپ نے ملکوں ملکوں ناموس رسالت کے تحفظ اور حقیقہ ختم نبوت کا لٹریچر تقسیم کیا، مناظرے کئے، خطاب اور تقاریر فرمائیں۔ رو قادیانیت میں کتب تحریر فرمائیں۔ برناڈا شاہیے انگریز مفکر کو یہ کہنے پر آمادہ کر لیا کہ ”سوسال بعد دنیا کا مذہب اسلام ہوگا۔“

انفرض علامہ مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کو دین اسلام کی تبلیغ وطن سے محبت اور ارتداد قحطی قادیانیت کا جذبہ ورثے میں ملا ہے۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے خطابات اور تحریک ختم نبوت میں فعال کردار ادا کرنے کے علاوہ کتابی صورت میں اچھا خاصا مواد، مناظرے، مہا لے، خطابات اور تحقیق مجمع کی تھی، لیکن ورلڈ اسلامک مشن کے آفس سے وہ چیزیں باوجود تلاش بسیار کے دستیاب نہ ہو سکیں، یوں وہ اعمول تحفہ تشنگان اسلام کی پہنچ سے دور رہا۔ علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کی ولادت ۲۶ مارچ ۱۹۲۶ء میرٹھ میں اور جس دن ان کی روح نے نفسِ غصری سے پہاڑ کی اس روز وہ اسلام آباد میں تھے سینٹ کے اجلاس میں شرکت کے لئے آئے ہوئے تھے ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳ء (مطابق ۱۷ شوال ۱۴۲۳ ہجری) آپ کی تدفین کراچی میں حضرت عہد اللہ شاہ غازی رحمہ اللہ کے مزار کے احاطے میں ۱۲ دسمبر ۲۰۰۳ء بروز جمعہ المبارک کو ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون علامہ شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ کو پہلے فرمائے تو برس بیت گئے لیکن وہ آج بھی ہم میں موجود ہیں کیونکہ انسان کو اس کا کردار زندہ رکھتا ہے۔









الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَهْلِهَا

آج کل علماء و مشائخ کے درمیان عورت کی حکمرانی پر بڑی بحث اور لے دے ہو رہی ہے۔ اس فقیر عطاء محمد چشتی کوڑوی نے اس بحث پر متعلقہ اور خالی الذہن ہو کر غور کیا ہے تو بندہ کو معلوم ہوا کہ اس مسئلہ پر جو بحث اخبارات میں ہو رہی ہے یہ یا تو ذاتی حقد پر مبنی ہے اور یا اس مسئلہ سے ناواقفی پر مشا مولوی منظور احمد چشتی کا ایک بیان بندہ نے اخبار میں پڑھا ہے کہ ”اگر نظام مصطفیٰ کمر کو وزیر اعظم بنادیا جائے تو ہم کو کوئی اعتراض نہیں۔“ اور اسی طرح جناب جتوئی کا بیان اخبار میں شائع ہوا ہے کہ ”ہم بھٹو خاندان کو مجبور کریں گے کہ وہ اپنے خاندان کے کسی مرد کو وزیر اعظم مقرر کرے۔“ کوئی عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی اور ہر مرد سربراہ مملکت ہو سکتا ہے۔ یہ امر شرع شریف سے بجاہت پر مبنی ہے جیسا کہ کوئی عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی۔ ہر مرد بھی سربراہ مملکت ہوگا جو ان شرائط کا حامل ہو اور اگر وہ صرف مرد ہے اور کوئی شرط اس میں مفقود ہے تو وہ مرد سربراہ مملکت نہیں ہو سکتا اور اگر وہ کسی ذریعہ سے برسرِ اقتدار آگیا تو یہ شرع شریف میں باغی کہلائے گا۔ بعض اکابرین نے صدر ایوب ذوالفقار علی بھٹو اور ضیاء الحق کے دور حکومت میں یہ فرمایا تھا کہ ان سربراہانِ حکومت کے ساتھ ہمارا اختلاف صرف اس وجہ سے ہے کہ ان حکمرانوں نے باوجود قدرت کے نظام مصطفیٰ ﷺ کو پاکستان میں نافذ نہیں کیا اگر یہ نظام اسلامی نافذ کر دیتے تو ہم ان کو سربراہ تسلیم کر لیتے اور ہمارا ان سے کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ اکابرین کے اس قول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر حکمران مرد نظام مصطفیٰ ﷺ کو نافذ کر سکتا ہے حالانکہ یہ قول شرع شریف کے بالکل خلاف ہے اگر مذکورہ بالا

مفتی محمد خان قادری

نور علی، فلمی اور ٹیلی ویژن



سلام عرض فرمایا: اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ  
 عزت کا واسطہ سے فرمائی کہ  
 اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ  
 آج کے روزے میں  
 سلام عرض فرمایا: اللہ تعالیٰ تعالیٰ  
 عزت کا واسطہ سے فرمائی کہ  
 اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ  
 آج کے روزے میں  
 سلام عرض فرمایا: اللہ تعالیٰ تعالیٰ  
 عزت کا واسطہ سے فرمائی کہ  
 اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ  
 آج کے روزے میں

Why Did THE  
 BELIEVED PROPHECY (S)  
 Perform Many MIRACLES

۱- شکر خدا را که این نعمت  
 ۲- اسلام را در اختیار ما قرار داد  
 ۳- اسلام را در اختیار ما قرار داد  
 ۴- اسلام را در اختیار ما قرار داد  
 ۵- اسلام را در اختیار ما قرار داد  
 ۶- اسلام را در اختیار ما قرار داد  
 ۷- اسلام را در اختیار ما قرار داد  
 ۸- اسلام را در اختیار ما قرار داد  
 ۹- اسلام را در اختیار ما قرار داد  
 ۱۰- اسلام را در اختیار ما قرار داد

۱. عارفانہ اور علمی  
 ۲. عارفانہ اور علمی  
 ۳. عارفانہ اور علمی  
 ۴. عارفانہ اور علمی  
 ۵. عارفانہ اور علمی  
 ۶. عارفانہ اور علمی  
 ۷. عارفانہ اور علمی  
 ۸. عارفانہ اور علمی  
 ۹. عارفانہ اور علمی  
 ۱۰. عارفانہ اور علمی

[illegible][illegible]



حکمران پاکستان میں نظام شرعی نافذ کر دیتے تو یہ اس طرح ہوتا جیسا امریکہ، فرانس اور ماسکو کے حکمران اپنے اپنے ملکوں میں نظام شرعی نافذ کر دیں۔ تو یہ حکمران ان کے ملکوں میں بسنے والے مسلمانوں کے شرعی امام ہرگز نہ ہوں گے۔ اسی طرح پاکستان کے مذکورہ بالا حکام اگر پاکستان میں نظام شرعی نافذ کر دیتے تو یہ لوگ پاکستانی مسلمانوں کے شرعی امام ہرگز نہ ہوتے۔ اب یہاں ایک اختلاف ہوتا ہے جس کا جواب ضروری ہے۔ اختلاف یہ ہے کہ بندہ نے مذکورہ بالا پاکستانی حکام کو امریکہ وغیرہ کے حکام سے تشبیہ دی ہے تو یہاں وہم ہوتا ہے کہ شاید بندہ ان کو مسلمان نہیں سمجھتا تو جواب یہ ہے کہ حالانکہ کلابندہ کا یہ مطلب نہیں ہے بندہ کے نزدیک مذکورہ بالا پاکستانی حکام کے مسلمان ہیں تشبیہ کا مقصد یہ ہے کہ ہر مرد شرعی امام نہیں ہو سکتا۔ شرعی امام کے لیے شہد شرائع ہیں۔ بعض شرائع امریکی حکام میں ملوث ہیں اور بعض اور شرائع پاکستانی حکام میں ناپید ہیں، بندہ جب شرعی امام کے شرائع کا ذکر کرے گا تو اس اختلاف کے جواب کی طرف اشارہ کرے گا۔ اخبار خوانانے وقت جو کہ نہایت عجیبہ اخبار ہے اس سے بھی اس قسم کی ایک کوتاہی ہوئی ہے۔ ملاحظہ ہوا اخبار مذکور نے اپنی ایک اشاعت میں ضیاء الحق مرحوم پر یہ تنقید کی تھی کہ ”اس نے گیارہ سال بلا شرکت غیرے پاکستان پر حکومت کی ہے وہ نظام اسلامی نافذ کر سکتا تھا اگر وہ نافذ کر دیتا تو قیام پاکستان کا مقصد پورا ہو جاتا، حالانکہ صدر مرحوم کا اوڑھنا، بچھونا اسلام تھا۔“

”لوائے وقت سے یہاں کوتاہی یہ ہوئی ہے کہ اگر صدر مرحوم اسلامی نظام نافذ کر دیتا تو قیام پاکستان کا مقصد ہرگز ہرگز پورا نہ ہوتا کیونکہ شرع شریف نے صدر مرحوم کو اسلامی نظام نافذ کرنے کا اختیار ہی نہیں دیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی نظام نافذ کرنے کا اختیار صرف اور صرف شرعی امام کو ہے اور صدر محمد ضیاء الحق شرعی امام نہ تھے اور اس کو بندہ آگے چل کر دلائل سے ثابت کرے گا۔ اور قیام پاکستان کا مقصد اس نظام اسلامی کا نفاذ ہے جس کو شرعی امام نافذ کرے تو اگر صدر مرحوم اسلامی نظام نافذ کر دیتے تو مقصد پاکستان پورا نہ ہوتا۔ خلاصہ کام یہ ہے کہ کوئی عورت شرعی امام اور سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی اگرچہ وہ صحابیہ ہی کیوں نہ ہو باقی رہا مرد تو ہر مرد بھی شرعی امام نہیں ہو سکتا بلکہ وہ مرد شرعی

امام ہو سکتا ہے جو ان شرائع کا حامل ہو جو اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے حبیب ﷺ نے بیان کیں اور جن پر اجماع امت ہے۔ بعض لوگ عورت کی حکمرانی پر جنگ جمل سے دلیل لاتے ہیں کہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا اس کی سربراہ تھیں تو یہ دلیل قاطع ہے کیونکہ ہمارا دعوئی یہ ہے کہ عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی نہ کہ مطلق سربراہ نہیں ہو سکتی اور جنگ جمل کے موقع پر سربراہ مملکت یا تو علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تھے اور یا حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سربراہ مملکت اور شرعی امام نہ تھیں زیادہ سے زیادہ محکم ضرور تھیں اور یہ عہدہ مرد کے ساتھ شخص نہیں ہے بلکہ عورت بھی اس عہدہ پر فائز ہو سکتی ہے جیسا کہ کتب مذہب میں مصرح ہے کہ عورت چیف جسٹس ہو سکتی ہے بندہ نے یہاں تک جو ذکر کیا ہے بعض جدید ذہنوں کو ان پر اعتراض ہوگا لیکن بندہ ان تمام امور پر ایسے دلائل ذکر کرے گا کہ کسی مسلمان کو اس میں کوئی شک نہ ہوگا اور بندہ کے اس مضمون کا قاطب صرف مسلمان ہے جس کو اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے محبوب ﷺ کے ساتھ ایمان ہے اس مضمون کا قاطب مطلق جدید ذہن نہیں ہے جس کے نزدیک عقل خدا اور رسول سے بھی مقدم ہے یہاں تک بندہ نے مرد اور عورت کی حکمرانی کی تمہید ذکر کی ہے اور اب بندہ چند مقاصد ذکر کرتا ہے۔

### مقصد اول

شرح عقائد علم عقائد کی مستند اور مشہور کتاب ہے جو کہ درس نظامی کا حصہ ہے اور اس کا مصنف علامہ نسفی ہے جو کہ حنفی اور صاحب ہدایہ کا استاد ہے اور علامہ دحضری کا ہم عصر ہے اور شارح علامہ تھنائانی ہے جو کہ تحارف کا محتاج نہیں یہاں بندہ امامت شرعی کے مسئلہ پر متقن اور شرع ہر دو کی عمارت نقل کرتا ہے۔ عقائد نسفی میں ہے۔

وقد الاجماع علی ان نصب الامام خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے مکاتب فکر واجب کو اس امر پر اجماع اور اتفاق ہے کہ

مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنا امام منتخب کرے۔



اب اس مہارت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تمام مکاتب فکر اسلامیہ کا نصب نام پر اجماع ہے یا کہ بعض مکاتب فکر کا صاحب نیر اس نے اس ابہام کی وضاحت اس طرح کی ہے۔  
اراد اجماع اہل سنت والجماعہ خلاصہ مہارت یہ ہے کہ امام کے انتخاب والعمولہ لاهل سنت فقط والفرق کے وجہ پر جو اجماع ہے تو اس اجماع کا کھانا لان الخوارزمیہ لادوجہولہ سے نہ تو قطع اہل سنت کا اجماع مراد ہے اور نہ تمام مکاتب فکر اسلامیہ کا اجماع۔ بلکہ اس اجماع سے اہل سنت اور شیعہ اور معتزلہ کا اجماع مراد ہے۔

خلاصہ یہ کہ اہل سنت، شیعہ اور معتزلہ یہ تینوں اس پر متفق ہیں کہ امام کا مقرر کرنا واجب ہے اور جتنے اسلامی فرقے ہیں ان سے صرف غماریں اس وجہ کے منکر ہیں اب اہل سنت، شیعہ اور معتزلہ کے درمیان ملکہ الاشعراک تو یہ ہوا کہ تینوں گروہ اس پر متفق ہیں کہ امام کا مقرر کرنا واجب ہے۔ اس کے بعد باتن نے تینوں کے درمیان ماہر الاتیمان باہر القاطن ذکر کیا ہے۔

والما الخلاف فی اللہ یجب علی اللہ لو علی الخلق بدلیل مسمیٰ اودلیل علی خلاصہ مہارت یہ ہے کہ تینوں گروہ اس امر پر تو متفق ہیں کہ امام کا مقرر واجب ہے لیکن ان کے درمیان اختلاف اس میں ہے کہ امام کا مقرر اللہ تعالیٰ پر واجب ہے یا کہ مخلوق پر واجب ہے۔ شیعہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے اور اہل سنت اور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ مخلوق پر واجب ہے اب ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اہل سنت کے نزدیک دلیل نقلی یعنی کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے اور معتزلہ کے نزدیک یہ وجہ عقل سے ثابت ہے کیونکہ معتزلہ عقل کو بھی حاکم مانتے ہیں۔ بخلاف اہل سنت کے کہ یہ حکام صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے محبوب علیہ السلام کو مانتے ہیں نہ کہ عقل کو۔ کسی نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

عقل قربان کن بہ عقلی مصطفیٰ

اس کے بعد علامہ نسفی نے اہل سنت کے مذہب پر تین دلائل نقل کیے ہیں۔

### دلیل اول

لقوله عليه السلام من مات ولم يعرف امام زمانه مات ميتة جاهلية خلاصہ مہارت یہ ہے کہ جو بھی آدمی اس امام زمانہ کو نہ جانتا کہ وہ اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

علامہ نیر اس نے اپنے زمانہ کا امام نہ پہچاننے کی دو صورتیں ذکر کی ہیں ملاحظہ ہو۔  
سواء كان في زمانه امام ولم يعرفه اوله يمكن في زمانه امام اصلاً

یعنی امام زمانہ پہچاننے کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ اس کے زمانہ میں امام تو ہے لیکن وہ اسے جانتا نہیں ہے۔ دوم یہ کہ اس کے زمانہ میں امام بالکل ہے ہی نہیں۔ تیسرا اور اس کے حاشیہ میں جاہلیت کی موت کی یہ تفسیر کی گئی ہے۔

والجاهلية هي الحالة التي كان الناس عليها قبل الاسلام على ضلال اسلام سے قبل لوگ اس پر تھے۔  
نیر اس میں ہے۔

وفيه تشديد عظيم یعنی

اس حدیث شریف میں بڑا سخت حکم ہے کہ ایک مسلمان نے شرع شریف کے تمام احکام کی پوری پابندی کی ہے لیکن امام کے انتخاب میں کوتاہی کی اور امام منتخب نہ کیا تو اس کی موت گمراہی پر ہے اب اس وحید میں مسلمانوں کے تمام طبقات داخل ہیں۔ عوام مسلمان اور علماء اور مشائخ جو بھی اپنے زمانہ کے امام کو نہیں پہچانتا اس کی موت گمراہی کی موت ہے اب اس میں تشدید اور سختی واضح ہے۔

### دلیل دوم

ولان الامم قد جعلوا لهم النبوات بعد وفات النبي صلى الله عليه وآله وسلم نصب الامم حتى للدعوة على الدين وكذا بعد موت كل امام من الخلفاء الراشدين



ومن بعدهم وهذا اجماع علی کون النصب من الیہات (معاذ اللہ علی ذہراس)

خلاصہ دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام کے نزدیک سب سے بڑا مقصد امام کا تقرر تھا تا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امام کے تقرر کو آنحضرت ﷺ کے دُفن پر مقدم کیا اور اسی طرح خلفاء راشدین اور ان کے جانشین گزرے ہیں ہر ایک کے دُفن سے قبل مسلمانوں نے تقرر امام کیا اب ساری امت کا اس پر اجماع ہو گیا کہ امام کا تقرر بڑے مقاصد سے ہے اب قارئین غور کریں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تقرر امام کو دُفن پر اس لیے مقدم کیا کہ وہ تھوڑی دیر کے لیے بھی بغیر امام کے ہونا گناہ سمجھتے تھے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر صحابہ کرام امام کے حلقہ جلدی نہ کرتے تو اس دوران جو مسلمان فوت ہو جاتا اس کی موت چاہیہ اور گمراہی کی موت ہوتی اور واجب ترک کر کے مرتا۔ یکجا وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امام کے حلقہ جلدی سے کام کیا بعض اہل بدعت یہاں صحابہ کرام پر اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ایک بڑا المیہ تھا لیکن صحابہ نے اس کی پروا نہ کی اور خلافت اور سلطنت میں مشغول ہو گئے تو اس کے دو جواب ہیں۔

### جواب اول

اس دور کی خلافت اور حکومت پھلوں کی بیج نہیں تھی بلکہ کانٹوں کا پھوٹا تھا۔ صحابہ کرام نے جو تقرر امام میں جلدی کی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو حکومت اور سلطنت کے ساتھ کوئی دل چسپی تھی بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس دوران مرنے والوں کی موت اسلامی موت ہو اور وہ جاہلیت کے موت سے محفوظ رہیں۔

### جواب دوم

جب کسی مسلمان کی وفات واقع ہو تو جنازہ پڑھانے کا حق ہر اوقات امام کو ہوتا ہے اور امام کے بعد کوئی دوسرا جنازہ پڑھانے کا مستحق نہیں ہوتا تو صحابہ کرام نے امت اور خلافت میں جلدی اس لیے کی کہ آنحضرت ﷺ کا آخری جنازہ امام اور خلیفہ پڑھائے آنحضرت ﷺ کے بہت جنازے پڑھے گئے لیکن آخری جنازہ نماز سیدنا ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھا اور اس کے بعد کوئی جنازہ نہیں پڑھا گیا۔ اب بندہ ایک نہایت مشکل چیز یہاں ذکر کرتا ہے اگرچہ بندہ کو علم ہے کہ بعض احباب کو اس پر شدید اعتراض ہوگا لیکن بندہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ جل شانہ اور آنحضرت ﷺ کا حکم ہر ایک پر مقدم ہے۔ وہ مشکل چیز یہ ہے کہ اس وقت پاکستان کے مسلمان اور ان کے آباء و اجداد مشائخ اکابرین تقریباً پانچ صد سال ماضی میں بغیر امام گزرے ہیں اور نظر بظاہر ان کی موت جاہلیت کی موت ہے لیکن موجودہ دور کے مسلمانوں نے کبھی کوئی منجیدہ کوشش نہیں کی کہ ہم اس واجب کو ادا کریں جو کہ ہمارے اکابرین سے متروک چلا آ رہا ہے بندہ نے قبل ازیں جو اسلاف اور اکابرین کے حلقہ یہ کہا ہے کہ نظر بظاہر ان کی جاہلیت کی موت ہے تو اس کا جواب آئندہ ذکر کرے گا کہ اسلاف اور اکابرین تقرر امام میں مطہر تھے لیکن یہ جواب موجودہ دور کے، عوام مسلمان اور علماء اور مشائخ کی طرف سے نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ لوگ تقرر امام میں کامل غفلت ہیں اور یہ چیز بندہ آئندہ دلیل سے ذکر کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اب یہاں تک تقرر امام کے وجود پر دو دلیل ذکر کی گئی ہیں۔ اول حدیث شریف اور دوم اجماع صحابہ کرام اور ان کے بعد اجماع دوسرے مسلمانوں کا۔

### دلیل سوم:

ولان کلمہ من الواجبات الشرعیہ یعوق علیہ ای علی نصب الامام

وقد تقرر فی اصول الفقہ ان ما یعوق علیہ الواجب فهو واجب

خلاصہ دلیل سوم یہ ہے کہ بہت واجبات شرعی ہیں کہ وہ نصب امام پر مقوق ہیں مثلاً چہاد اور حدود اور ان ائمہ شعاثر کو اسلام مثل عید اور جمعہ کی یہ سب واجب ہیں اور تقرر امام پر مقوق ہیں اور تقرر امام مقوق علیہ ہے اور اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ واجب جس پر مقوق ہو وہ مقوق علیہ بھی واجب ہوتا ہے تو تقرر امام واجب علیہ جس سے تمام مسلمان غلام عام پانچ صد سال سے محروم چلے آ رہے ہیں۔ یہاں تک بندہ نے اہل سنت کے مذہب کے مطابق تین دلیل سے ثابت کیا ہے کہ مسلمان پر تقرر امام واجب ہے اور اس کے بغیر مسلمان کی موت جاہلیت اور گمراہی کی موت ہے اور یہ تقرر اتحاد اہلسنت کے بغیر مشکل



قرین ہے۔ لیکن ہمارے عوام اور مشائخ اور علماء امتحار کے درپے ہیں اور بعض لوگوں کو اس لیے برداشت نہیں کرتے کہ ان کے ساتھ ان کی ذاتی رجس ہے اور اس رجس کی تسکین کے لیے ہانڈیوں کا ساتھ دے رہے ہیں اور نظام مصطفیٰ ﷺ کی پیٹھ میں ٹھرا گھونپ رہے ہیں حیرت یہ ہے کہ اس کے باوجود نظام مصطفیٰ ﷺ اور تحفظ شان مصطفیٰ ﷺ ان کا لغو ہے جو کہ ان کے عمل کے تضاد ہے درحکار اور شامی میں بھی امامت کے مسئلہ پر بحث کی گئی ہے اب بندہ ان کتابوں سے کچھ ذکر کرتا ہے۔ درحکار میں ہے۔

ہی صغریٰ و کبریٰ فالکبریٰ مستحق  
تصرف عام علی الامم و ائمتہ فی  
علم الکلام و نصبہ احد الواجب  
فلل الدعوة علی ملن صاحب  
المعجزات

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ امامت دو قسم کی ہے۔ اول امامت عصری نماز کی امامت کرتا ہے اور لوگ نماز میں اس کی اتباع کرتے ہیں۔ دوم امامت کبریٰ اور اس کی تعریف یہ ہے کہ جس کو اس امر کا حق ہو کہ اس کا تصرف لوگوں پر عام ہو۔

اور بندہ جو یہاں جس امامت پر بحث کر رہا ہے یہ امامت کبریٰ ہے اور امام کا انتخاب بڑے اعلیٰ واجبات سے ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کا وصال ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آنحضرت ﷺ کے وفن سے پہلے امامت کا مسئلہ پہلے طے کیا تو نصب امام اگر اعلیٰ واجبات سے نہ ہوتا تو صحابہ کرام اس کو وفن سے مقدم نہ کرتے۔ علامہ ابن عابدین شامی نے فرمایا ہے کہ امامت کی تعریف شرح مقاصد میں اس طرح ہے۔

انہی اسامۃ عامۃ فی الدین والدنیا  
علاقۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ  
و سلم

خلاصہ تعریف یہ ہے کہ امام اس رئیس کو کہتے ہیں جو کہ دین اور دنیا ہر ایک میں رئیس ہو اور یہ اس لیے ہوا کہ وہ نبی ﷺ کا خلیفہ اور نائب ہے۔

ہر دو تعریف سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ایک سربراہ مملکت ہوتا ہے اور دوسرا سربراہ حکومت شرعی امام سربراہ مملکت اور صدر ہوتا ہے نہ کہ سربراہ حکومت کیونکہ سربراہ مملکت

اور صدر اکیلا سربراہ حکومت کو معزول کر سکتا ہے برخلاف سربراہ حکومت کے کہ وہ اکیلا صدر اور سربراہ مملکت کو معزول نہیں کر سکتا تو لوگوں پر تصرف عام صرف سربراہ صدر اور سربراہ مملکت کو معزول نہیں کر سکتا تو لوگوں پر تصرف عام صرف سربراہ مملکت کو ہے۔ ان ہر دو میں فرق کرنا لازم ہے۔ ورنہ بہت سی خرابیاں لازم آئیں گی جیسا کہ آگے چل کر بندہ ان خرابیوں کا ذکر کرنے گا یہاں تک مقصود اول ختم ہوا۔ اب اس مقصد سے چند امور واضح ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں۔

### امراول

امام کا انتخاب واضح ہے کہ یہ سیاسی مسئلہ ہے اور مسلمانوں پر واجب بھی ہے اور واجب یہ شرعی مسئلہ ہے تو معلوم ہوا کہ اسلام میں سیاست اور شریعت ایک ہے اب جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ شرعی جماعت ہے اس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے یا یہ کہ یہ سیاسی جماعت ہے شرعی نہیں ہے یہ فرق شرع شریف سے ناواہمی پرتی ہے اور یہ فرق دراصل نصاریٰ کے نزدیک ہے کہ ان کے نزدیک مذہب اور سیاست باہم متضاد ہیں۔

### امردوم

قبل ازیں بندہ ذکر کر چکا ہے کہ کوئی عورت شرع شریف میں سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی باقی رہا مرد تو ہر مرد بھی سربراہ مملکت نہیں بن سکتا البتہ بعض مرد سربراہ مملکت ہو سکتے ہیں اور بعض مرد سربراہ مملکت نہیں ہو سکتے۔ اب یہاں دو پہلو ہیں حنفی اور شیعہ۔ حنفی پہلو تو یہ ہے کہ کوئی عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی اور شیعہ پہلو یہ ہے کہ اگرچہ ہر مرد سربراہ نہیں ہو سکتا لیکن بعض مرد سربراہ مملکت ہو سکتے ہیں جن میں شرائط پائے جائیں۔

اب بندہ یہاں ایک المیہ ذکر کرتا ہے وہ یہ کہ جمیعت علماء پاکستان جس کو بے یو پی کہا جاتا ہے بدقسمتی سے دو دھڑوں میں بٹ گئی ہے ایک دھڑے کا اجلاس ۲۲ مارچ کو لاہور میں ہوا اور اخباری اطلاع کے مطابق اس اجلاس میں پانچ ہزار علماء اور مشائخ نے شرکت کی اس اجلاس میں جو علماء اور مشائخ اہلسنت شریک ہوئے سب کا تعلق ہے بے یو پی



یعنی جمعیت علماء پاکستان سے نہیں تھا بلکہ بعض کی مذہبی اور سیاسی جماعتیں ہے یونہی کے سوا ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر ان مختلف ائمہ اہل علم و مشائخ کا اجتماع اور اتحاد کس نکتہ پر ہوا تو بندہ نے جہاں تک غور کیا ہے تو معلوم ہوا کہ دراصل ان علماء و مشائخ کا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کے ساتھ ذاتی رنجش اور عداوت ہے اور یہ لوگ اس تاک میں تھے کہ کوئی موقع ملے تو علامہ نورانی سے اپنے عداوت کا بدلہ لیں اب جب علامہ نورانی کے بعض پرانے رفیقوں نے علامہ نورانی کے خلاف بغاوت کی تو ان لوگوں نے موقع کو قیمتی خیال کیا اور جب علیٰ بغض معاویہ کا رول ادا کرتے ہوئے بغاوت کی تائید میں مجتمع ہو گئے اور اس عداوت باطنی کو یہ رنگ دیا کہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی عورت کی سربراہی کو جائز مانتے ہیں حالانکہ یہ شخص بہتان ہے۔ علامہ نورانی بارہا اعلان کر چکے ہیں کہ عورت کی سربراہی خلاف شرع اور ناجائز اور حرام ہے لیکن اس اعلان سے یہ لوگ اس لیے مطمئن نہیں ہوتے کہ ان کا مقصد احقاق حق تو نہیں ہے صرف علامہ نورانی پر کچھ اچھالتا ہے خواہ اس کا سبب بہتان ہی کیوں نہ ہو۔ اب ۲۲ مارچ کے اجلاس کا المیہ یہ ہے کہ اس اجلاس میں سارا زور اس پر دیا گیا کہ عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی یعنی سارا زور خطابت حتیٰ پہلو پر دیا گیا اور مثبت پہلو کو نظر انداز کر دیا گیا کہ پھر سربراہ مملکت کون ہونا چاہیے حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ سربراہ کون ہونا چاہیے کیونکہ قبل ازیں حدیث شریف سے ثابت کیا گیا ہے کہ تقرر امام واجب ہے اور جس کو اپنے زمانہ کے امام کی معرفت نہیں ہے اس کی موت جاہلیت اور ضلالت کی موت ہے اب بندہ ان پانچ ہزار علماء اور مشائخ سے دو ٹوک دو سوال کرتا ہے۔

### سوال اول

ان پانچ ہزار علماء و مشائخ نے کوئی اپنا امام منتخب کیا ہے یا منتخب کرنے کی کوشش کی ہے یا نہیں بر تقدیر اول وہ کون ہے جس کو منتخب کیا یا انتخاب کی کوشش کی نام بتلائے اور بر تقدیر ثانی ان پانچ ہزار نے واجب کو ترک کیا ہے کیونکہ دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ تقرر امام واجب ہے۔

### سوال دوم

ان پانچ ہزار کو اپنے امام زمانہ کی معرفت ہے یا کہ نہیں۔ بر تقدیر اول یعنی اگر معرفت ہے وہ کون ہے ذرا ہم کو بھی بتلائے اور بر تقدیر ثانی ان پانچ ہزار کی موت جاہلیت اور ضلالت کی موت ہوگی۔ اب المیہ یہ ہے کہ ان پانچ ہزار کو اپنی موت کی کوئی فکر نہیں ہے کہ ان کی موت اسلامی ہو یا جاہلیت کی اگر ان پانچ ہزار کو اس امر سے دل چسپی ہوتی کہ ان کی موت اسلامی موت ہو نہ کہ جاہلیت کی تو ۲۲ مارچ کے اجلاس میں یہ لوگ مثبت پہلو کو نظر انداز نہ کرتے۔ اب بندہ قارئین کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ باوجود پانچ ہزار کے جم غفیر کے مثبت پہلو کو کیوں نظر انداز کیا گیا تو جواب یہ ہے کہ اس جم غفیر کو ان ہر دو مسئلہ کا علم ہی نہیں ہے کہ تقرر امام واجب ہے یا نہ اور نیز اس کا بھی علم نہیں کہ معرفت امام سے مسلمان کی موت اسلامی ہوتی ہے اور عدم معرفت سے مسلمان کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے جب ان کو ان ہر دو مسئلہ کا علم ہی نہیں تو پھر مثبت پہلو پر بحث کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب یہ پانچ ہزار کا جم غفیر اس فقیر اور اس کے ہم سیاست اہل سنت پر یہ ہر دو سوال نہیں کر سکتا کیونکہ ہمارے پاس دیمان حکم جہاب ہے ملاحظہ ہو۔ پاکستان میں اہل سنت و جماعت کی آبادی تقریباً ۸۵ لاکھ ہے اگر یہ ایک پلٹ فارم پر اکٹھے ہو جائیں تو مصلوں کی بجائے دلوں میں شرعی امام کا تقرر اور انتخاب ہو سکتا ہے اور اہل سنت جاہلیت کی موت سے بچ سکتے ہیں اور ان کی موت اسلامی موت بن سکتی ہے یہ مقصود لے کر جمعیت علماء پاکستان نے پہلے شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں اور اس کے بعد علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں یہ کوشش کی کہ تمام اہل سنت جمعیت علماء پاکستان کے جھنڈے کے نیچے اکٹھے ہو جائیں۔ تاکہ الیکشن کے موقع پر جمعیت علماء پاکستان اتنی ہماری اکثریت سے کامیاب ہو کہ وہ بغیر کسی اور سیاسی پارٹی کی امداد کے خود مرکزی حکومت تشکیل دے سکے۔ اور چونکہ یہ قاعدہ ہے کہ مرکز میں جو پارٹی الیکشن میں ہماری اکثریت سے کامیاب ہوتی ہے حکومت کی تشکیل اسی کا حق ہوتا ہے تو اب جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ علامہ نورانی تمام شرائط کے جامع ہیں لہذا الیکشن میں کامیابی کے



بعد جمعیت اپنے سربراہ اور قائد کو شرعی امام منتخب اور مقرر کر سکتی ہے جمعیت کو شرعی امام کے لیے کسی اور آدمی کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ وہ ہے کہ جمعیت نے اپنا سربراہ علامہ نورانی کو منتخب کیا ہے تاکہ سربراہ مملکت کے انتخاب کے وقت کوئی اختلاف پیدا نہ ہو اور اگر سربراہ جماعت میں سربراہ مملکت کے شرائط موجود نہیں ہیں تو پھر کامیابی کے بعد سربراہ مملکت اور تلاش کرنا ہوگا اور پھر اس میں اختلاف پیدا ہو سکتا ہے اب خود جمعیت کے اندر ایسے حضرات ہیں جن کو جمعیت کا یہ منشور پسند نہیں تھا کہ پاکستان میں شرعی امام منتخب کیا جائے جس کی وجہ یہ تھی کہ یہ حضرات خود شرعی امام بننے کے اہل نہ تھے تو انہوں نے علامہ نورانی کے خلاف بغاوت کر کے ڈیڑھ اینٹ کی علیحدہ مسجد تعمیر کرنی شروع کر دی اور جمعیت کے منشور کی پیشہ میں چھرا گھونپ دیا۔ اور پھر المیہ یہ ہوا کہ پانچ ہزار علماء و مشائخ میں اگر ذرا سمجھ بوجھ ہوتی تو وہ یہ سوچتے کہ معمولی بات پر اہل سنت میں انتشار پیدا ہو رہا ہے ہر دو فریق کے درمیان مصالحت کی کوشش ہونی چاہیے جیسا کہ فرمان خداوندی ہے اور پھر ان علماء و مشائخ کا دعویٰ بھی نظام مصطفیٰ ﷺ کا نفاذ ہے اور یہ اہل سنت کے اتحاد کے سوا مشکل ترین ہے لیکن ان علماء و مشائخ کا علامہ نورانی کے ساتھ ذاتی عداوت تھا لہذا شیطان نے صحیح راستہ مصالحت کا ان کی نظروں سے اوجھل کر دیا اور انہوں نے بافی شرذمہ قلیلہ کی تائید کر کے اہل سنت میں انتشار اور افتراق کو ہوا دی مناسب یہ تھا کہ بافی فریق کی حوصلہ شکنی کی جاتی اور ان کے اجلاس اور کنولش کا بائیکاٹ کیا جاتا تاکہ ان کو اپنی قدرو قیمت معلوم ہو جاتی۔ خلاصہ یہ کہ ان پانچ ہزار علماء و مشائخ نے افتراق اور انتشار پیدا کر کے نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا راستہ مسدود کر دیا ہے یا اس کو پیچھے دھکیل دیا ہے جس پر جتنا افسوس کیا جائے وہ کم ہے۔ شاید کسی نے ایسے موقع پر ہی کہا ہے۔

چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

یہاں تک بندہ نے مقصد اول میں تین دلائل سے ثابت کیا ہے کہ امام کا تقرر تمام مکاتب فکر کے نزدیک واجب ہے صرف خارجی فرقہ نے اس وجوب کا انکار کیا ہے اب اس دور میں اگر کوئی مسلمان وجوب امامت کا انکار کرے تو وہ خارجی ہی ہوگا۔

### مقصد دوم

میں یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ اس شرعی امام کا تقرر کیوں واجب ہے اور اس کے فرائض کیا ہوں گے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

و المسلمون لا یسلمون من امام یقوم بتعلیل احکامهم وائمة حدودهم وصد نفوذهم وتجهیز جیو شهر واخل صد قاکہم وقهر المتغلبة والمتلصبة وقطاع الطرق واقامة الجمع والاعیاد و قطع المذاریع الواقعة بین المباد وقبول الشهادات القائمة علی الحقوق وترویج الصغار والصفاخر الذین لا اولیاء لهم وقسمة الغنائم ونحو فالت من الامور التي لا یتولاهما احدا لالة

اس طویل عبارت میں دو چیزوں کا ذکر ہے اول یہ کہ تقرر امام کیوں واجب ہے دوم یہ کہ امام کے ذمہ کیا فرائض ہوں گے۔ امر اول کی تفصیل یہ ہے کہ تقریباً حیرہ واجب ایسے ہیں جو کہ امام پر موقوف ہیں اور امام ان واجبات کا موقوف علیہ ہے اور ان کی از میں گزر چکا ہے کہ واجب کا موقوف علیہ بھی واجب ہوتا ہے تو چونکہ تقرر امام واجب ہے لہذا مسلمانوں پر ضروری ہوا کہ تقرر امام سے اپنا واجب ادا کریں۔ امر دوم کی تفصیل یہ ہے کہ مذکورہ بالا واجبات امام کے فرائض میں داخل ہیں اور بغیر امام کے دوسرا آدمی ان فرائض کو ادا نہیں کر سکتا اب ان حیرہ امور کی تفصیل ملاحظہ ہو جو کہ امام کے فرائض میں داخل ہیں اور تقرر امام پر موقوف ہیں۔

### اول

امام کا کام یہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں کے احکام نافذ کرے گا۔

### دوم

شرعی حدود قائم کرے گا مثلاً چوری اور زنا اور شراب کی حدیں۔

### سوم

اسلامی ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرے گا۔



چہارم

اسلامی فوج کے لیے اسلحہ اور دوسری ضروریات کا انتظام کرے گا۔

پنجم

ذکوٰۃ اور عشر اور خراج وصول کرے گا۔ باغیوں، چوروں اور ڈاکوؤں کی سرکوبی کرے گا۔

ششم

جمعہ اور عید کا نظم کرے گا۔

دہم

لوگوں میں جو جھگڑے ہیں ان کا قلعی اور حل پیش کرے گا

یازدہم

حقوق پر شہادتیں قبول کرے گا۔

دوازدہم

جن ناہانغ لڑکوں اور لڑکیوں کے ولی نہیں ہیں ان کے نکاح کرے گا۔

یہز دہم

مال قیمت کی تقسیم کرے گا اور اس کے بغیر کسی اور امور بھی ہیں جن کو ہر آدمی سرانجام نہیں دے سکتا اور امام سرانجام دے سکتا ہے۔ چنانچہ ناہال پاکستان میں شری اور باشرائط امام نہیں ہے لہذا اس کو ذکوٰۃ اور عشر اور خراج اور دوسرے مواجب ادا کرنے مسلمانوں پر ضروری نہیں البتہ اگر ادا کر دیئے جائیں تو جائز ہے۔ اس مقصد دوم سے ثابت ہوا کہ اسلامی قانون اور نظام مصطفیٰ ﷺ کو ہر آدمی نافذ نہیں کر سکتا بلکہ یہ کام منتخب امام کا ہے تو گویا اسلامی آئین کی بنیاد اور پہلی ایٹم تقرر امام ہے اور اگر بغیر تقرر امام کے نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کیا جائے تو اس کی مثال یہ ہے جیسے بغیر بنیاد کے دیوار تعمیر کی جائے

اور ہر آدمی شری امام اور سربراہ مملکت نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لیے شرائط ہیں جن کا بعد میں ذکر کیا جائے گا۔ اب یہاں عقائد نسبی پر ایک اعتراض ہوتا ہے کہ عقائد نسبی یہ متن ہے اور متن میں اختصار ہوتا ہے لیکن امامت کے مسئلہ کو طوالت سے کیوں ذکر کیا گیا ہے تو شارح تیسرا اس نے اس کا جواب ان الفاظ میں دیا ہے۔

وقد اطلب المصنف اطفا بالانسانب خلاصہ یہ کہ متن مختصر ہوتے ہیں اور المختصر تدبیرا علی الاعتناء بنصب مصنف یختار نے امامت کے مسئلہ کو الامام و لرشاد الامة الی مايجب طوالت سے بیان فرمایا ہے اس کی کیا وجہ علیہم ہے تو جواب یہ ہے کہ اس طوالت کے دو فائدے ہیں۔

اول

تمام مسلمانوں کو متنبہ کرنا ہے کہ امام کا تقرر بڑا مقصودی امر ہے اور تم پر واجب ہے لہذا اس سے غافل نہ ہونا۔

دوم

اگر کو رہنمائی کرنی ہے کہ تم پر جو حیرہ چیزیں واجب ہیں ان کو کا حذر ادا کرنا۔ عقائد نسبی کے مصنف نے جو امامت کا مسئلہ طویل عبارت میں ذکر کر کے اس کی اہمیت کی اطراف اشارہ کیا ہے انہوں نے اس صدی کے پانچ ہزار علماء و مشائخ نے ۱۲ مارچ کے اجلاس میں اس کو محسوس نہیں کیا اور سارا وقت خفی سیاست میں ضائع کر کے عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی۔ صرف فلسفہ میں انتشار کو ہوا دے کر کار بے خیر کا ارتکاب کیا۔ پرانے علماء و مشائخ کا طریقہ وصل اور باہمی محبت تھا لیکن اس صدی کے علماء و مشائخ کا طرہ امتیاز فصل اور باہمی افتراق اور انتشار ہے گویا کہ اس صدی کا تصوف بھی تبدیل ہو گیا ہے پرانا تصوف تو یہ تھا۔

بنس القدر علی باب الامید عید الامید یعنی برا شیخ وہ ہے جو امراء کے دروازوں کا چکر لگاتا ہے اور اچھا امیر وہ ہے جو کہ مشائخ کے دروازوں پر حاضری دیتا ہے۔



یہ تو پرانا تصوف تھا اب نیا تصوف اور اس کا ذریعہ مسئلہ ملاحظہ ہو۔

عبدالغفور علی باب الامور بنس الامور یعنی بڑا اور نای گرامی شیخ وہ ہے جو کہ  
امراء کے دروازوں پر حاضری دیتا ہے  
علی باب القہر اور برا امیر وہ ہے جو کہ مشائخ کے در کی

حاضری دے۔

حضرت خواجہ ثانی سیالوی قدس سرہ کے پرانے تصوف کے متعلق چند غلطیہ پنجابی  
منقولے ہیں چونکہ جدید ذہنوں پر فہم ہیں لہذا ان کو یہاں نقل نہیں کیا جاتا۔ خلاصہ یہ کہ  
جس مسلمان کو اپنے امام زمانہ کی معرفت ہے اس کی موت اسلامی اور ہدایت کی موت  
ہے اور جس کو یہ معرفت حاصل نہیں ہے اس کی موت جاہلیت کی موت اور ضلالت کی  
موت ہے یہ حکم تو ایک عام مسلمان کا ہے اور پھر علماء اور مشائخ کو تو یہ معرفت بطریق  
اولیٰ حاصل ہونی چاہیے۔ حیرت ہے کہ ۲۲ مارچ کے علماء و مشائخ نے اس امر پر اتفاق  
کیا عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی لیکن شیطان نے یہ امر ان کے ذہن سے نکال دیا  
ہے کہ آخر سربراہ مملکت کون ہونا چاہیے تاکہ اس کی معرفت حاصل کر کے مسلمان جاہلیت  
اور ضلالت کی موت سے بچ جائے اور اسلامی موت سے سرفراز ہو تو جو علماء و مشائخ حقی  
پہلو پر بحث کرتے ہیں اور ثبت پہلو کو نظر انداز کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کو اس سے  
کوئی دل چسپی نہیں کہ ان کی موت اسلامی ہو یا جاہلیت کی موت ان کو پریم صرف ایک  
عورت سے ہے کہ وہ سربراہ اور حکمران نہیں ہو سکتی۔ ایسے جم غفیر کو جن کو اپنی موت کی  
پرہیز نہیں کہ اسلامی ہو یا کہ جاہلیت کی اور وہ اہل سنت میں انتشار پھیلا رہے ہیں ان کو  
علماء و مشائخ کہنا علماء و مشائخ کی توہین ہے۔ غور فرمائیں کہ امامت کا مسئلہ بغیر اتحاد اہل  
سنت کے حل نہیں ہو سکتا اب جو علماء و مشائخ ۲۲ مارچ کو اجلاس لاہور میں جمع ہوئے بندہ  
باادب ان سے دریافت کرتا ہے کہ وہ اتفاق اور اتحاد اہل سنت کے لئے مجتمع ہوئے یا کہ  
افتراق و انتشار اہل سنت کے لیے۔ شیخ اول بدیہی المہملان ہے کیونکہ ان مشائخ کا جو  
سربراہ ہے اور جس کی کوشش سے اجلاس لاہور منعقد ہوا اخباری اطلاع کے مطابق اس

لے بر ملا کہا ہے کہ علامہ نورانی کے ساتھ ہمارا اتحاد نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں اجلاس لاہور

میں جو علماء و مشائخ مجتمع ہوئے ان کے درمیان نقطہ اتحاد صرف اور صرف بغض علامہ  
نورانی تھا۔ پھر ان سے اصلاح اور اتفاق کا تصور ہی نہیں ہو سکتا تو اب شیخ ثانی حقیق ہوئی  
کہ یہ اجتماع لاہور صرف اور صرف افتراق اور انتشار کے لئے تھا اور فرقہ باطنیہ کی پیٹھ  
ٹھونکنے کے لیے تھا کہ بعض نورانی پر ڈالے رہتا ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر یہ جم غفیر علماء و  
مشائخ اجلاس لاہور میں شامل نہ ہوتا تو فرقہ باطنیہ ایک دن میں اپنی موت آپ مر جاتا  
ان علماء و مشائخ کی شمولیت سے اس بیماری کو چند دن کی حیات ضرور مل گئی ہے اب  
انتظار ہے کہ اس کا جنازہ کب نکلتا ہے۔ بندہ کی شرعی رائے یہ ہے کہ فرقہ باطنیہ یا تو  
ندامت کے ساتھ حق کی طرف رجوع کرے گا اور بصورت دیگر ان شاء اللہ تعالیٰ ختم ہو  
جائے گا غور فرمادیں کہ جو علماء و مشائخ ۲۲ مارچ کے اجلاس لاہور میں شریک ہوئے ہیں  
سب کی زبان پر نظام معطلی علیہ السلام کے نفاذ کا دعویٰ ہے اور اس نظام مقدس کو صرف اور  
صرف شرعی امام جامع شرائط ہی نافذ کر سکتا ہے اور تقرر امام اتحاد اہل سنت پر موقوف  
ہے تو نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ نظام معطلی اتحاد اہل سنت پر موقوف ہے اور انتشار اہل سنت  
نظام معطلی علیہ السلام کا دشمن ہے تو چونکہ یہ علماء و مشائخ انتشار اہل سنت کا سبب بنے ہیں لہذا  
یہ لوگ اس نظام مقدس کے دشمن ہیں لہذا ان کو یہ امر زیب نہیں دیتا کہ وہ نظام معطلی کا  
دعویٰ کریں۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے نہ تو کبھی امراء اور حکام کے دروازوں کا چکر لگایا  
ہے اور نہ ہی انہوں نے اہل سنت میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی، البتہ انہوں نے  
اصولوں پر کبھی سودے بازی نہیں کی جس نے اصولوں کی خلاف ورزی کی اس کو سزا  
دینے میں انہوں نے کبھی تامل نہیں کیا۔ اگرچہ وہ بڑا عہدیدار کیوں نہ ہوں اور اس کا  
نام انتشار نہیں ہے بلکہ نظام بدل ہے تقریباً ہر سیاسی پارٹی اختلاف کی وجہ سے متحد  
پارٹیوں میں تبدیل ہوتی ہے اور جمیعت بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے لیکن جمیعت کا باطنی  
قول نہایت گلیل ہے اور اہل سنت کا سواد اعظم اب بھی علامہ شاہ احمد نورانی کے ساتھ  
ہے۔ بندہ کو اعتراف ہے کہ میرے مضمون میں بظاہر علماء و مشائخ کی گستاخی کی گئی ہے  
اور بعض معاندین اس فقیر کے خلاف پروپیگنڈہ بھی کریں گے اس کا ایک جواب تو بند



میں مضمون کے آخر میں آئے گا چند جملات یہاں ملاحظہ ہوں۔

### جواب اول

علماء و مشائخ عظام سے معصوم نہیں ہیں ان سے خطا سرزد ہو سکتی ہے بلکہ ہوتی ہے تو ان کو ادب کے ساتھ خطا پر متنبہ کرنا یہ گستاخی نہیں ہے بلکہ یہ حقیقی احترام ہے کیونکہ جس آدمی پر تنقید نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ میری ہر بات درست ہوتی ہے اور تنقید سے بالاتر ہے تو وہ احتیاط سے کام نہیں لیتا لہذا خطاء کا احتمال زیادہ ہوتا ہے اور اگر اس کو علم ہو کہ میری بات پر تنقید ہوگی تو وہ ہر بات سوچ کر اور احتیاط سے کرے گا اور یہی اس کے حق میں بہتر ہے تو جو علماء و مشائخ ۲۳ مارچ کے اجلاس میں شریک ہوئے اور اس سے اہل سنت میں افتراق پیدا ہوا۔ یہ ایک خطائی تو بندہ نے پورے احترام کے باوجود اس خطا پر ان علماء و مشائخ کو متنبہ کیا ہے اور خطا کی یقینی کی وجہ سے اس پر حسیہ کرنا ضروری تھی اور اس کو گستاخی کہنا اس حدی کا قصوف ہے جو قصوف قدیم کے الٹ ہے۔

### جواب دوم

بندہ کا نظریہ یہی ہے کہ علماء و مشائخ کا احترام لازم ہے لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے حبیب ﷺ کا احترام علماء و مشائخ کے احترام سے بہت زیادہ ہے لہذا فقیر کے نزدیک اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام بیان کرنے میں اگر بظاہر علماء و مشائخ کی گستاخی لازم آتی ہو تو کوئی قہاحت نہیں ہے۔ اور کسی کا احترام احکام شرعیہ بیان کرنے میں مانع نہ ہونا چاہیے۔

### مقصد سوم

اس مقصد میں اب امام کے شرائط بیان کئے جاتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ ہر آدمی نہ تو امام شرعی ہو سکتا ہے اور نہ ہی اسلامی آئین نافذ کر سکتا ہے۔ عقائد مسلمی میں ہے۔ فقہ ونبی ان یکون الامام ظاہراً یرجع الیہ لامعطیہ ولا معطراً ویکون من قریش ولا یکون من غیرہ ولا ینقض بہنی ہاشم واولاد علی رضی اللہ عنہم خلاصہ عبادت یہ ہے کہ امام ظاہر ہونا چاہیے تاکہ لوگ اپنے مسائل میں اس کی

طرف رجوع کریں اور امام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ نہ ہو مگر بھی نہ ہو یعنی اس وقت تو لوگوں کے سامنے نہ ہو لیکن مستقبل میں اس کے نکلنے کا انتظار ہو اور وہ قریش سے ہوگا اور غیر قریشی نہیں ہوگا اور امام کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ بنی ہاشم سے ہو بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہو۔ یہ جو ذکر کیا گیا ہے یہ اہل سنت کا مذہب ہے اور اہل شیعہ اس امر پر تو متفق ہیں کہ امام کا قریشی ہونا ضروری ہے اس کے بعد اہل شیعہ کے دو مذہب ہیں۔ اول یہ کہ امام کے لئے ضروری ہے کہ بنی ہاشم سے ہو غیر ہاشمی امام نہیں ہو سکتا۔

مذہب دوم یہ کہ امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد سے ہو چونکہ اہل سنت کے نزدیک یہ دونوں مذہب باطل ہیں اس لئے متن میں دونوں مذہبوں کے رد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ شرح عقائد میں ہے یعنی لیشرط ان یکون الامام قرشیاً لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الامۃ من قریش وھذا وان کان خیراً واحداً لکن لعارواہ ابوہمکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ محتاجہ علی الانصار ولم ینکرہ احد انصار مجیباً علیہ ولم ینتخلف لہ الا الخوارج وبعض المعتزلہ ولا یشترط ان یکون ہاشمیاً او علویاً لما ثبت بالدلیل من خلافتہ ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم مع انہم لم یرکبوا من بنی ہاشم وان کانوا من قریش

متن عقائد نسبی میں تین دعوے تھے شارح عقائد علامہ تھتارانی نے ہر ایک پر دلیل ذکر کی ہے۔ دعویٰ اول کہ امام کے لئے یہ ضروری ہے کہ قریش سے ہو اور غیر قریش سے نہ ہو اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک امام قریش سے ہوگا اس دلیل کی عدا اس امر پر ہے کہ الامۃ پر جو ال ہے وہ استخراق کے لئے ہے اور اس وقت امام کا ہر فرد قریشی ہوگا اور غیر قریشی امام نہیں ہو سکے گا۔ اب اس دلیل پر اعتراض ہوتا ہے اور شارح تھتارانی نے اس کا جواب دیا اعتراض یہ ہے کہ مسئلہ امامت اہل سنت کے نزدیک اگرچہ فروعات سے ہے اور حدیث الامۃ من قریش۔ یہ خبر واحد ہے اور قلن کی مفید ہے اور جو مسائل فروعات سے ہیں وہ دلیل عقلی سے ثابت ہو جاتے ہیں تو امام کا قریشی ہونا اہل سنت کے نزدیک تو خبر واحد سے ثابت ہو جائے گا لیکن اہل شعبہ کے



نزدیک یہ مسئلہ اصول اعتقاد سے ہے اور اس کے لئے دلیل قطعی کا ہونا ضروری ہے تو امام کے قریشی ہونے کا مسئلہ اہل شیعہ کے نزدیک اس خبر واحد قطعی سے کیسے ثابت ہوگا تو شارح تفتازانی نے اس کا یہ جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد انصار نے مہاجرین کو کہا کہ (معا امیر و منکم امیر) یعنی اب ایک امیر نہیں ہوگا بلکہ دو امیر ہوں گے ایک ہم سے یعنی انصار سے اور ایک دوسرا امیر تم سے ہوگا یعنی مہاجرین سے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار کے خلاف حدیث الامتہ من قریش سے استدلال کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ مہاجرین سے ہی امام ہوگا کیونکہ وہی قریش ہیں اور امام انصار سے نہیں ہو سکتا کیونکہ انصار قریش نہیں تھے تو اس حدیث کا کسی نے انکار نہ کیا تو اس حدیث پر اجماع صحابہ ہوا تو اب یہ حدیث قطعی ہوگی اور یقین کا فائدہ دے گی تو اب اہل شیعہ کے نزدیک بھی اس حدیث شریف سے استدلال درست ہوگا خلاصہ جواب یہ ہوگا کہ یہ حدیث اگرچہ باقتدار اصل کے خبر واحد اور مفید متن ہے لیکن جب اس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا تو اب یہ خبر یقین کا فائدہ دے گی الہتہ خوارج اور بعض مقلد قریش والی شرط کے منکر ہیں اب اس تصریح سے معلوم ہو گیا کہ اس دور میں اگر کوئی آدمی قریش کی شرط کا انکار کرے تو وہ خارجی ہوگا یا مستزلی اہل سنت ہرگز نہیں ہو سکتا علامہ تفتازانی نے جو جواب دیا ہے صاحب نمبر اس نے اس کو ان الفاظ سے رد کیا ملاحظہ ہو۔

وهما بحث وهو ان جعله غير الاحاد من قلته تكفي الاحاديث كما هو عاقل المتكلمين فانه حديث متواتر رواه احوار بعين صحتها كما في الصواعق

خلاصہ اعتراض یہ ہے کہ علامہ تفتازانی کا اس حدیث کو اصل سے خبر واحد کہنا درست نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تفتازانی متکلمین سے ہے اور متکلمین متبع حدیث میں کمزور ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ابن حجر نے صواعق عرقہ میں فرمایا کہ یہ حدیث متواتر ہے اور اس کو تقریباً چالیس صحابہ نے روایت کیا ہے اور خبر متواتر باقتدار اصل کے یقین کا فائدہ دیتی ہے خلاصہ اعتراض یہ کہ علامہ تفتازانی نے حدیث الامتہ من قریش کو اصل کے لحاظ سے قطعی اور خبر واحد قرار دیا اور اجماع صحابہ کے لحاظ سے قطعی قرار دیا یعنی یہ

حدیث صرف ایک وجہ سے قطعی ہے اور صاحب نمبر اس نے بحالہ ابن حجر اس حدیث کو دو وجہ سے قطعی قرار دیا۔ یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ حدیث متواتر بخود آیہ قرآنی ہے اور اس کے انکار سے کفر کا خطرہ ہے اور اس کے علاوہ اس پر اجماع صحابہ بھی ہے اور اس اجماع کا انکار بھی کفر کے خطرہ سے خالی نہیں ہے تو صاحب نمبر اس کی تحقیق کے مطابق اس حدیث کا انکار دو وجہ سے کفر کا سبب ہے اور علامہ تفتازانی کی تحقیق کے مطابق اس حدیث کا انکار صرف ایک وجہ سے کفر کا سبب ہے یہاں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صرف اجماع صحابہ ہے کوئی خبر متواتر نہیں ہے اس کے باوجود اس خلافت کا انکار کفر ہے اور امام کا قریش سے ہونا اجماع صحابہ سے بھی ثابت ہے اور خبر متواتر سے بھی تو نتیجہ یہ ہوا کہ امام کے قریش سے ہونے کی قطعیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی قطعیت سے زیادہ ہوگی تو اس کے منکر کو بطریق اولیٰ کفر کا خطرہ ہے۔ مقصد سوم میں تین دعوے تھے علامہ تفتازانی نے ہر ایک پر دلیل دی دھوی اول یہ تھا کہ امام کے لئے قریشی ہونا ضروری ہے اور غیر قریشی امام نہیں ہو سکتا اس دھوی پر دلیل حدیث الامتہ من قریش اور لفظ الامتہ پر ال استغراق کا ہے اس دلیل پر ایک اعتراض تھا اور اس کے دو جواب دیئے گئے جو اب اول علامہ تفتازانی نے دیا اور جواب دوم ابن حجر اور صاحب نمبر اس نے دیا اب دلیل اور اعتراض و جواب سے چند امور واضح ہوئے غور فرمادیں۔

امر اول جب انصار نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حدیث سماعت کی تو اس پر کوئی اعتراض نہ کیا کہ قریش میں کون سی خصوصیت ہے جو کہ غیر قریش میں نہیں ہے جس کی وجہ سے قریش امامت کے مستحق ہیں اور غیر قریش مستحق نہیں ہیں۔ بلکہ انصار نے بغیر چوں چما اس حدیث کو حلیم کر لیا اور اپنے مطالبہ امامت سے دشمندار ہو گئے ان کا ایمان تھا کہ چونکہ آنحضرت ﷺ نے قریش کو مستحق امامت ظہر بیا تو لازمی طور پر قریش میں کوئی خصوصیت ہے جو کہ غیروں میں نہیں ہے اگرچہ ہم کو وہ خصوصیت معلوم نہیں ہے برخلاف آج کل کے جدید ذہن کے کہ یہ ذہن اس فرمان نبوی کو آسانی سے حلیم نہیں کرے گا بلکہ یہ کہے گا کہ سب مسلمان برابر ہیں لیکن بعد اس جدید ذہن کو کہتا ہے کہ اس فرمان نبوی



میں ملک سے تمہارے ایمان کو خطرہ لاحق ہو جائے گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ہمارے ایمان میں بھی فرق ہے اگر وہ یہ درست ہے کہ عورت امام نہیں ہو سکتی لیکن یہ خبر واحد سے ثابت ہے اس پر کوئی خبر متواتر نہیں ہے اور ہاشمی کا امام ہونا اور غیر ہاشمی کا امام نہ ہونا یہ خبر متواتر سے ثابت ہے پاکستان میں آج کل جتنے سربراہان ہوئے بندہ کے خیال میں کوئی بھی ہاشمی نہیں تھا بلکہ سب غیر ہاشمی تھے اس کے باوجود جو علماء اور مشائخ ۳۲ تاریخ کو اجلاس لاہور میں شریک ہوئے انہوں نے اور ان کے آقاؤ اجداد اور مشائخ نے ان تمام غیر ہاشمی سربراہان مملکت کی سربراہی کو تسلیم کیا اور کسی کے خلاف کوئی فتویٰ نہ دیا لیکن آج یہ لوگ عورت کی سربراہی کے خلاف شور مچا رہے ہیں بندہ ان علماء و مشائخ کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ فرق بتائیں کہ انہوں نے اور ان کے آقاؤ و مشائخ نے غیر ہاشمی کی سربراہی کو تو تسلیم کر لیا حالانکہ یہ خبر متواتر کے اور اجماع اصحاب کے خلاف ہے جس کا انکار کفر ہے اور عورت کی سربراہی کے خلاف شور مچایا ہوا ہے حالانکہ یہ خبر واحد کے خلاف ہے جس کا انکار کفر نہیں ہے خلاصہ یہ کہ تم نے اور تمہارے اکابرین نے حدیث متواتر کو تو فقرا اہل مذکر دیا اور خبر واحد کو اچھالا تو یہ یا تو جہالت پر مبنی ہے کہ تم کو اس حدیث کا علم تک نہیں اور یا یہ متاد پر مبنی ہے یعنی اس عورت کے ساتھ متاد اور ذاتی خاصیت ہے جن علماء و مشائخ میں کوئی حیثیت ہے وہ بندہ کے اس چیلنج کا جواب دیں۔

اس موسم آج کل سربراہ دو قسم کے ہیں اول سربراہ مملکت جس کو صدر کہا جاتا ہے دوم سربراہ حکومت جس کو وزیراعظم کہا جاتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلمانوں پر جو مقرر امام واجب ہے اور وہ عورت نہیں ہو سکتی اور اس امام کا قریشی ہونا ضروری ہے کیا اس سے مراد ہر ایک سربراہ ہے یعنی صدر اور وزیراعظم ہر دو کا شرعی امام ہونا لازمی ہے یا ان سے صرف ایک کا شرعی امام ہونا ضروری ہے تو پھر وہ کون ہوگا صدر یا وزیراعظم اور تیسری صورت یہ ہے کہ ہر ایک مستقل امام نہ ہو بلکہ ہر دو کا مجموعہ امام ہو اب بندہ اس پر بحث کرتا ہے گزارش یہ ہے کہ ایک یہ ایک مسئلہ حقیقت ہے جس سے انکار کوئی جاہل ہی کر سکتا ہے کہ ہر شے کی پہچان اس کی تعریف سے ہوتی ہے اب دیکھنا ہے کہ امام کی تعریف کیا ہے اگر وہ

تعریف ہر ایک پر صادق آئے تو دونوں مستقل طور پر امام ہوں گے اور اگر تعریف صرف ایک پر صادق آتی ہے نہ دوسرے پر تو وہی امام ہوگا۔

یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ نصب امام کا مسئلہ دراصل علم فقہ کا مسئلہ ہے کیونکہ نصب امام افعال مکلفین سے ہے اور افعال مکلفین کی بحث علم فقہ میں ہوتی ہے لیکن چونکہ اس مسئلہ میں اختلاف بہت ہے اور اس میں اعتقاد کے خراب ہونے کا خطرہ ہے اس لئے مسئلہ امامت کی تفصیل علم کلام میں ہے اور علم فقہ میں اس کا ذکر افعال کے طور پر آئے گا۔ اب اہل ملت کی تعریفیں ملاحظہ ہوں۔ تعریف اول درمختار میں ہے۔

الامامة صغریٰ و کبریٰ فلاکبریٰ استحقاق تصرف عام علی الامام ای علی الخلق شامی میں ہے:

وهو مصلح تبصر لایستحق لان المستحق علیہ طاعته الامام لا تصبر ولا یعلم لایستغفرون ان یقال عام بکلی اعلالیہ

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ امامت میں مخلوق پر تصرف عام کا استحقاق ہوتا ہے اور لفظ علی الامام یہ تصرف کے متعلق ہے نہ کہ استحقاق اور عام کے متعلق کیونکہ اگر استحقاق کے متعلق ہوتا یہ معنی ہوگا مخلوق پر استحقاق تصرف عام ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ لوگوں پر طاعت امام ضروری ہے نہ کہ امام کا تصرف اور اگر اعلیٰ الامام متعلق استحقاق کے ہوتا یہ معنی ہوگا کہ لوگوں پر استحقاق تصرف امام ہے اور لفظ عام کے متعلق بھی نہیں ہے کیونکہ عام کا صلہ بار آتا ہے نہ کہ علی چنانچہ محاورہ عام بکلی الا علیہ خلاصہ تعریف یہ ہوا کہ اہل ملت میں لوگوں پر تصرف عام کا استحقاق ہوتا ہے جس کو لوگوں پر تصرف خاص کا استحقاق ہو وہ امام نہیں ہے۔ شامی میں تعریف کے جنس اور فصل کو اس طرح بیان کیا۔ (وخرج بقید الموم مثل القضاء والا مارة) یعنی عموم کی قید اس لئے لگائی تاکہ قاضی اور امیر خارج ہو جائے کیونکہ ان ہر دو کو تصرف عام کا استحقاق نہیں ہوتا بلکہ تصرف خاص کا استحقاق حاصل ہوتا ہے کیونکہ جس علاقہ کا قاضی اور حاکم مقرر کیا گیا ہے اس کا حکم صرف انہی لوگوں پر چاہیے



ہوگا جو اس طلاق کے رہنے والے ہیں نہ کہ سارے ملک پر اب عورت اور غیر قریشی امام تو نہیں ہو سکتے۔ لیکن کسی خاص طلاق کے قاضی اور حاکم ہو سکتے ہیں تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورت بالکل حاکم نہیں ہو سکتی ان کا یہ قول دین سے بے خبری پر مبنی ہے اور وہ نام نہاد علامہ ہیں۔ تعریف دوم مواقف اور شرح مواقف میں ہے۔

الامامة رياسته عامته في امور الدين والدنيا لشخص من الشخصات فقيده العموم احتراز عن القاضي والرئيس وغيرهما والقيده الاخير احتراز عن كل الامة اذا عزلوا الامام عدد فسقه فان الكل ليس شخصاً واحداً

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ امامت یہ ہے کہ ایک شخص کے لئے دین اور دنیاوی امور میں ریاست اور سرداری عام حاصل ہو کوئی دینی اور دنیاوی شعبہ اس کی ریاست سے خارج نہ ہو اس کے بعد تعریف کے جن اور فصل بیان کرتا ہے کہ عموم کی قید سے قاضی اور رئیس اور ہر وہ آدمی خارج ہو گیا جس کو بادشاہ نے کسی خاص طلاق پر سردار مقرر کیا ہو اب اس تعریف سے بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ امام نہیں ہو سکتے جیسے عورت اور غیر قریشی یہ لوگ قاضی اور کسی خاص طلاق کے رئیس اور حاکم ہو سکتے ہیں اور جو آخری قید ہے شخص من الاشخاص اس سے مجموعہ امت خارج ہوگی کیونکہ ساری امت مجموعی طور پر امام نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ایک شخص نہیں ہے بلکہ متعدد اشخاص کا مجموعہ ہے اس تعریف سے یہ امر واضح ہو گیا کہ امام صرف ایک ہوگا متعدد امام نہیں ہو سکتے نہ ہر ایک مستقل امام ہو سکتا ہے اور نہ مجموعہ من حدیث مجموعہ۔ یہ تعریف دوم اور تعریف اول تقریباً ایک جیسی ہیں۔ اب ان ہر دو تعریف پر اعتراض کرتا ہے اس مجموعہ کی صورت یہ ہے کہ امام فاسق ہو گیا اور اہل مل و عقد جنہوں نے اس امام کا تقرر کیا تھا انہوں نے عقد مجموعی طور پر امام نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ ایک شخص نہیں ہیں اس تعریف سے یہ امر واضح ہو گیا کہ شرعی امام صرف ایک ہوتا ہے امام متعدد نہیں ہو سکتے نہ ہر ایک مستقل اور نہ مجموعہ من حدیث مجموعہ تعریف اول اور دوم ہر دو تقریباً ایک جیسی ہیں اب ان ہر دو تعریف پر صاحب مواقف اعتراض کرتا ہے ملاحظہ ہو:

خلاصہ اعتراض یہ ہے کہ نبوت اور امامت ایک چیز نہیں بلکہ متفاخر ہیں اور یہ تعریف نبوت پر بھی صادق آتی ہے کیونکہ تمام لوگوں پر تصرف عام کا نبی مستحق ہوتا ہے اور نبی کی بھی امور دینی اور دنیاوی میں ریاست اور سرداری عام ہوتی ہے تو تعریف مانع ہوگی اس کے بعد تعریف سوم کرتا ہے اور یہ تعریف جامع مانع ہے۔

### تعریف سوم

الامامة خلافته الرسول في اقامة الدين وحفظ حوقه المملعة بحيث يتابعه على كافة الامة وبهذا القيد الاخير يخرج من منصبه الامام في ناحية كالكفائي مطلقاً ويخرج المجتهد لئلا يلجأ اتباعه على الامامة كافة بل على من قلده خاصته

خلاصہ تعریف سوم یہ ہے کہ امامت رسول اللہ ﷺ کی خلافت کا نام ہے اور یہ خلافت اقامت دین میں ہے اور ملت کے مجموعہ کی حفاظت میں ہے اور اس کی اجازت تمام امت پر واجب ہوتی ہے اس آخری قید سے قاضی اور مجتہد خارج ہو گئے کیونکہ قاضی اور مجتہد کی اجازت ساری امت پر واجب نہیں ہے بلکہ قاضی کی اجازت صرف اس حلقہ کے لوگوں پر ہے جس حلقہ کا وہ قاضی ہے یا ان لوگوں پر ہے جن کا مقدمہ اور کیس قاضی کے پاس ہے اسی طرح مجتہد کی اجازت صرف اس کے مقلدین پر واجب ہے اب اس تیسری تعریف پر وہ اعتراض نہیں کرتا جو کہ تعریف اول اور دوم پر ہوتا ہے کہ ہر دو تعریف نبوت پر بھی صادق آتی ہیں حالانکہ امامت اور نبوت دو متفاخر چیزیں ہیں تیسری تعریف پر اعتراض اس لئے نہیں ہوتا کہ نبوت کسی رسول کی خلافت نہیں ہے بلکہ نبوت شریعت مطہرہ کی ہشت ہے بندہ دو بار یہاں ذکر کرتا ہے کہ یہ جو شرع شریف کا مسئلہ ہے کہ عورت امام اور حاکم نہیں ہو سکتی اس سے مراد وہ حکومت اور امامت ہے جس کی تین تعریف ذکر کی گئی ہیں اس کے سوا بعض صورتوں میں عورت حاکم ہو سکتی ہے جیسا قاضی یا ملک کے کسی خاص حصہ کی حکومت الہیہ عورت جیسا کہ امامت کبریٰ کی اہل نہیں ہے امامت صغریٰ کی بھی اہل نہیں ہے یعنی نماز کی امامت کی بھی اہل نہیں ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ امامت کی جو تین تعریف ذکر کی گئی ہیں یہ صرف صدر پر صادق آتی ہیں یا کہ صرف وزیراعظم پر یا ہر ایک پر یا ہر دو کے مجموعہ من حیث



مجموعہ پر تو بندہ عرض کرتا ہے کہ یہ تقریریں سرف اور صرف صدر پر صادق آتی ہیں کیونکہ تینوں تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ امام کے لئے ضروری ہے کہ تمام لوگوں پر اس کا تصرف عام ہو اور تمام لوگوں پر اس کی اجازت واجب ہو اور یہ امر صرف صدر مملکت پر صادق آتا ہے اور یہ صفت صرف صدر مملکت میں پائی جاتی ہے نہ کہ وزیراعظم پر اور اس کی چند وجوہ ہیں۔

### وجہ اول

صدر مملکت اکیلا وزیراعظم اور وزراء اعلیٰ کو معزول کر سکتا ہے جیسا کہ صدر ضیاء الحق نے کیا تھا اگرچہ اس کے لئے بعض شرطیں ہیں لیکن وزیراعظم اکیلا نہ تو صدر مملکت کو معزول کر سکتا ہے اور نہ ہی وزراء اعلیٰ کو اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس وقت وزیراعظم پاکستان اور پنجاب اور بلوچستان کے درمیان شدید جھگڑا اور محاذ آرائی انتہا کو پہنچ چکی ہے لیکن وزیراعظم بے بس ہے اگر اس کو صوبوں کے وزراء اعلیٰ کو معزول کرنے کا اختیار ہوتا تو وزیراعظم اپنے اس اختیار کا ضرور استعمال کر لیتا البتہ مرکزی اسمبلی کو صدر اور وزیراعظم کو معزول کرنے کا اختیار ضرور ہے اور اسی طرح صوبائی اسمبلیوں کو وزراء اعلیٰ کو معزول کرنے کا اختیار ہے اور یہی وجہ ہے کہ مرکزی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کی خرید و فروخت ہو رہی ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے وزیراعظم اور وزراء اعلیٰ کو ان کے عہدہ سے معزول کیا جاسکے۔ وجہ دوم پاکستان میں انتظامیہ دو قسم کی ہے ایک انتظامیہ وزیراعظم کے ماتحت اور دوسری وزراء اعلیٰ کے ماتحت، صوبوں کی انتظامیہ پر وزیراعظم کا کنٹرول نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ صوبوں کی انتظامیہ وفاقی اور مرکزی وزراء کو تنگ کرتی رہتی ہے اور وزیراعظم اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی تو مظلوم ہوا کہ وزیراعظم کا ملک کے تمام لوگوں پر تصرف عام نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ شرعی امام صرف صدر مملکت ہے نہ کہ وزیراعظم تو نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ عورت اور غیر قریش صرف صدر مملکت نہیں ہو سکتے وزیراعظم اور وزیر اعلیٰ ہو سکتے ہیں اور اس میں کوئی شرعی قہر نہیں ہے کیونکہ عورت اور غیر قریش صرف امامت کبریٰ کے اہل نہیں ہیں قضاء اور ملک کے کسی حصہ کے حاکم ہو سکتے ہیں اگرچہ عورت امامت صغریٰ کی بھی اہل نہیں ہے اور غیر قریشی اس کا اہل ہے یہاں تک بندہ نے

دلیل سے ثابت کیا ہے کہ جو سربراہ شریعت مطہرہ میں عورت اور غیر قریش نہیں ہو سکتا وہ صدر مملکت ہے نہ کہ وزیراعظم کیونکہ امام کی جو عین تقریریں کی گئی ہیں وہ صدر مملکت پر صادق آتی ہیں اور وزیراعظم پر صادق نہیں آتی اب بندہ یہ ذکر کرتا ہے کہ اگر حلیم کر لیا جائے کہ وزیراعظم پر بھی امام کی عین تقریریں صادق آتی ہیں اور جس طرح عورت اور غیر قریشی، شرع شریف میں صدر مملکت نہیں ہو سکتے اسی طرح وزیراعظم بھی نہیں ہو سکتے تو یہاں ایک اور قہر لازم آنے کی اور وہ یہ کہ امر فواحش اور اس سے زیادہ واضح ہے کہ صدر مملکت تو یقیناً سربراہ مملکت اور امام ہے جس کی نقل از میں عین تقریریں ذکر کی جا چکی ہیں اور اس کا انکار نری جہالت ہے اور اگر وزیراعظم بھی سربراہ مملکت حلیم کر لیا جائے تو ایک چھوٹے سے ملک کے دو امام اور دو سربراہ مملکت ہو جائیں گے اور یہ شرع شریف میں ناجائز ہے اب بندہ اس پر دلائل پیش کرتا ہے۔ دلیل اول مسلم شریف میں ہے:

بروایۃ مشکوٰۃ عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما یولم علیہ تعین فاکتطوا الآخر منہما (رواہ مسلم)

خلاصہ حدیث شریف یہ ہے کہ اگر دو خلیفہ کے ساتھ لوگ بیعت کریں تو پہلے کی اطاعت کرو اور دوسرے کے ساتھ لڑائی کرو حدیث شریف میں جو بیعت کا ذکر ہے اس سے مراد خلیفہ اور امام کا انتخاب ہے خواہ ہاتھ میں ہاتھ دے کر ہو یا زبان کے ساتھ یا کسی اور وجہ سے ہو اس حدیث شریف سے واضح ہو گیا کہ ایک زمانہ میں مسلمانوں کے دو خلیفہ اور امام نہیں ہو سکتے۔ اور اگر بالفرض دو امام ہوں تو دوسرے کے ساتھ مقابلہ اور لڑائی ضروری ہے۔ مسلم شریف کی اور حدیث شریف میں ہے:

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ہلکم اماماً فاعطاه مقلۃ یردہ وثمرا قبلہ فلو طعمہ ان استطاع فان جاء آخر بداعیہ فاندسوا عنقہ (رواہ مسلم)

خلاصہ حدیث شریف یہ ہے کہ جس آدمی نے ایک امام کے ساتھ بیعت کی اور اسے منتخب کیا اور دل سے اس کی امامت کو تسلیم کیا تو حتی الامکان اس امامت کی اطاعت کرے اور



اگر کوئی اور امامت اور خلافت میں اس کے ساتھ جھگڑا کرے تو اس کی گردن اڑا دو۔

اس حدیث شریف سے بھی یہی معلوم ہوا کہ ایک ملک میں مسلمانوں کے دو امام اور سربراہ مملکت ہرگز نہیں ہو سکتے اور اگر ایسا ہو تو پہلے کی اطاعت لازم اور دوسرے کی گردن اڑانے کا حکم ہے۔ بخاری اور مسلم دونوں میں ایک اور حدیث بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دو امام شرح شریف میں منع ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال کانت بدو اسرائیل تسو سہم الانبیاء کلہا ملک لہی خلفہ لہی ہانہ لانی بعدی سیکون خلفاء فیکفرون قالوا فما تأمرنا قال فوالیۃ الاول فالاول اعطوہم حقہم الحدیث متفق علیہ

خلاصہ ترجمہ حدیث شریف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی اصلاح کرتے تھے۔ جب ایک نبی کا وصال ہوتا تھا تو ایک اور نبی اس کا خلیفہ ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا البتہ خلفاء کثرت سے ہوں گے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ان خلفاء کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا کہ خلیفۃ الاول کی اطاعت کرو اور اس کے وصال کے بعد پھر اول کی اطاعت کرو اور ان کو ان کا حق ادا کرو چنانکہ بظاہر حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید خلفاء ایک زمانہ میں ہوں گے اور یہ شرعاً منع ہے اس لئے حاشیہ مشکوٰۃ میں اس وہم کو رفع کیا۔

قال الطیسی الفاء للتصليب والکتب والاعتماد ولم یروہ فی زمان واحد بل الحکمہ ہذا عند تجدید کل زمان وتجدد دہیہ

خلاصہ حاشیہ یہ ہے کہ خلفاء کثیرہ جن کا ذکر حدیث شریف میں ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ خلفاء ایک زمانہ میں ہوں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے ہوں گے اور مختلف زمانوں میں لوگ ان کی بیعت کریں گے جب ایک فوت ہوگا تو دوسرا اس کا خلیفہ ہوگا۔

یہاں تک بندہ نے تین احادیث سے ثابت کیا کہ ایک چھوٹے ملک کے دو

امام اور دو سربراہ مملکت نہیں ہو سکتے۔ سب اس پر بندہ دلیل و دلیل نقل کرتا ہے۔ شرح مواقف میں ہے۔

ثم اذا اتفق التعدد فی بلد او بلاد و تفحص المتقدم فامشی ولو اصرا لآخر فهو من البغایا فوجب ان یقاتل حتی یقی الی امر اللہ فان لم یکن ہذا متقدما او کان ولم یملہ بعینہ وجب البطلان الجمیع واستیفاء العقد لمن واقع علیہ الاعتقاد ولا يجوز العقد لاعمین فی صقع ای جانب متضایق الاقطار لاعمین فی صقع متصم الاقطار بحیث لا یسم الواحد تدبیرہ فهو محل الاجتهاد

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ ایک چھوٹے سے ملک میں دو اماموں کا تقرر جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے ملک میں فتنہ پیدا ہوگا اور نظام حکومت درہم برہم ہو جائے گا اور اگر اتفاق سے اس چھوٹے ملک میں متعدد اماموں کا تقرر ہو جائے تو اس کی صورتیں ہیں اول یہ کہ ہم کو طم ہے کہ فلاں کا تقرر پہلے ہے اور فلاں کا پیچھے تو جس کا تقرر پہلے ہے وہی امام ہوگا نہ کہ دوسرا اور اگر دوسرا اپنی امامت پر پختہ ہو اور اڑ جائے تو وہ ہاشمی ہے اور اس کے ساتھ اس وقت تک لڑائی کی جائے گی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے اور اپنی خلافت سے دستبردار ہو جائے البتہ اگر ملک وسیع اور عریض ہو کہ ایک امام اس کا انتظام نہیں چلا سکتا تو پھر اگر امام متعدد ہوں تو اس کی گنجائش ہے مثلاً جس طرح آج کل اسلامی ممالک کافی تعداد میں ہیں اور ایک امام تمام ممالک اسلامیہ کا انتظام نہیں چلا سکتا تو متعدد اماموں کا تقرر شرع شریف میں جائز ہے۔ یہاں ایک حلیہ ضروری ہے وہ یہ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان رحمہ اللہ نے خلافتِ عمریہ پر ایک رسالہ ”دوامِ احیاء“ تحریر فرمایا ہے اور اس میں خلیفہ اور سلطان کے درمیان سات فرق بیان فرمائے فرق چہارم بیان فرماتے ہیں (خلیفہ ایک وقت میں تمام جہان میں ایک ہی ہو سکتا ہے اور سلاطین دس ملکوں میں دس) یہ عبارت شرح مواقف کی عبارت مذکورہ بالا کے بظاہر تضادم ہے جس میں تصریح ہے کہ وسیع و عریض ملک میں متعدد امام ہو سکتے ہیں لہذا اعلیٰ حضرت کی عبارت کی توجیہ لازم۔



### صورۃ دوم

اور اگر ہر دو اماموں سے کوئی مقدم نہیں ہے یا واقع میں ایک مقدم اور دوسرا مؤخر ہے لیکن ہم کو علم نہیں ہے کہ کون مقدم اور کون مؤخر ہے تو سب کی امامت باطل ہے اور نئے سرے سے مسلمان صرف ایک امام کا تقرر کریں جس کو وہ پسند کرتے ہیں۔

### دلیل سوم

امیر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امامت اور خلافت کو چھ آدمیوں کے درمیان شورئی مقرر فرمایا تھا شرح عقائد میں علامہ تھکڑانی رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا اور پھر ایک جواب میں علامہ تھکڑانی رحمہ اللہ نے خود دیا اور دوسرا جواب علامہ خیالی رحمہ اللہ نے دیا اب سوال اور اس کے دونوں جواب ملاحظہ ہوں۔

فان قيل كيف صمم جعل الامامة شورى بين ستة مع انه لا يجوز نصب الامامين في زمان واحد

خلاصہ سوال یہ ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جو امامت کو چھ آدمیوں کے درمیان شورئی قرار دیا یہ کس طرح درست ہے حالانکہ ایک زمانہ میں دو امام بھی نہیں ہو سکتے چہ جائیکہ چھ امام ایک زمانہ میں ہوں۔ اس کے بعد علامہ تھکڑانی رحمہ اللہ نے اپنے سوال کا یہ جواب دیا ملاحظہ ہو۔

قلنا غير الجائز هو نصب الامامين مستقلين بعب طاعة كل منها على الانضواء لما يلزم في ذلك من استقلال احكامه متصافا واحدا في الشورى فالحل بمذلة امام واحد

خلاصہ جواب یہ ہے کہ متعدد اماموں کا تقرر جو صحیح ہے تو یہ اس صورت میں ہے کہ ہر امام مستقل ہو اور ہر ایک کی مستقل طاعت واجب ہو اور یہ صحیح ہے کیونکہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہر ایک کا حکم دوسرے کی ضد ہو اور دو ضدوں پر عمل محال ہے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جو چھ آدمیوں پر مشتمل شورئی قائم کی تو یہ ہر ایک مستقل امام نہیں تھا بلکہ

مجموع من حيث مجموع ہوں ایک امام کے تھے تھکڑانی رحمہ اللہ کا یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ قبل ازیں شرح مواقف کی عبارت میں تصریح گزر چکی ہے کہ امام کے لئے شخص واحد ہونا ضروری ہے اور اہل حل وعقد جب امام کو فسق کی وجہ سے معزول کر دیں تو یہ امام نہیں ہو سکتے کیونکہ اہل حل وعقد کل من حيث کل شخص واحد نہیں ہیں۔ چونکہ یہ جواب درست نہیں تھا اس لئے علامہ خیالی نے اور جواب دیا ہے جس پر یہ اعتراض ہے اب علامہ خیالی کا جواب ملاحظہ ہو۔

وقد يجاب ايضا بان معنى جعل الامامة شورى ان يتشاوروا ويصبروا واحدا منهم ولا يجوز هذه الامامة ولا النصب ولا التعيين وحديث لا اشكال اصلا

چھ آدمیوں پر جو شورئی مشتمل تھی نہ تو ہر ایک امام مستقل تھا تا کہ متعدد امام لازم آئے اور احکام متضادہ پر عمل لازم آئے اور نہ مجموع من حيث مجموع امام تھا تا کہ شخص واحد کے متافی ہو بلکہ شورئی کا مطلب یہ تھا کہ یہ چھ آدمی باہم مشورہ کر کے ان چھ سے ایک آدمی امام مقرر کریں اور امامت ان چھ سے تجاوز نہ کرے یعنی ان چھ کے علاوہ کسی کو امام مقرر نہ کریں اور ان چھ کے علاوہ کوئی آدمی بھی ان چھ سے کسی ایک کو امام مقرر نہیں کر سکتا اور اس وقت کوئی اشکال نہیں ہے۔ علامہ خیالی رحمہ اللہ نے جو آخر میں فرمایا کہ لا اشکال اصلا اس عبارت سے دو چیزوں کی طرف اشارہ ہے اول یہ کہ علامہ خیالی کے جواب پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ دوم یہ کہ تھکڑانی کے جواب پر اعتراض ہے بہر حال شرح عقائد اور خیال کی عبارت سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ امام متحد نہیں ہو سکتے اب ہمہ ان علامہ و مشائخ سے جو ۳۲ مارج کے اجلاس لاہور میں شریک ہوئے یہ سوال کرتا ہے کہ آپ کے نزدیک جب عورت وزیراعظم نہیں ہو سکتی کیونکہ وزیراعظم بھی سربراہ ہے اور سربراہ عورت نہیں ہو سکتی تو آپ کی منطق کے مطابق وزیراعظم کا عہدہ بھی غیر شرعی ہے کیونکہ اگر یہ عہدہ تسلیم کیا جائے تو ایک ملک کے دو امام لازم آئیں گے صدر اور وزیراعظم اور یہ شرعاً ممنوع ہے اب سوال یہ ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک صدر اور وزیراعظم دونوں عہدے آرہے ہیں اور مذکورہ بالا علامہ و مشائخ اور ان کے آباء و مشائخ نے دونوں عہدوں کو تسلیم کیا



ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا یہ علماء و مشائخ اس کا جواب دیں چونکہ یہ دور جہالت ہے اور مذکورہ بالا علماء و مشائخ اس کی زد میں ہیں اور ان کو اس کا علم تو کیا کہ عورت سربراہ نہیں ہو سکتی اور عورت کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیا اور ان کو اس امر کا علم ہی نہیں ہے کہ جس طرح عورت سربراہ نہیں ہو سکتی اسی طرح غیر قریشی اور ایک ملک کے دو امام بھی نہیں ہو سکتے دین سے تاواہی کی یہ انتہا ہے کہ مذکورہ علماء و مشائخ نے غیر قریشی اور ملک کے دو اماموں کو تو تسلیم کر لیا ہے اور عورت کی سکرانی کے خلاف ہے حالانکہ شرع شریف میں سب کا حکم ایک ہے مذکورہ بالا علماء و مشائخ کا ان میں فرق کرنا جہالت پر مبنی ہے یا عورت کے ساتھ ان کو کوئی ذاتی رنجش ہے بندہ مکر عرض کرتا ہے کہ اس فقیر کے نزدیک بھی عورت کا سربراہ ہونا خلاف شرع ہے بندہ کی تحقیق یہ ہے کہ عورت سربراہ مملکت اور صدر نہیں ہو سکتی اور سربراہ حکومت اور وزیراعظم ہو سکتی ہے اس کے خلاف کوئی دلیل شرعی نہیں ہے کیونکہ بندہ دلیل سے ثابت کر چکا ہے کہ وہ سربراہ جو عورت نہیں ہو سکتی اس کی تعریف صرف صدر مملکت پر صادق آتی ہے نہ کہ وزیراعظم پر جن علماء و مشائخ کا یہ خیال ہے کہ عورت مطلقاً سربراہ اور سکران نہیں ہو سکتی یہ خیال خالص جہالت پر مبنی ہے بندہ نے قبل ازیں امامت کی تین تعریفیں ذکر کی ہیں اور ثابت کیا کہ یہ تعریفیں صرف صدر مملکت پر صادق آتی ہیں نہ کہ وزیراعظم پر کیونکہ امامت میں یہ ضروری ہے کہ امام کا تمام لوگوں پر تصرف عام ہو اور یہ امر صرف صدر مملکت میں پایا جاتا ہے نہ کہ وزیراعظم میں اب ایک صورت یہ ہے کہ امام صدر اور وزیراعظم دونوں کا مجموعہ ہو نہ کہ ہر ایک اور اس مجموعہ پر اگرچہ امامت کی تعریف صادق آتی ہے لیکن اس میں دو خرابیاں ہیں۔ خرابی اول یہ کہ قبل ازیں گزر چکا ہے کہ اہل حل و عقد یہ امام نہیں ہو سکتے کیونکہ امام کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ایک شخص ہو اور مجموعہ ایک شخص نہیں ہے بلکہ دو شخص ہیں خرابی دوم جب تعریف مجموعہ پر صادق آتی ہے نہ کہ ہر ایک پر تو پھر عورت سکران ہو سکتی ہے کیونکہ عورت وہ سکران نہیں ہو سکتی جس پر امامت کی تعریف صادق آتی ہے اور چونکہ عورت پر تعریف صادق نہیں آتی تو عورت مطلق سکران ہو سکتی ہے اور یہ امر ان لوگوں کے منافی ہے جو کہ عورت کی مطلق

سکرانی کے خلاف اور منکر ہیں۔ بندہ کو اعتراف ہے کہ میری تحریر اور تقریر میں تکرار ہے اس لئے مضرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ تکرار کی وجہ یہ ہے کہ مسئلہ امامت بڑا دقیق اور پیچیدہ ہے اور بندہ کے مخاطب نام نہاد مذکورہ بالا علماء و مشائخ ہیں جن کو علماء و مشائخ سے اس لئے شمار نہیں کیا جاتا کہ وہ خود اور بذاتہ عالم اور شیخ ہیں بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرات علماء و مشائخ کی اولاد سے ہیں پدر من سلطان بود۔ تو مضمون میں تکرار اس لئے ہے کہ مذکورہ بالا علماء و مشائخ کی سمجھ میں یہ مسئلہ آجائے۔

### امر چہارم

یہاں بندہ اس پر بحث کرتا ہے کہ جمعیت علماء پاکستان میں جو اختلاف پیدا ہوا اور جمعیت دو دھڑوں میں بٹ گئی ہے تو کتاب و سنت کس دھڑے کی تائید و حمایت اور کس دھڑے کی مخالفت اور مذمت کرتا ہے۔ آیۃ قرآنی ملاحظہ ہو (وان طاعتان من المؤمنین اعتصموا فصلحا فان ہما فان ہما علی الاخری کتاکوا العی تبغی حتی تطعی الی امر اللہ الاوتہ

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان ہے کہ اگر مسلمانوں کے دو دھڑوں میں اختلاف اور لڑائی جھگڑا پیدا ہو جائے تو دوسرے مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہتھیار باندھ کر دونوں میں صلح صفائی کر انہیں اب اگر صلح ہو جائے تو بہت بہتر ہے اور اگر ایک فریق صلح پر آمادہ نہ ہو تو وہ باغی ہے اور مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ دوسرے فریق کے ساتھ مل کر باغی کے خلاف اس وقت تک برسر پیکار رہیں کہ وہ فرقہ باغیہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع کرے یعنی مصالحت پر آمادہ ہو جائے یہاں تک بندہ نے آیۃ شریفہ کا نفس مضمون بیان کیا ہے اب قرآن پاک کا اعجاز ملاحظہ فرماؤ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آیۃ مذکورہ بالا کا نزول جمعیت علماء پاکستان کے اختلاف کے متعلق ہوا ہے اور آیۃ کریمہ بالکل اس اختلاف پر منطبق ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ذیل کی آیت تلاوت فرمائی۔ مامعہد الرسول قد علت من قبلہ الرسول امان مات اور قتل اعتصم علی اعتصمکم اللہ تعالیٰ تو بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ صدیق



اکبر علیہ السلام نے جب آیت مذکورہ بالا تلاوت کی تو ہمیں یوں معلوم ہوا کہ یہ آیت اب نازل ہوئی ہے اسی طرح آیت مذکورہ الصلوات طائفان من المؤمنین اقلوا اذنتہ جمعیت کے اختلاف کے متعلق نازل معلوم ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو علامہ نورانی صدیقی جمعیت کی حاملہ اور شوریٰ اور خادمین کے حلقہ بلا مقابلہ منتخب صدر اور امام تھے اور ایک دوسرے گروہ نے ان کے خلاف بغاوت کی جب مسلمانوں نے مصالحت کی کوشش کی تو علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے کبھی مصالحت سے انکار نہیں کیا بلکہ بارہا اعلان کیا کہ ہمارے دروازے بالکل کھلے ہیں ہم باغیوں کو گلے لگانے کے لئے بالکل تیار ہیں وہ واپس آکر اپنے اپنے مہموں پر کام کریں لیکن دوسرے مخالف گروہ کا اعلان تھا کہ ہمارے اور نورانی صاحب کے راستے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے ہیں اور مصالحت کا کوئی احتمال نہیں۔ اس اعلان پر اہل سنت غور کریں کہ اسلام اور کفر کے راستے جدا جدا ہیں تو کیا فریق مخالف کے نزدیک ایک دھڑ امومن اور دوسرا کافر ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ لکنہ دیکھو ولی جن غور فرمادیں یہ مخالفت اور بغاوت کی حد ہے کوئی وی محل باغیر مسلمان علامہ شاہ احمد نورانی کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا کہ انہوں نے بغاوت کی ہے کیونکہ بغاوت کا مفہوم یہ ہے کہ سابق امام حق کی مخالفت کی جائے تو ظاہر ہے کہ علامہ نورانی اہل سنت کے لئے سابق امام آرہے تھے اور دوسرے فریق نے ان کی صرف مخالفت ہی نہ کی بلکہ ان کو غیر اسلامی اور غیر آئینی اور غیر اخلاقی طوع پر معزول کرنے کا دھوی کیا اب بندہ یہ عرض کرتا ہے کہ ۲۲ مارچ کو لاہور میں جو علامہ نورانی کے خلاف اجلاس ہوا اخباری اطلاع کے مطابق اس اجلاس میں پانچ صد یا پانچ ہزار علا و مشائخ شریک ہوئے اگر ان کو فرمان خداوندی کا ذرا حساس ہوتا تو وہ ہر دو فریق کے درمیان مصالحت کی کوشش کرتے تو اگر علامہ نورانی کا مخالف فریق مصالحت پر آمادہ نہ ہوتا تو یہ علا و مشائخ علامہ نورانی کے ساتھ شریک ہو کر باغی گروہ کے خلاف اس وقت تک برسر پیکار رہتے کہ باغی گروہ اپنی بغاوت سے رجوع کر کے مصالحت پر آمادہ ہو جاتا لیکن ان علا و مشائخ کو علامہ نورانی سے خدا واسطہ کا ایسا عناد تھا کہ انہوں نے فرمان خداوندی کو نظر انداز کر کے باغیوں کی حمایت اور تائید کی بندہ ان

علا و مشائخ سے مودبانہ گزارش کرتا ہے کہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو حساب و کتاب دینا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے ان علا و مشائخ سے سوال کیا کہ بغض نورانی کی وجہ سے تم نے میرے فرمان کو کیوں نظر انداز کیا؟ تو ان علا و مشائخ کے پاس کیا جواب ہوگا؟ اب اسی مضمون پر حدیث شریف ملاحظہ ہو اب بھی وقت ہے کہ یہ علا و مشائخ بغاوت سے انحراف کر کے حق کی طرف رجوع کریں تو ان اکابرین کا روز قیامت یہ جہاب ہوگا کہ اگرچہ ہم سے ظلمی سرزد ہوئی کہ باغیوں کی تائید کی لیکن جب ہم کو حکم خداوندی یاد دلایا گیا تو ہم نے بغاوت سے رجوع کر کے حق کا اجماع کیا تو امید قوی ہے کہ ان کا یہ طرد رہا خداوند میں مقبول ہوگا کیونکہ (الغالب من الذنب کمن للذنب لہ) اب اس موضوع پر چند احادیث نبویہ صلی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم ملاحظہ ہوں۔

### حدیث اول

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من رأى من اہیئة شہنا یکرہہ فلیصبر فانہ لیس احدہما یارق الجماعة شہراً فہیوت الامات مئة جاہلیة متفق علیہ

علامہ حدیث شریف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے امیر میں کوئی ایسی شے دیکھتا ہے جس کو وہ ناپسند کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اس پر صبر کرے اور بغاوت نہ کرے کیونکہ جو آدمی بھی غولہ کوئی بڑا عالم یا بڑا شیخ کیوں نہ ہو اگر ایک بالشت بھی جماعت سے دور ہو کر مر جائے تو وہ چالیس اور خلافت کی موت مرا اب اس حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث بھی جمعیت علا پاکستان کے اختلاف پر پوری طرح منطبق ہوتی ہے گویا کہ اسی اختلاف کے لئے فرمائی گئی ہے علامہ نورانی کے مخالف دھڑے اور اس کے حامی علا و مشائخ اگر علامہ نورانی کو اچھا نہیں جانتے تھے تو بحکم حدیث شریف علامہ نورانی کی صدارت کو برداشت کرتے اور اس منی میں جمعیت کے مرکزی انتخابات ہونے والے ہیں تو یہ لوگ خادمین جمعیت کے ساتھ رابطہ پیدا کرتے اور مرکزی قیادت کو تبدیل کر دیتے کہ اگر بغاوت نہ کرتے تو ان لوگوں کا پسندیدہ امیدوار بلا مقابلہ



جمیعت کا صدر منتخب کیا جاسکتا تھا۔ لیکن انہوں نے غفلت کر کے بغاوت کا راستہ اختیار کیا تو اب اگر وہ اسی بغاوت پر سرگئے تو ان کی موت جاہلیت اور خلافت کی موت ہوگی تو اب ان لوگوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی موت کو اسلامی موت بنانے کے لئے بغاوت سے انحراف کر کے حق کے راستہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہوں۔

حدیث دوم

عن عبد الرحمن قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول انه سيكون هذات وهذات فمن اذعان يفرق امر هذا الامة وهي جميعه فاضربوه بالسيف كالنار من كان (رواه مسلم) خلاصہ مفہوم حدیث شریف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ من قریب شر اور فسادات پیدا ہوں گے اب جو آدمی اس امت کے اتفاق میں رخنہ ڈالے گا اس کی گردن تلواریں سے اڑا دو خواہ وہ رخنہ ڈالنے والا بہت بڑا علامہ اور بہت بڑا شیخ کیوں نہ ہوں۔ یہ حدیث شریف بھی جمیعت کے اختلاف پر پوری طرح منطبق ہے پاکستان کے اہل سنت علامہ نورانی کی قیادت پر مجتمع اور متفق تھے فریق مخالف نے مع نام تہاد و مشائخ کے اس اتفاق کو پارہ پارہ کیا لہذا یہ سب باقی اور گردن زدنی ہیں۔

امر پنجم زمانہ ماضی میں جب صدارت کے انتخاب پر محترمہ فاطمہ جناح مرحومہ اور انیس مارشل ایوب خان مرحوم کے درمیان مقابلہ ہوا تھا تو اس وقت حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ نے محترمہ فاطمہ جناح کے خلاف ایک فتویٰ تحریر کیا تھا کہ عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی یہ فتویٰ بندہ کے نزدیک بالکل حق تھا لیکن اس وقت کے علماء و مشائخ جو کہ شیخ الاسلام کے بحرِ علمی سے ناواقف اور بذاتِ علوم و فہم سے جاہل ہیں حضرت شیخ الاسلام کے فتویٰ سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ یہ فتویٰ موجودہ وزیرِ اعظم جو کہ عورت ہے \* کے بھی خلاف ہے بندہ کے نزدیک یہ استدلال باطل ہے۔ شیخ الاسلام کا فتویٰ عورت وزیرِ اعظم کے خلاف نہیں ہے بلکہ حضرت شیخ الاسلام پر نا بہتان ہے کیونکہ یہ بندہ قتلِ ازلیہ دلائل سے ثابت کر چکا ہے کہ یہ کہنا کہ عورت مطلقاً سربراہ نہیں ہو سکتی بالکل باطل اور قاطع ہے کیونکہ وہ سربراہ جو عورت نہیں ہو سکتی اس کی عین تعریف گزر چکی ہیں اور

\* سربراہ بنکر بنو ہیں کہ اس وقت وہی وزیرِ اعظم ہیں۔

یہ تینوں تعریفیں صرف صدر مملکت پر صادق آتی ہیں وزیرِ اعظم پر صادق نہیں آتیں تو خلاصہ یہ ہے کہ عورت صرف صدر مملکت نہیں ہو سکتی جبکہ وزیرِ اعظم ہو سکتی ہے چونکہ محترمہ فاطمہ جناح صدارت کی امیدوار تھیں لہذا شیخ الاسلام کا فتویٰ حق اور قاطع جناح کے خلاف ہے لیکن اس فتویٰ سے وزیرِ اعظم کے خلاف استدلال کرنا حماقت ہے اور ان علماء و مشائخ مسلمین پر یہ آیت مبارکہ صادق آتی ہے۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعدِهِ خَلْفٌ (آلایہ)

اب بندہ اس امر پر چند دلائل حریہ پیش کرتا ہے کہ بعض امور میں عورت سربراہ ہو سکتی ہے۔

دلیل اول:

جنگ جمل میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی سربراہی میں لڑی گئی اور اس جنگ میں عائشہ صدیقہ سربراہ لشکر تھیں اور بہنوں و بیویوں نے اپنی ماں کے قدموں میں جائیں قربان کر دیں ان میں صحابہ بھی تھے بلکہ بعض صحابہ ہمشیرہ سے تھے۔ اب اگر حضرت شیخ الاسلام کے فتویٰ کا یہ مطلب لیا جائے کہ عورت مطلقاً سربراہ نہیں ہو سکتی تو پھر حضرت شیخ الاسلام کا فتویٰ ام المؤمنین کے بھی خلاف ہوگا تو کیا ان غلوں نے حضرت شیخ الاسلام کی توہین نہیں کی اور نادان دوستوں کا کردار ادا نہیں کیا؟ لیکن اگر شیخ الاسلام کا فتویٰ صرف صدر مملکت پر محمول کیا جائے تو اب یہ فتویٰ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی سربراہی کے خلاف نہیں ہے۔

دلیل دوم

فقہ میں معصوم ہے کہ عورت قاضیہ ہو سکتی ہے اور قاضی بھی ان لوگوں کے لئے جن کا وہ قاضی ہے۔ سربراہ ہوتا ہے اور وہ لوگ اپنے امور قاضی کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ امر ششم مخالفین علامہ نورانی پر چند احقانہ سوال کرتے ہیں۔

سوال اول:

عورت کی سربراہی کی حمایت کا یہ سوال بالکل غلط ہے علامہ شاہ احمد نورانی نے کبھی عورت کی سربراہی کی حمایت نہیں کی انہوں نے بار بار اعلان کیا ہے کہ عورت کی



سربراہی خلاف شرع اور غیر شرعی ہے لہذا یہ اعتراض بہتان محض ہے۔

**سوال دوم:**

عورت کے اقتدار کو طول دینے پر مشتمل بیانات یہ سوال بھی مش اول تھو ہے۔  
علامہ نورانی نے کوئی بیان ایسا نہیں دیا واصل علامہ نورانی صاحب نے یہ کہا ہے کہ یہ عورت کی سربراہی غیر شرعی اور ناجائز ہے لیکن عوام نے دوت کے ذریعہ عورت کو ہم پر مسلط کر دیا ہے اب اس عورت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے تین طریقے ہیں۔ اول یہ کہ عورت خود بخود اس عہد سے مستعفی ہو جائے اور وہ اس پر تیار نہیں ہے۔ دوم یہ کہ اس کو پانچ سال کے لئے برداشت کر لیا جائے جیسا کہ اس کے باپ کو برداشت کیا گیا ہے۔ سوم یہ کہ اس کے خلاف بدامنی اور سول نافرمانی شروع کی جائے ملک اس وقت بدامنی کا شعل نہیں ہے۔ دشمنان پاکستان تاک میں ہیں کہ ملک بدامنی کا شکار ہو اور وہ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوں۔ لہذا علامہ نورانی نے دوسرا طریقہ اختیار کیا ہے کہ اس عورت کو اپنی مدت پوری کرنے دیا جائے، اور یہ ایک مستحکم تجویز ہے۔ بندہ مخالفین سے دریافت کرتا ہے کہ علامہ نورانی اور تم دونوں عورت کی حکمرانی کو غیر شرعی اور ناجائز خیال کرتے ہو یہ وجہ تو عورت کی حکمرانی کو طول دینے کی نہیں ہو سکتی۔ علامہ نورانی یہ فرماتے ہیں کہ یہ "بلا" ہمارے گلے میں پڑ گئی ہے۔ لہذا اس کو اپنی مدت تک برداشت کرو اگر اس کو اقتدار کا طول کہا جاتا ہے تو بندہ مخالفین سے پوچھتا ہے کہ اس "بلا" سے چھٹکارا حاصل کرنے کا تمہارے نزدیک کیا طریقہ ہے اگر پانچ سال تک برداشت کرنا ہے تو پھر علامہ نورانی اور تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ لہذا جو اعتراض تم علامہ نورانی پر کرتے ہو، وہی تم پر حائد ہوگا اور اگر چھٹکارا کا طریقہ بدامنی اور سول نافرمانی ہے تو یہ طریقہ تم نے ابھی تک اختیار نہیں کیا تو اب تم عورت کی حکمرانی کو طول دے رہے ہو۔ تم دوسروں کو قصور وار ٹھہراتے ہو قصور اپنا کھل آیا۔

**سوال سوم:**

علامہ نورانی کے دور صدارت میں جمعیت علماء پاکستان میں افتراق اور انتشار

پیدا ہوا ہے اس سوال میں بھی کوئی معقولیت نہیں ہے علامہ نورانی نے اصولوں پر کبھی سودا بازی نہیں کی۔ جن لوگوں نے جمعیت کے اصولوں کو ہامال کیا ہے اور ذاتی مفادات اور پلاٹ حاصل کرنے کے لئے حکومت کی چال بازی اور حکومت کو خوش کرنے کے لئے فتوے تحریر کئے علامہ شاہ احمد نورانی کا ملی فرض تھا کہ ایسے خود عرضوں سے جواب ملتی کرتے اور ان کو اس جرم کی سزا دیتے اس کو افتراق اور انتشار کہنا سراسر لڑاوتی ہے۔ علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت پر اہل سنت کا اتفاق تھا۔ علامہ نورانی عالمہ، شوری اور خادین کے صرف منتخب صدر ہی نہ تھے بلکہ منتخب صدر تھے۔ علامہ نورانی کے حاسدوں نے بغاوت کی اور جمعیت علماء پاکستان بلکہ اہل سنت کے اتفاق کو پارہ پارہ کیا اور آیت کریمہ اور حدیث شریف مذکورہ بالا کا مصداق بنے۔ اور بغاوت کی یہ حد کر دی کہ علامہ نورانی کو غیر آئینی اور غیر اخلاقی طور پر معزول کر کے خود غیر آئینی صدر بن بیٹھے لاہور کے جس اجلاس میں یہ غیر آئینی حرکت کی گئی اس میں عالمہ اور شوری کے زیادہ سے زیادہ ۱۰ اراکین تھے اور اس کے بعد راولپنڈی میں علامہ نورانی کی نگرانی میں جو اجلاس ہوا اس میں عالمہ اور شوری کے تقریباً ۹۴ اراکین شامل تھے جنہوں نے علامہ نورانی کی قیادت پر مکمل اعتماد کیا اور پھر اس کے بعد ملتان شریف میں جو خادین کا کوٹیشن ہوا اس میں دس ہزار سے زیادہ خادین نے شرکت کی اور بڑے والہانہ اور جذباتی طور پر علامہ شاہ احمد نورانی پر اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ ایسی حالت میں علامہ نورانی کو معزول کرنا تمام قواعد کی مٹی پلید کرتا ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ کسی صوبہ کا وزیر اعلیٰ اپنے صوبائی اراکین کا اجلاس طلب کر کے صدر پاکستان کو معزول کر دے اور پھر صوبائی وزیر اعلیٰ کو صوبائی اراکین صدر پاکستان منتخب کر لیں۔ علامہ نورانی کی معزولی کچھ اس قسم کی ہے۔ لہذا انتشار اور افتراق کے مجرم یہ مخالفین اور حاسدین ہیں نہ کہ علامہ شاہ احمد نورانی۔

**سوال چہارم:**

ایک عورت کے ساتھ علیحدگی میں ملاقات۔ یہ بات درست ہے کہ علامہ نورانی نے وزیر اعظم کے ساتھ ملاقات کی ہے اور اس میں مولانا نورانی منفرد نہیں ہیں سینکڑوں



مرد اپنی ضروریات کے لئے وزیر اعظم سے ملاقات کرتے ہیں اور یہ معمول ہے اور پھر یہ ملاقات طبعہ کی میں نہیں تھی بلکہ وزیر اعظم کے مشیر اور وزیر اور علامہ نورانی کے کئی احباب بھی اس ملاقات میں موجود تھے جیسا کہ اخبارات اس پر شاہد ہیں لہذا اس ملاقات کو انہوں نے ناک کہنا بڑا افسوس ناک ہے۔ نیز علامہ نورانی کی یہ اجتماعی ملاقات اس لئے تھی کہ وزیر اعظم کو اس کی کتابوں اور غرائض پر مطلع کیا جائے اور یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قبیلہ سے ہے اور اس حدیث شریف پر عمل ہے جس کا معنی اس طرح ہے کہ افضل جہاد عسکران جاہل کے سامنے کلمہ حق بیان کرنا ہے۔

### سوال پنجم

علامہ نورانی نے بار بار صدارت چھوڑنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے لہذا ان کو مناسب ہے کہ کسی اور صاحب کی صدارت قبول کر لیں۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ علامہ نورانی کو جس صاحب کی صدارت قبول کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے وہ صاحب باغی اور غیر آئینی صدر ہیں اور انہوں نے امت مجتہد میں اشراف اور انکسار پیدا کیا ہے اگر علامہ نورانی اس صاحب کی غیر آئینی صدارت قبول کر لیں تو علامہ نورانی کا یہ فعل غیر آئینی ہوگا لہذا علامہ نورانی کو غیر آئینی فعل کا مشورہ دینا یہ قابل مذمت ہے اس کے مقابلہ میں بندہ مخالفین کو ایک آئینی مشورہ پیش کرتا ہے وہ یہ کہ جمعیت میں اختلاف سے قبل دبیر ۱۹۸۹ء میں ہر دو فریق کا لاہور میں مشترکہ اجلاس ہوا اور حلفہ طور پر طے ہوا کہ مئی ۱۹۹۰ء میں جمعیت علماء پاکستان کے ہر سطح پر نئے انتخاب ہوں گے اور مرکزی انتخاب بھی اس میں داخل ہے چونکہ باغی گروہ بھی اس سے متعلق تھے لہذا اس کو چاہئے کہ مئی کے انتخاب میں آئینی طور پر حصہ لے اور جمعیت کے وہ فروع کے ساتھ رابطہ پیدا کر کے اکثریت کو اپنا ہم لوانا کر اپنا صدارت کا امیدوار کھڑا کرے اور صدارت کا انتخاب جیت کر آئینی طور پر علامہ نورانی کو اس عہدہ سے علیحدہ کر کے جمعیت کا حلفہ صدر ہو جائے اگر فریق مخالف کا یہ خیال ہے کہ جمعیت کی اکثریت اس کے ساتھ ہے تو اس کو بندہ کا یہ مشورہ قبول کر لینا چاہئے اور حکم خداوندی قاتلوا النہی تہی حتی تلحقوا بالہی اموالہ کا صدق بن جائے اور

اگر فریق مخالف نے بندہ کا یہ مشورہ قبول نہ کیا تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ فریق مخالف کو جمعیت کی اکثریت کا اتحاد حاصل نہیں ہے اور وہ چار دروازہ سے صدارت پر قابض ہونا چاہتا ہے۔ یہاں تک بندہ نے ان اعتراضات کا جواب دیا ہے جو فریق مخالف کی وجہ سے کئے گئے ہیں۔

### امر ہفتم

آج کل یہ بحث زوروں پر ہے کہ عورت سربراہ نہیں ہو سکتی۔ بندہ عرض کرتا ہے کہ یہ امر بالکل درست اور حق ہے کہ عورت کا سربراہ مملکت اور صدر مملکت ہونا شرع شریف میں ناجائز ہے اس پر کتب مذہب میں جو دلیل دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ شرع عقائد نسلی میں ہے والنساء ناقصات عقل و دین شرع موافق میں ہے یہ جب ان ہیکون عدلا بالغا عاقلًا و کرا لانا النساء ناقصات عقل و دین۔ خلاصہ ہر دو عبارت کا یہ ہے کہ امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ مذکر ہو کیونکہ عورتیں عقل اور دین ہر ایک میں ناقص ہیں تو امام ایسا نہیں ہو سکتا۔ مگر آج کل عورت کے سربراہ نہ ہونے پر یہ حدیث شریف دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔

لن یصلحوا قوم ولوا علیہم امرؤ رواہ البخاری خلاصہ ترجمہ حدیث شریف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح اور نجات نہیں پائے گی جس نے عورت کو اپنے اوپر مسلط کیا۔ اس استدلال پر بندہ کو اعتراض ہے وہ یہ کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب جنگ جمل میں لشکر کی قیادت فرما رہی تھیں اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کی حمایت کر رہے تھے تو اس حدیث شریف مذکورہ بالا کے راوی سے کسی نے پوچھا کہ تم ام المؤمنین کی حمایت کیوں نہیں کرتے تو اس راوی نے جواب دیا کہ میں اس حدیث مذکورہ بالا پر عمل کر کے حمایت سے قاصر ہوں تو اس جواب سے واضح ہو گیا کہ وہ راوی حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو اس حدیث کا صدق خیال کرتا تھا حالانکہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا علم اس راوی سے زیادہ تھا اور آپ مجتہدہ تھیں تو لازمی طور پر یہ حدیث بھی آپ کے علم میں ہوگی تو اگر حدیث شریف مذکورہ بالا کا وہی معنی تھا جو راوی نے سمجھا



تھا تو ام المومنین رضی اللہ عنہا بھی ضرور اس حدیث شریف پر عمل کرتیں اور جنگ جمل میں شریک نہ ہوتیں تو معلوم ہوا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے نزدیک اس حدیث شریف کا وہ معنی نہیں تھا جو راوی نے سمجھا تو راوی کا اس حدیث سے استدلال درست نہ ہوا تو آج کل کے مستدللین کا اس حدیث سے استدلال کیسے درست ہوگا تو اب حدیث شریف کا صحیح مطلب یہ ہوگا کہ عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی نہ کہ مطلق سربراہ۔ اور قبل ازیں گزر چکا ہے کہ جنگ جمل کے وقت ام المومنین رضی اللہ عنہا سربراہ مملکت نہ تھیں بلکہ سربراہ مملکت حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نیز اگر یہ حدیث شریف حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے خلاف ہوتی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ ضرور اس سے استدلال کرتے کیونکہ یہ حدیث شریف ان کے مدعی کے مطابق تھی جیسا کہ راوی نے استدلال کیا تھا تو معلوم ہوا کہ یہ حدیث شریف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نزدیک بھی قابل استدلال نہ تھی بعض لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث شریف ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ذہن سے اس وقت اتر گئی ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث مذکورہ بالا حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے تو حق میں تھی وہ اس سے استدلال فرماتے اور یہ کہنا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ذہن سے بھی اتر گئی بالکل غیر محقول ہے بلکہ یہ ہر دو تو اکابرین اور علماء اعلام سے ہیں ایسے مواقع پر عوام کو بھی حدیثیں یاد آ جاتی ہیں جیسا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ حدیث تھی

تعلق اللغة الباقية یعنی تجھے ایک باغی گردہ قتل کرے گا۔

تو جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے آدمیوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تو سب لوگوں کو یہ حدیث یاد آ گئی اور تمام لشکر میں کہرام مچ گیا کہ اب حق و باطل کے درمیان فیصلہ ہو گیا اور لوگ دوڑ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان کے خلاف اس حدیث سے استدلال کیا اور پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس حدیث کا جواب دینا پڑا جو کہ شروح احادیث میں مذکور ہے۔

امر ہفتم

اس مضمون کے ابتداء میں بندہ نے امامت کے مسئلہ پر بحث کی ہے اور اس

میں بیان کیا کہ عورت تو بالکل سربراہ نہیں ہو سکتی باقی رہا مرد تو ہر مرد سربراہ مملکت نہیں ہو سکتا البتہ بعض وہ مرد جو سربراہ مملکت ہو سکتے ہیں ان کے لئے چھٹاں شرائط ہیں جو بھی مرد ان شرائط کا جامع ہے وہ سربراہ مملکت بن سکتا ہے اور جو جامع نہیں ہے وہ شرعی امام نہیں ہے بلکہ باغی سلطان ہے اور آج تک پاکستان میں کوئی مرد قریش اور شرعی امام نہیں ہوا اور شریعت مطہرہ سے ناواہمی کی بنا پر کسی عالم اور پیر اور شیخ نے اس پر نہ کوئی اعتراض کیا ہے اور نہ امن و امان کا مسئلہ پیدا کیا حالانکہ امام کا قریشی ہونا حدیث متواتر سے ثابت ہے جس کا انکار ایمان کے ضیاع کا سبب ہے اور یہ خبر واحد سے ثابت ہے کہ امام اور سربراہ مملکت کوئی عورت نہیں ہو سکتی اور حیرت ہے کہ عورت کے خلاف تو پاکستان میں علماء اور مشائخ نے شور اور فحوا مچا رکھا ہے اور جو حدیث متواتر کے خلاف ہے اس کو اپنا امام تسلیم کر رکھا ہے اور یہ (تؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض) کی ذمہ مثال ہے قبل ازیں بندہ نے جو تحقیق کی وہ علم کلام کی کتابوں سے ماخوذ ہے اور چونکہ دراصل یہ مسئلہ علم فقہ سے تعلق رکھتا ہے لہذا اب اس مسئلہ پر علم فقہ سے کچھ روشنی ڈالی جاتی ہے۔ در بخار میں ہے:

الامامة صفوی و کبریٰ فاکبرہی استخفاف تصرف عام علی الامام وتحتیقہ فی علم الکلام ونصبہ اعم الواجبات فلذا الدعوة علی دین صاحب المعجزات وبشرط کونه مسلماً حراً ذکراً عاقلًا بالغاً قادراً قرشیاً لاهشیمياً علویاً معصوماً ویکره تقلید الفاسق وبعزل بہ بالفتنة ومجیب ان یدعی له بالصلابة وتصلح سلطة المتطلب للضرورة

اس عبارت کا کچھ حصہ قبل ازیں گزر چکا ہے۔ عبارت کا مختصر ترجمہ ملاحظہ ہو۔ امامت دو قسم کی ہے چھوٹی امامت اور بڑی امامت۔ چھوٹی امامت تو نماز کی امامت ہے اور امامت کبریٰ کی تعریف یہ ہے کہ جس کو یہ حق حاصل ہو کہ اپنے ملک کے تمام لوگوں پر اس کا تصرف عام ہو اور اگرچہ یہ علم فقہ کا مسئلہ ہے لیکن اس کی تحقیق علم کلام میں ہے علامہ شامی نے اپنے حاشیہ میں حقا کہ کلمی کی عبارت مذکورہ بالا نقل کی



ہے اور تقرر امام بخاری اور اعلیٰ واجبات سے ہے اسی لئے صحابہ کرام نے اس کو آنحضرت ﷺ کے دفن پر مقدم کیا حالانکہ اس سانحہ کی وجہ سے ان کے ہوش و حواس اڑ چکے تھے۔ اور امام کے لئے دس شرائط ہیں۔ سات ایمانی اور تین سلبی۔ ایمانی شرائط اول مسلمان ہو دوم آزاد ہو سوم مذکر اور مرد ہو، چہارم عقل مند ہو، پنجم بالغ ہوں، ششم قادر ہو یعنی عہد احکام اور دارالاسلام کی حفاظت پر قادر ہو۔ ہفتم قوم قریش سے ہو۔ شرائط سلبی اول امام کا ہاشمی ہونا ضروری نہیں امام غیر ہاشمی بھی ہو سکتا ہے۔ دوم امام کے لئے یہ ضروری نہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی اولاد سے ہو۔ سوم امام کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ گناہ سے پاک ہو اور اس کو گناہ کی طاقت ہی نہ ہو۔ یہ دس شرائط ہیں کہ ان کا امام میں ہونا ضروری ہے۔ اور قاسق کو امام مقرر کرنا مکروہ ہے اور اگر تقرر کے وقت تو عادل تھا لیکن بعد میں قاسق ہو گیا تو خود بخود معزول نہیں ہوگا البتہ وہ اس امر کا مستحق ہے کہ معزول کیا جائے اور اگر قاسق کے معزول کرنے میں قہر اور فساد کا خوف ہو تو اس کے خلاف بغاوت نہ کی جائے بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے کہ وہ اسے ہدایت دے اور وہ راہ راست پر آجائے یہ بات علامہ شامی نے اپنے حاشیہ میں ذکر فرمائی ہے۔ اس کے بعد علامہ شامی نے ان شرائط پر دلائل ذکر کئے کہ مسلمان ہونا اس لئے ضروری ہے کہ کافر مسلمانوں کے والی نہیں ہو سکتا اور آزاد ہونا اس لئے ضروری ہے کہ عہد اور قلام اپنی ذات کا والی نہیں ہے تو وہ غیروں کا والی کیسے ہو سکتا ہے اور عاقل اور بالغ ہونا امام کے لئے اس لئے شرط ہے کہ اگر عاقل نہیں ہے تو مجنون ہوگا اور اگر بالغ نہیں ہے تو صبی اور طفل ہوگا اور یہ ہر دو بھی اپنے نفس کے والی نہیں ہوتے تو غیر کے والی کس طرح ہوں گے اور مذکر اور مرد ہونا اس لئے شرط ہے کہ اگر عورت ہوگی تو عورت کو پردہ کا حکم ہوگا اور یہ بھی کہ وہ گھر کی چار دیواری کے اندر ہے اور امام کے فرائض میں یہ داخل ہے کہ وہ باہر ظاہر جگہ پر پیشے تاکہ مظلوم اور فریادی اس تک پہنچ سکے نیز امام میدان جنگ میں فوج کے سامنے ہوگا اور ان چیزوں سے عورت معذور ہے اور امام کے لئے قریشی ہونا اس لئے ضروری ہے کہ آنحضرت ﷺ

نے فرمایا کہ تمام امام قریش سے ہوں گے اور غیر قریش سے امام نہیں ہو سکتا۔ اور یہ حدیث متواتر ہے کہ جس کے انکار سے ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اور اسی حدیث کی وجہ سے انصار رضی اللہ عنہم اپنے حق خلافت سے دستبردار ہو گئے اور عہد خلافت قریش کے سپرد کر دیا۔ علامہ شامی کے حوالہ سے جو بات بندہ نے ذکر کی ہے کہ قاسق سربراہ کے خلاف خروج اور بغاوت شرعاً منع ہے بلکہ اس قاسق کے لئے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس نفس سے توبہ کرنے کی توفیق دے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آج کل جو حکومت کے خلاف جلوس وغیرہ نکالتے ہیں اور بسا اوقات شدید قسم کی بدامنی پیدا ہوتی ہے یہ شرعاً ناجائز ہے اور اس کی وجہ حکومت کی چالپلی کرنا نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ کفار اور دشمنان اسلام اس ناک میں رہتے ہیں کہ مسلمانوں کے ملک دارالاسلام پر قبضہ کرنے کا ہم کو موقع ملے جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے ملک میں بدامنی ہے پھر ان کو مداخلت کا موقع ملتا ہے تو اس بدامنی اور جلوسوں کا نتیجہ یہ نکلتے گا کہ قاسق حاکم تو راہ راست پر آنے کا یا نہ ہم اپنا ملک گنوا دیں گے آگے چل کر درمخار میں ہے کہ جو قسب ہے اور اس کو مسلمانوں نے ختم نہیں کیا بلکہ ڈپڑے کے دور سے مسلمانوں کے ملک پر قابض ہو گیا جیسا کہ آج کل مارشل لا ہوتا ہے تو ضرورت کے وقت اس کی سلطنت صحیح ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس کے خلاف بغاوت کی گئی تو قہر برپا ہوگا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر تمہارا امیر عہد اور حبشی ناک کتا ہو تو اس کی بات بھی سنو اور اس کی اطاعت کرو یہاں تک شرائط ایمانی کے دلائل کا ذکر ہوا اس کے بعد علامہ شامی رحمہ اللہ نے شرائط سلبیہ کا ذکر فرمایا کہ ہاشمی کی لمبی کر کے شیعہ کا رد کیا ہے کیونکہ شیعہ کہتے ہیں کہ محض قریشی ہونا امام کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ یہ ضروری ہے کہ امام قریشی ہاشمی ہو اور شیعہ نے جو ہاشمی کی شرط لگائی ہے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی امامت کی لمبی کرتی ہے کیونکہ یہ تینوں حضرات ہاشمی نہیں ہیں اگرچہ قریشی ہیں تو ہاشمی کی شرط بڑھا کر ان تینوں کی خلافت کی لمبی کرتی ہے اب شیعہ پر اعتراض ہوا کہ بنو عباس



قریشی ہا بھی تھے لیکن تم ان کی امامت کے قائل نہیں ہو تو اس اعتراض سے بچنے کے لئے انہوں نے ایک اور شرط لگائی کہ امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ مولاعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہو تو اب جو عباس کی امامت کی گئی ہوگی کیونکہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے نہیں ہیں اور اہل سنت کے نزدیک امام کے لئے صرف قریشی ہونا شرط ہے نہ کہ ہاشمی اور علوی ہونا اور شیعہ امامیہ کے نزدیک امام کا محصور ہونا شرط اور اہل سنت کے نزدیک یہ شرط نہیں لہذا اس کی نفی کر دی۔

### امر ہشتم

بندہ قبل ازیں ذکر کر چکا ہے کہ بندہ کے اس مضمون میں کچھ گلی اور تیزی ضرور ہے اور معاصرین اس پر یہ اعتراض کریں گے کہ اس فقیر نے بے ہاکی کا مظاہرہ کیا ہے اور علماء و مشائخ کی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے اور اس کے چند جواب قبل ازیں گزر چکے ہیں اور بندہ نے قبل ازیں وعدہ کیا تھا کہ اس اعتراض کا ایک اور جواب آخر میں آئے گا اب بندہ اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے اس جواب کو یہاں ذکر کرتا ہے وہ یہ کہ احکام الیہ اور تا فرمان حبیب ﷺ کے بیان میں بے ہاکی اس فقیر نے حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی قدس سرہ العزیز سے سیکھی اس کی تفصیل یہ ہے۔

یہ فقیر ساڑھے آٹھ سال دربار عالیہ سیال شریف میں خدمت تدریس علوم اسلامیہ دیتا رہا ہے اس وقت موجودہ جدیدہ دارالعلوم کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا بندہ اور طلباء آستان شریف کی کوششوں میں رہتے تھے اور گرمیوں میں کمروں سے باہر انٹی چار پائیاں بچھا کر سوتے تھے کوئی بجلی نہیں تھی لائٹوں کی روشنی پر مطالعہ کرتے تھے دربار عالیہ پر بندہ صرف ایک مدرس تھا چونکہ کوئی طبعہ ملتی نہیں تھا فتویٰ کا کام بھی بندہ کے سپرد تھا۔ حضرت شیخ الاسلام کو علوم دینیہ پر پوری دسترس تھی اور بلند پایہ فقیہ تھے بندہ اور شیخ اسلام کا کئی مسائل پر شدید اختلاف ہو جاتا تھا لیکن آپ اس اختلاف کو بڑی خندہ پیشانی سے صرف برداشت ہی نہ کرتے تھے بلکہ خوش ہو کر فرماتے کہ اس اختلاف سے مسئلہ کی پوری تحقیق ہو جاتی ہے اور موافق مخالف دلائل سب سامنے

آ جاتے ہیں اس اختلاف کے باوجود محل بندہ کے فتویٰ پر ہی ہوتا تھا میری گستاخی کی یہ حد تھی کہ میں طالب علموں کے سامنے آپ کے خلاف دلائل دیتا تھا اور طلباء بھی اس گستاخی پر حیرت کا اظہار کرتے تھے کہ بندہ کو اس طرح نہیں کرنا چاہیے لیکن حضرت شیخ الاسلام محسوس تک نہیں فرماتے تھے حضرت شیخ الاسلام کی اس عالیٰ عقلیت سے بندہ کے اندر حق گوئی کی جذبات پیدا ہوئی اور حق بیان کرنے میں کبھی مدد است نہ کی یہاں بندہ صرف چند مثالیں پیش کرتا ہے۔

### مثال اول

خلع سرگودھا کے دو بڑے زمیندار تھے اور دونوں سیال شریف کے مرید تھے ان کے درمیان جائیداد کا جھگڑا تھا جو کہ ازیں روپے مالیت کی تھی انہوں نے حضرت شیخ الاسلام سیالوی کو شرعی ثالث مقرر کیا اور اس فقیر کو فرمایا کہ تم بھولہ سرکاری وکیل کے ہوتے میری مدد کرو ان جب ان سے ایک فریق نے یہ معلوم کیا کہ حضرت شیخ الاسلام اس فقیر کی بات پر زیادہ توجہ فرماتے ہیں تو اس فریق نے بندہ کے ساتھ علیحدہ ملاقات کی اور بڑی رشوت کی پیش کش کی تو بندہ نے یہ کہہ کر پیش کش ٹھکرا دی کہ شیخ الاسلام جب کوئی بات مجھ سے پوچھتے ہیں تو پہلے کلمہ شریف پڑھواتے ہیں اب میں کہہ پڑھ کر کیسے فلا مشورہ دے سکتا ہوں اور اگر میں بالفرض فلا مشورہ دوں تو چونکہ شیخ الاسلام مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں وہ فوراً فرمادیں گے کہ تم فلا مشورہ دے رہے ہو تو پھر تم کو اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ جب حضرت شیخ الاسلام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور تحسین فرمائی اس کے بعد اس فقیر پر ان کی شفقت زیادہ ہوئی۔

### مثال دوم

سیال شریف کا ایک آدمی تھا جو کہ حضرت شیخ الاسلام کی زری زمینوں کا انچارج تھا اس کے ایک لڑکے کی شادی تھی جب شادی کی تاریخ مقرر ہوئی تو محرموں نے شیخ الاسلام کو آکر کہا کہ اس لڑکے کی جس لڑکی کے ساتھ شادی ہو رہی ہے وہوں نے فلاں عورت کا دودھ پیا ہے اور یہ دونوں رضای بھائی بہن ہیں تو حضرت شیخ الاسلام نے اس کا تذکرہ بندہ کے



ساتھ کیا اور میری رائے دریافت کی تو بندہ نے عرض کیا چونکہ دودھ کی گواہ صرف عورتیں ہیں ان کے ساتھ کوئی مرد نہیں ہے لہذا ان کی شہادت کو قبول نہیں کیا جاسکتا تو شیخ الاسلام نے میری رائے کے خلاف دلائل دیئے لیکن بندہ نے وہ دلائل ماننے سے معذوری ظاہر کر دی تو حضرت شیخ الاسلام خاموش ہو گئے جب شادی کا دن آگیا اور شادی والوں کے گھر وصول اور باپ بچے گئے تو حضرت شیخ الاسلام بیٹھنے لگے فرمایا کہ اگر اب بھی تم اپنی رائے بدل لو اور دودھ اک فتویٰ دے دو تو میں ابھی چاکر شادی بندہ کرادوں لیکن میں نے اپنی رائے تبدیل کرنے سے معذوری ظاہر کر دی اور وہ شادی بخیر و خوبی سرانجام پائی۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ الصریح کے ان عادات و اخلاق نے بندہ کے اندر حق گوئی کی جرأت پیدا کی تو سب حضرت شیخ الاسلام کی قد آور شخصیت بندہ کے لئے بیان حق سے مانع نہ ہوئی تو آج کل کے مخصوص علماء و مشائخ کا احترام بندہ کے لئے حق گوئی سے کیسے مانع ہو سکتا ہے اس حق گوئی کے باوجود وہ علماء و مشائخ جو فرقہ پلیدی کی تائید و حمایت کے لئے ۲۲ مارچ کو لاہور میں اکٹھے ہوئے بندہ ان کا پورا پورا احترام کرتا ہے اور مذکورہ بالا حق گوئی ان کے احترام کے معافی نہیں ہے بلکہ جو کچھ قرآن کیا گیا اس کی بنا خیر غمائی پر ہے۔

### مثال سوم:

حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر تھے اور ہر دور کے صدور آپ کا بڑا احترام کرتے تھے بندہ نے ایک دفعہ آپ کو عرض کیا کہ آپ اعلیٰ حکام پر کیوں زور نہیں دیتے کہ وہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کریں تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے ہر دور کے صدور پر پورا دھاؤ ڈالا ہے لیکن وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نظام شریعت نافذ کرنے پر تیار ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ پاکستان کے تمام مکاتب فکر ایک حلقہ اسلامی آئین ہمارے سامنے پیش کریں کیونکہ اگر حکومت ایک مکتبہ فکر کا اسلامی آئین نافذ کرے تو دوسرے مکاتب فکر بدامنی اور امن و امان کا مسئلہ پیدا کر دیں گے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ میرے پاس حکومت کی اس شرط کا کوئی جواب نہیں ہے۔ بندہ نے حضرت شیخ الاسلام کو ایک جواب عرض کیا جس کو آپ نے پسند فرمایا بندہ نے یہ جواب دیا کہ جو سیاسی

پارٹیاں ہیں ان کے اپنے اپنے منشور ہیں جو کہ مذہبی منشور نہیں ہیں بلکہ سیاسی منشور ہیں اور یہ پارٹیاں اپنے اپنے طریقہ منشور ترک کر کے ایک منشور پر متفق ہونے پر تیار نہیں ہیں تو مسلمانوں کے مکاتب فکر جن کی مدار مذہب پر ہے وہ اپنا مذہب چھوڑ کر ایک مذہب پر کیسے متفق ہو سکتے ہیں حلقہ اسلامی آئین اس وقت پیش کیا جاسکتا ہے جب ہر مکتبہ فکر اپنا مذہب اور دین چھوڑنے پر تیار ہوں۔ اور یہ عادت محال ہے دراصل حکومت کا یہ ایک بہانہ ہے کہ پاکستان میں نظام شرعی نافذ نہ ہو سکے کیونکہ مذہبی پارٹیاں اپنا اپنا مذہب ترک کر سکیں گی اور نہ حلقہ آئین تیار ہوگا اور حکمران بڑے آرام سے حکومت کرتے رہیں گے جب ان کو کوئی اسلامی آئین کے متعلق کہے گا تو وہ مکاتب فکر کو بدنام کریں گے کہ ہم تو نفاذ اسلام کے لئے تیار ہیں مسلمانوں کے یہ مذہبی مکاتب فکر کسی ایک آئین پر متفق نہیں ہوتے اس کے بعد بندہ نے عرض کیا کہ یہ جمہوریت کا دور ہے کئی انتظامی ادارے ہیں جو کہ بنیادی جمہوریت کے انتخاب سے شروع ہوتے ہیں اور مرکزی اسمبلی کے انتخاب تک جاتے ہیں اس کے بعد صدر مملکت اور وزیراعظم اور وزراء اعلیٰ کا انتخاب ہوتا ہے اب سب کی مدار جمہوریت اکثریت پر ہے انتخاب میں وہی کامیاب قرار دیا جائے گا جس نے اکثریت سے ووٹ حاصل کئے ہوں کسی مرحلہ پر یہ شرط نہیں ہے کہ کامیاب وہ ہوگا جس کو اپنے حلقہ انتخاب میں تمام ووٹ حاصل ہوں مثلاً وزیراعظم وہ ہوگا کہ مرکزی اسمبلی کے تمام اراکین اس پر متفق ہوں تو بندہ عرض کرتا ہے کہ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ میں یہ جمہوری اور اکثریت والا طریقہ کیوں اختیار نہیں کیا جاتا پاکستان میں جس مکتبہ فکر کی اکثریت ہے کتاب و سنت کا نظام اس مکتبہ فکر کی تشریح کے مطابق نافذ کیا جائے خود کریں اکثریت دو قسم ہے اول سادہ اکثریت دوم دو تہائی اکثریت پاکستان میں مثلی مذہب کے پیروکاروں کی اکثریت ہے سادہ اکثریت تو واضح ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اس کے لیے دو تہائی اکثریت ضروری ہے تو مثلی مذہب یہ شرط پوری کرنے کے لئے تیار بھی ہے کیونکہ پاکستان میں دو بڑے کتب فکر ہیں علماء بریلوی اور علماء دیوبند یہ دونوں مثلی مذہب کے پیروکار ہیں اگر ان ہر دو کو اکٹھا کیا جائے تو دوسرے مکاتب فکر آئے میں شک کے بغیر بھی نہیں ہیں صدر ضیاء الحق مرحوم نے اپنی



صدارت کے تحت کے لئے ریفرٹم کر لیا تھا کیا اسلامی آئین کے نفاذ کے لئے ریفرٹم نہیں کر لیا جاسکتا حکومت کا یہ کہنا کہ ایک کتبہ لگے جو کہ اکثریت میں ہے کی تفریق کے مطابق اگر نظام اسلام نافذ کیا جائے تو اقلیتی فرقہ بدامنی پیدا کرے گا تو حکومت کا یہ عذر بھی غیر معقول اور نامقبول ہے کیونکہ اقلیتی فرقہ کو سمجھایا جاسکتا ہے کہ یہ جمہوریت کا دور ہے جب آپ لوگ اپنی اکثریت ثابت کر دیں گے تو پھر اسلامی آئین میں آپ کی تفریق کو قبول کر کے آپ کا پسندیدہ آئین نافذ کر دیا جائے گا اور پھر دوسرے مکاتب فکر کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا تو اس جواب سے اقلیتی فرقہ ضرور مطمئن ہو جائے گا اور بدامنی کا خطرہ پیدا نہ ہوگا اس کی مثال یہ ہے کہ وزیراعظم اور وزیراعلیٰ وہ ہوگا جس پر ساری اسمبلی متفق ہو کیونکہ اگر اکثریت کی بنا پر وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کا انتخاب ہوتا جو ارکان اسمبلی اقلیت میں ہیں جس کو اپوزیشن کہا جاتا ہے یہ بدامنی پیدا کریں گے تو یہاں بھی اقلیت اور اپوزیشن کو بھی کہا جائے گا کہ تم اسمبلی میں اکثریت ثابت کرو تو وزیراعظم اور وزیراعلیٰ بھی آپ کے فرقہ سے لئے جائیں گے خلاصہ یہ کہ اسمبلیوں اور وزیراعظم اور وزیراعلیٰ کے انتخاب اور نظام مسئلہ نظام کا نفاذ بالکل ایک طرز پر ہیں تو جب اسمبلیوں اور وزراء کے انتخاب کی مدار اکثریت پر ہے تو نظام اسلام کے نفاذ میں اس اکثریت کو کیوں اپنایا نہیں جاتا اور حکومت کا یہ تذکرہ جب تک اقلیتی مکاتب فکر متفق نہ ہوں آئین اسلامی نافذ نہیں کیا جاسکتا تو یہ اس طرح ہے جیسا اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل میں مستقل ارکان کو ویٹو پاور کا اختیار ہے مطلب یہ کہ سلامتی کونسل کے سیکٹروں ارکان ہیں لیکن اگر یہ سارے کسی مسئلہ پر متفق ہو جائیں تو کونسل کے مستقل ارکان سے صرف ایک مثلاً امریکہ یا روس اکثریت کی رائے کو مسترد کر کے اکثریت کی رائے کو غیر موثر اور بے اثر کر سکتا ہے جس کو ویٹو کہا جاتا ہے تو اسی طرح حکومت پاکستان اقلیتی مکاتب فکر کو ویٹو کا اختیار دے کر اکثریت کو غیر موثر کرنا چاہتی ہے جو کہ بالکل غیر معقول اور نامقبول ہے۔

حررہ المفیر عطا محمد چشتی مولوی بندیا لوی علی حد

۲۷ شوال ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۳ مئی ۱۹۹۰ء مطابق ۱۰ مئی ۲۰۰۷ء

الوارضی

اشاعت خاص  
کردار نورانی



## آفتابِ ملتِ اسلامیہ امام انقلاب علامہ شاہ احمد نورانی

تحریر

حمایت علی چودھری شہید

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

زاویۃ قادریہ سیدنا نوح علیہ السلام سڑک (نورانی لبریری) سرگودھا (پنجاب) پاکستان (41200)

0321/03300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com





قائد اعلیٰ سنت صدر جمعیت علماء پاکستان پیٹرین ورلڈ اسلامک مشن علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ العالی ابن میلہ اسلام علامہ عبدالعظیم صدیقی مدظلہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ/۳۱ مارچ ۱۹۴۶ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے اسی نسب سے آپ کو صدیقی کہتے ہیں۔

### تعلیم و تربیت

علامہ شاہ احمد نورانی نے قرآن مجید فرقان حمید آٹھ سال کی عمر میں حفظ کیا آپ نے ابتدائی تعلیم ایسے سکول میں مکمل کی جہاں ذریعہ تعلیم عربی زبان تھی نیشنل مرکب کالج میرٹھ سے ڈگریاں حاصل کیں درس نظامی کی کتب متداولہ مدرسہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ میں استاذ العلماء حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی مدظلہ سے پڑھیں۔ آپ کو دنیا کی تیرہ زبانوں پر عبور حاصل ہے آپ بیک وقت مستند عالم دین، حافظ قرآن، خوش الحان قاری عالمی شہرت یافتہ میلہ، بلند پایہ مقرر عظیم اسلامی مفکر، سیاسی لیڈر ہیں۔ ذاتی طور پر نہایت نرم مزاج، خوش گفتار اور پیکرِ عزت و انکسار واقع ہوئے ہیں۔

آپ کی دستار بندی کے موقع پر آپ کے استاد محترم علامہ غلام جیلانی میرٹھی کے علاوہ مولانا سید فہیم الدین مراد آبادی، شاہ عبدالعظیم صدیقی، شہزادہ اعلیٰ حضرت شاہ مصطفیٰ رضا خان، مفتی اعظم ہند مدظلہ تشریف فرما تھے۔

### عالمی سطح پر اشاعت اسلام

آپ کی تلمیذ سے ہزاروں غیر مسلموں نے دولت اسلام سے اپنا دامن بھرا۔ جن

**SKY NET**  
WORLDWIDE EXPRESS  
International Couriers & Cargo Service

انٹرنیشنل کوریئر اینڈ کارگو سروس



حضرت مولانا ڈاکٹر محمد سرفراز محمدی سیفی



انٹرنیشنل کوریئر اینڈ کارگو سروس

دنیا بھر میں اپنے قیمتی کاغذات اور گنیز بکس سامان بھجوانے کیلئے تشریف لائیں۔

فون: 0544-720547

جی ایم اینس پبک ایڈریس مارکیٹ جہلم گینٹ 0544-720547

Email: jmi@skynet.pk, www.skynet.pk



میں پادری، راہب، وکلاء، انجیئرز، ڈاکٹرز اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اہل علم لوگ شامل ہیں۔

☆ ۱۹۵۵ء میں آپ دنیا کی قدیم ترین اسلامی یونیورسٹی جامعہ الازہر مصر میں ان کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ علماء کے عظیم اجتماعات سے خطاب کیا۔

☆ ۱۹۵۸ء میں روس کا دورہ کیا۔ روسی سوشلسٹ معاشرے کا گہرا مطالعہ و مشاہدہ کیا۔ وہاں پر مسلمانوں کی سرکردہ شخصیات سے مل کر ان کے مسائل سے آگاہی حاصل کی مسلمانوں کے اکثریتی علاقہ دنجار میں سوشلسٹ غوثی انقلاب کی تباہ کاریوں کا قریب سے مطالعہ کیا۔

☆ ۱۹۵۹ء میں مشرق وسطیٰ کا دورہ کیا اور دنیا بھر کے علماء سے باہمی رابطہ قائم کر کے اسلام کی عظیم خدمت سرانجام دی۔

☆ ۱۹۶۰ء میں مشرقی افریقہ، مڈغاسکر، اور ماریشس کے تبلیغی دورے کئے۔

☆ ۱۹۶۱ء میں سیلون اور شمالی افریقہ کا دورہ کیا۔

☆ ۱۹۶۲ء میں صومالیہ، کیلیا، ٹانزانیہ، یوگنڈا اور ماریشس کا دورہ کیا تاہم بجا کے وزیر اعلیٰ احمد دیبلو شہید کی دعوت پر تاہم بجا تشریف لے گئے ان کے مہمان کی حیثیت سے چار ماہ کا تفصیلی دورہ کیا۔

☆ ۱۹۶۳ء میں ترکی، فرانس، جرمنی، برطانیہ، ماریشس اور تاہم بجا تشریف لے گئے اسی سال عوامی جمہوریہ چین کا دورہ کیا اور وہاں کے مسلمانوں کی حالت زار اور سوشلسٹوں کے بلند ہانگ دھوؤں کا جائزہ لیا۔

☆ ۱۹۶۴ء میں امریکہ، جنوبی امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کیا۔

☆ ۱۹۶۵ء میں کیلیا، حجاز، یوگنڈا، مالاگاسی اور ماریشس کا دورہ کیا۔

☆ ۶۸-۱۹۶۷ء میں برطانیہ، امریکہ اور جنوبی امریکہ کا دورہ کیا۔

☆ ۲۱ جنوری ۱۹۷۳ء کو دنیا کے مختلف گوشوں سے تعلق رکھنے والے علماء کرام مکہ

کرمہ میں جمع ہوئے تاکہ عالمی سطح پر عظمت و گمراہی کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی لائحہ عمل مرتب کر سکیں۔ اس تاریخی اجتماع میں انگلستان، امریکہ، سعودی عرب، مصر، کویت، شام، ہندوستان اور پاکستان کے علماء کرام شریک تھے۔ اس اجلاس میں ورلڈ اسلامک مشن کا قیام عمل میں لاکر علامہ ارشد القادری کو کنوینئر مقرر کیا گیا اور پھر باضابطہ انتخاب کے ذریعہ علامہ شاہ احمد نورانی کو صدر اور علامہ ارشد القادری کو سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

☆ ۱۹۷۳ء میں ورلڈ اسلامک مشن کی کانفرنس میں شرکت کے لئے انگلینڈ تشریف لے گئے اس کانفرنس میں آپ کو مشن کا چیئرمین منتخب کیا گیا۔

☆ ۱۹۷۵ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام علامہ ارشد القادری عہدہ ملت مولانا عبدالستار خان یازلی اور پروفیسر شاہ مہدلق کی رفاقت میں امریکہ اور افریقہ کے مختلف ممالک کا تفصیلی دورہ کیا اس دورہ میں عوامی اجتماعات کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے ان ممالک کے عوام کو قادیانیوں کے مکررہ گستاخانے عزائم سے آگاہ کیا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بارے میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلے سے آگاہ کیا جس کا ان ممالک میں خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا اس دوران علامہ شاہ احمد نورانی نے ماریشس اور جنوبی افریقہ کے ممالک کا بھی تبلیغی دورہ کیا۔ اس دوران آپ نے ماریشس میں عالمی اسلامی کانفرنس کی صدارت کی جس میں وزیراعظم ماریشس سمیت معززین اعلیٰ حکام، وزراء اور سفیروں کے علاوہ ماریشس کے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود تھی۔

### تبلیغی و اسلامی تحقیقاتی اداروں کی سرپرستی

پاکستان سے باہر چند اداروں کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ مسلم ایجوکیشن فرسٹ کالج جلیو جارج ٹاؤن امریکہ



- ۲۔ حلقہ قادریہ علمیہ اشاعت اسلام سکون
- ۳۔ حلقہ قادریہ علمیہ اشاعت اسلام مارشس
- ۴۔ یک مین مسلم ایسوسی ایشن گیانا
- ۵۔ اسلامک مشنری گڈ سائڈ افریقہ
- ۶۔ آل ملایا مسلم مشنری سوسائٹی ملائیشیا
- ۷۔ علمیہ اسلامک مشن کالج مارشس
- ۸۔ علمیہ دارالعلوم مارشس
- ۹۔ حق مسلم سرکل پریسٹن برطانیہ
- ۱۰۔ قادریہ اسلامک ورکرز گڈ مارشس
- ۱۱۔ سری نام مسلم ایسوسی ایشن سائڈ افریقہ

۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۳ء تک ورلڈ مسلم علماء آرگنائزیشن کے سیکرٹری جنرل رہے۔ جبکہ آرگنائزیشن کے صدر مفتی اعظم فلسطین مولانا سید امین الحسنی تھے۔ ایک مومن مسجد میں ایسے خوش و غرم رہتا ہے جیسے پانی میں مچھلی۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے ہر دینی ممالک میں ان مراکز کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ مارشس میں اس وقت تقریباً مساجد اور مدارس کی تعداد ایک سو سے زیادہ ہے۔ جن میں سے ستر سے زائد مساجد و مدارس ورلڈ اسلامک مشن نے قائم کیے ہیں۔

یہاں جامعہ علمیہ قادریہ کے نام سے ایک اسلامی تبلیغی و تربیتی کالج علامہ شاہ احمد نورانی کی سرپرستی میں کام کر رہا ہے۔ جس میں طلباء کی تعداد ساڑھے چار ہزار کے قریب ہے۔ برطانیہ کی پانچ سو (۵۰۰) مساجد میں سے چار سو (۴۰۰) مساجد کا تعلق ورلڈ اسلامک مشن سے ہے۔ جب کہ ہالینڈ میں بھی مشن نے زبردست پیش قدمی کی ہے۔

ایکسپنڈس میں کوئی ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت سے مسجد طیبہ کی تعمیر کا ایک مرحلہ مکمل ہوا۔

### امریکہ میں مرزائیوں پر ضرب کاری

سرنام (جنوبی امریکہ) مرزائیوں کا مرکز ہے۔ جہاں ۱۹۳۵ء میں سب سے پہلے تبلیغ دین کے لئے حضرت مولانا شاہ عبدالعظیم صدیقیؒ تشریف لے گئے۔ جن کی سنی جمیلہ سے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو مرزائیت کے فریب سے نجات دلائی اہل سنت و جماعت کا مرکز قائم کیا۔ شاہ عبدالعظیم صدیقی کے اجدان کے صاحبزادے شاہ احمد نورانی نے ۱۹۶۱ء میں سرنام میں سات ماہ قیام کر کے فقہ مرزائیت کو کچلا اور ایک مجلس میں مرزائیوں کو ایسی حالانہ حقیقی اعزاز میں شکست دی کہ اب مرزائی کسی سنی عالم کے مقابلے میں آنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔

علامہ شاہ احمد نورانی کے نام سے مرزائی مبلغ گھبراتے ہیں۔

### محافظ ختم نبوت

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کو آپ کراچی میں مولانا عبدالحمید بدایونی اور دیگر علماء کرام کے ساتھ تحریک میں شریک ہوئے۔ کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کے پہلے اجلاس کے بعد آئندہ اجلاس کے لئے گیارہ ممبروں پر مشتمل جوینڈا بنا گیا۔ آپ اس کے ممبر تھے۔ ۱۹۶۹ء میں تبلیغی دورے سے واپسی پر سب سے پہلا بیان قادیانیوں کے بارے میں جاری کیا تھا۔ آپ نے بیٹی خان مارش لائی آمر کو اس وقت مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ تمہارے قادیانی مشیر ایم ایم احمد نے پاکستان کی معیشت کو تباہ کر دیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے۔ آمریت میں فرد واحد ہی ملک کا قانون ہوتا ہے۔ اس فوجی آمر کے کان پر جوں تک نہ رہیگی۔ بالآخر مشرقی پاکستان کے عوام کے دلوں میں نفرت و کدورت نے جنم لیا۔

۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو قوی اسبلی کے پہلے اجلاس میں عبوری آئین پر تقریر کرتے ہوئے علامہ شاہ احمد نورانی نے اسلام و ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی آواز بلند کی۔ اس طرح اسبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا سہرا بھی علامہ نورانی کے سر ہے۔ علامہ



شاہ احمد نورانی کی اس قرارداد پر حزب اختلاف کے ہائیکس افراد (جن کی تعداد بعد میں ۳۷ ہو گئی) نے دھمکا دیا۔ البتہ مولوی غلام غوث ہزاروی دیوبندی اور مولوی عبدالغفور دیوبندی نے اس قرارداد پر دھمکا نہیں کیا۔ اس تحریک میں آپ کو قوی اسبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کھلی کامبر بھی منتخب کیا گیا۔ آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کمیٹیوں میں شرکت کی۔ آپ نے قادیانیت سے متعلق ہر قسم کا لٹریچر اسبلی کے ممبروں میں تقسیم کرنے کے علاوہ ممبروں سے ذاتی رابطہ بھی قائم کیا۔ ختم نبوت کے مسئلہ سے آگاہ کیا۔ اس تحریک میں تین ماہ کے دوران آپ نے صرف پنجاب کے علاقہ میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں جلسوں سے خطاب کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ بیرون ممالک میں بھی آپ نے مرزائیوں کا خوب پکچھا کیا بیرون ممالک نیروبی دارالسلام، مارشس اور لاٹینی امریکہ میں سری نام برٹش گیانا اور ٹرینی ڈاؤ کے مقامات پر ساجتہ پڑا اور مناظرے ہوئے۔ پانچ پانچ اور چھ چھ گھنٹے طویل مکالمہ جاری رہتا بلکہ مجمع عام میں مرزائیوں کو شکست فاش دی۔ قادیانیوں کا لندن سے رسالہ لکھا ہے "اسلامک ریویو" اسی کے ایڈیٹر سے ۱۹۶۸ء میں ٹرینی ڈاؤ میں مناظرہ ہوا جو ساڑھے پانچ گھنٹے چلتا رہا۔ بالآخر یہ کتابیں وغیرہ لے کر بھاگ گئے۔

اسی طرح بے شمار جھگڑیں عملی گفتگو کے لئے مقرر ہوئیں۔

علامہ شاہ احمد نورانی نے عقیدہ ختم نبوت کو ثابت کیا اور مرزائیوں کے عقیدہ کو باطل قرار دیا۔ چنانچہ انہی مباحثوں میں چھ سو سے زائد قادیانیوں نے توبہ کی اور حلقہ بکوش اسلام ہوئے۔

الغرض علامہ شاہ احمد نورانی نے قوی اسبلی میں کہا جو لوگ حضور ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے ہم ان کو مسلمان نہیں مانتے تو پھر مرزائی کیسے چور دوازے سے آکر اسلام کے نام پر حکمران بن سکتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کی تباہی کا سامان پیدا کر سکتے ہیں چنانچہ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کروائی گئی۔

### تحریری میدان میں کاوشیں

آپ نے مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کے عملی نفاذ کے لئے انتھک محنت کی ہے۔ نظریہ پاکستان کے فروغ مسلم قومیت کے علم کو بلند رکھا۔ وہاں تحریری میدان میں بھی آپ نے اسلام کی ابتدائی معلومات پر مشتمل پمفلٹ اردو، فرانسیسی، انگریزی اور متحدہ دوسری زبانوں میں شائع کر کے پاکستان و بیرون پاکستان ان مقامات پر مفت تقسیم کئے۔ جہاں ایک عرصہ سے مشنری جہان لڑکیوں کے ہاتھوں اپنا لٹریچر مفت تقسیم کر رہے تھے اس طرح آپ نے ہزاروں مسلمانوں کو عیسائیت کے جال سے بچالیا۔ آپ نے دو ضخیم کتابیں عیسائیت اور آمریت کے رد میں تحریر فرمائیں جو زیر طبع ہیں۔

- ۱۔ وی سیل آف دی پرافٹ (مہربنوت) (انگریزی)
- ۲۔ جیس کرانسف دی لائٹ آف قرآن (یسوع مسیح قرآن کی روشنی میں)

### حقوق رسول ﷺ

حقوق مصطفیٰ ﷺ "مومن کی میراث ہے۔"

مومن جو چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرتا ہے۔ دین مصطفیٰ ﷺ سے ان کی بے پناہ لگن اور محبت کا اندازہ شبانہ روز مصروفیات سے ہی ہو جاتا ہے۔ آپ ہر لمحہ ہاضور رہتے ہیں سارا دن دین نبی ﷺ کی بالادستی کے لئے منصوبہ بندی ملکی و عالمی مسائل کے حل کے سلسلہ میں مصروف رہتے ہیں۔ رات کو اپنے رب کریم سے لو لگا لیتے ہیں۔ اسی طرح ساری رات یاد الہی میں مصروف رہتا ان کی زندگی کا بہترین مصروف ہے۔ صبح کی نماز کے بعد تھوڑا عرصہ کے لئے آرام فرماتے ہیں آپ کے تمام افراد کنبہ کی رہائش کراچی کے گھجان آباد علاقہ صدر کے ایک فلیٹ میں ہے۔ ماہ رمضان المبارک میں عالمی مصروفیات ترک کر کے اپنے گھر میں رہتے۔ البتہ کراچی کی سطح تک مصروفیات جاری رہتی ہیں۔ قرآن مجید فرقان حید نماز تراویح میں عرصہ پچاس سال سے سنار ہے ہیں۔ غم دالم کے لاکھ پھاڑوٹ پڑیں۔ مگر وہ نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے



بے تاب رہتے ہیں آپ عربی لباس زیب تن کرتے ہیں آپ کی تقریر سیاسی ہو یا مذہبی نوعیت کی۔ ابتداء میں قصیدہ بردہ شریف کے وہ اشعار پڑھتے ہیں۔ جس میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان بیان کی گئی ہو۔ گھر میں کھانے کے دوران عربی گجروں کا ہونا اور بچوں سے عربی میں گفتگو کرنا مشق رسول ﷺ کی واضح دلیل ہے۔

### تاریخ ساز کردار

☆ قیام پاکستان سے کافی عرصہ پہلے صوبہ سندھ میں سر سید مصحف اللہ قادری پکاؤ شہید کو جب انگریزوں کے خلاف جہاد کے سلسلہ میں انگریز نے انہیں ہائی قرار دے کر پھر صاحب کی گدی کو غیر قانونی قرار دے دیا پھر ان کے مکانات کے نام و نشان تک مٹا دیئے پاکستان بن جانے کے بعد ان کے عقیدت مند جنہیں عرف عام میں حر مجاہدین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ انہوں نے پاکستان سے بیزاری کا اظہار کیا۔ لاکھوں کی تعداد میں حرا اپنے محبوب کی تلاش میں تھے۔ تب علامہ شاہ احمد نورانی نے ۱۹۵۲ء میں اس وقت کے وزیراعظم خواجہ ناظم الدین سے علامہ کے آٹھ رکنی وفد کے ساتھ ملاقات کی۔ پھر چوگٹھ میں گدی بحال کروائی گئی۔ فرانس سے حکومت کے ذریعہ پھر صاحب سید مردان علی شاہ المعروف پھر پکارا صاحب پاکستان شریف لائے کیونکہ بھجن سے انگریز پھر پکارا کو فرانس لے گئے تھے۔

☆ ۱۹۵۸ء میں روس کے دورہ پر آپ نے سوشلسٹ رہنما لینن کی قبر پر پھول چڑھانے سے انکار کر دیا۔ گویا علامہ نورانی واحد غیر ملکی ہیں جس نے انکار کیا۔

☆ اس سے پہلے ۱۹۵۵ء میں سعودی عرب کے شاہ فیصل نے گاندھی کی سادھی پر ہندوستان میں پھول چڑھائے تھے۔

☆ ۱۷ مارچ ۱۹۷۲ء کو ذوالفقار علی بھٹو نے بھی لینن کی قبر پر پھول چڑھائے تھے۔

☆ اس سے پہلے ۱۹۵۵ء میں سعودی عرب کے شاہ فیصل نے گاندھی کی سادھی پر

ہندوستان میں پھول چڑھائے تھے۔

☆ ۱۷ مارچ ۱۹۷۲ء کو ذوالفقار علی بھٹو نے بھی لینن کی قبر پر پھول چڑھائے تھے۔

☆ ضیاء الحق نے رنگون میں مہاتما بدھ کے دربار میں گفتنیاں بجائیں جو ایک غیر اسلامی فعل تھا۔

☆ جون ۱۹۷۰ء کو دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جمعیت علماء پاکستان کے زیر اہتمام سنی کانفرنس ہوئی ہزاروں علماء و مشائخ اکرام نے شرکت کی۔ لاکھوں افراد نے کانفرنس کو روح بخشی آپ کی کوششوں سے مولانا مفتی فضل الرحمن مدنی نے کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ ان کی عربی تقریر کا اردو ترجمہ آپ نے کیا۔

☆ ۱۹۷۰ء کے کلی انتخابات میں آپ جمعیت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔

☆ یحییٰ خان چیف مارشل لائیڈ شریٹر کو مشرقی پاکستان کی نازک صورت حال سے آگاہ کیا۔ اقتدار عوامی قہائدوں کو منتقل کرنے کو کہا۔

☆ یحییٰ خان کو فوجی افسروں کی موجودگی میں شراب میز سے ہٹانے اور آئندہ سے باز رہنے کی ہدایت کی۔

☆ قومی اسمبلی میں دوران تقریر ذوالفقار علی بھٹو وزیراعظم کی موجودگی میں آپ پر پان کھانے کی طعنہ ہوئی۔ آپ نے بر ملا کہا پان کھانا ہوں شراب تو نہیں چچا۔

☆ ذوالفقار علی بھٹو نے کہا مولانا نورانی حکومت کے کاموں میں کیڑے نکالتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حکومت اپنے کاموں میں کیڑے نہ پڑنے دیا کریں۔

☆ بھٹو کے مقابلہ میں اسمبلی میں وزیراعظم کا انتخاب لڑا۔ حزب اختلاف کے اسمبلی میں قائد بھی رہے ہیں۔

☆ مرزا بیوں کے لیڈر مرزا ناصر الدین نے جب اسمبلی میں اپنی صفائی کے لئے تھویر الناس اور تقویت الایمان کتابوں کے سہارے لیے شروع کئے علامہ شاہ



احمد نورانی نے برملا کیا کہ عرصہ پہلے ان کے معصّین کو ہمارے علماء کا فقر قرار دے چکے ہیں اسکی میں سناٹا چھا گیا۔ مرزا ناصر ہار ہار پانی پینے کے علاوہ کچھ نہ کر سکا۔

☆ مرزا ناصر کے ۳۶۰ سوالات کا طیحہ طیحہ جواب دیا گیا۔

☆ علامہ شاہ احمد نورانی نے قادیانوں کے لاہوری اور قادیانی گروہوں کی طرف سے ایک کروڑ روپے کی رشوت کو منکر کر کہا کہ ہمارا سودا بازارِ مصطفیٰ ﷺ میں ہو چکا ہے۔

☆ مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کروانا، مجلسِ عمل تحفہ ختم نبوت و بھلہ دیش نامحکوم تحریک بھٹو کے خلاف یوم سیاہ، آئین سازی میں انقلابی کردار آئین میں مملکت و حکومت کا مذہب اسلام، قادیانی غیر مسلم اقلیت، آئین میں صوبائی خود مختاری کا قیام، سوشلزم کا آئین میں داخل نہ ہونا، سرمایہ حکومت کے لئے مسلمان کی شرط کو محکوم کر دیا۔ آئین میں صدر اور وزیر اعظم کے اختیارات کا توازن و شہا سیاسی مسائل کا عمدہ حل پیش کیا۔

☆ پارلیمانی لیڈروں کو ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر اپنے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کے لئے وقت دیا گیا علامہ شاہ احمد نورانی نے نہایت بے ہاکی اور جرأت و نہاد سے حکمران جماعت اور اقتدار علی بھٹو کی وعدہ خلافیوں اور انحراف کو واضح کیا۔

☆ فوج میں اہل سنت کے تئیں مدارس کی منگوری، عظیم المدارس اہل سنت کی سند کا ایم اے کے برابر قیمن۔

☆ ۷ مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں دھاندلی کے ذریعے بھٹو حکومت نے ارض پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کو روکنے کی جو ناکام کوشش کی کے خلاف ۱۳ مارچ کو ملک کے مسلمان سراپا احتجاج بن کر میدانِ عمل میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ سے اخلاص دکھانے آئے قائدِ اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کو گمزی

غیر متحمل (سندھ) میں جو گرم ترین علاقہ ہے بجلی اور پچھے کی سہولت کے بغیر رکھا گیا۔ بلکہ پانی کی بنیادی سہولت سے بھی محروم رکھا گیا۔ اس کے باوجود آپ نے واضح کیا کہ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی خاطر ہم ان تکالیف کو بخوشی قبول کرتے ہیں۔

☆ صاحبزادہ امین الحسنات بھیروی کے مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ کا مسئلہ حل کر دیا۔

☆ بھٹو دور میں دو دلہہ قاتلانہ حملہ ہونے کے باوجود آپ مستقل مزاجی سے حق بات کہتے رہے۔

☆ مئی ۱۹۷۸ء میں جب علامہ شاہ احمد نورانی نے کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) کے میئر کی جانب سے استہلالہ میں آپ نے اسلام بیسویں صدی کے چیلنج کو قبول کرتا ہے کے ذریعہ ان انگریزی میں خطاب کیا۔ کیپ ٹاؤن کے میئر نے علامہ نورانی کو "سفیر اسلام" کا خطاب دیا۔

☆ بھٹو دور کے بعد ضیاء الحق کے مارشل لا دور میں بھی گیارہ سال میں انہوں نے بے ہاکی، بظہر، لیڈر کا حق ادا کیا۔ غیر منتخب وزارت قبول نہ کی بچا اور پر مشہد، پلاٹ کی بجائے جمہوریت کی بالادستی کے لئے کوشاں رہے۔ ورلڈ اسلامک مشن کے نام سے ہر قصبہ اور شہر پہنچ کر پیغام پہنچایا۔

☆ سیاست میں گلیشیئر پر بھارت قبضہ کے مسئلہ کو عوام الناس میں اجاگر کر کے سیاست دانوں کو درپردہ حیرت میں ڈال دیا۔ مارشل لائی آمرانہ کی کلی عوام کے سامنے سب سے پہلے آپ نے کھولی۔

☆ علامہ شاہ احمد نورانی نے عراق، ایران، جنگ بھڑکوانے کے لئے "ایشیاء کے واحد نمائندے کی حیثیت سے اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری سے مذاکرات کئے۔"

☆ علامہ شاہ احمد نورانی نے بغداد شریف کی حنفی یونیورسٹی کی نصابی کمیٹی کا رکن



ہونے کی حیثیت سے خفی ظہاء کے داخلے کی تحریک چلائی اور انتھائی کربار ادا کیا۔

☆ ضیاء الحق کے مارشل لائی دور میں پاکستان میں مصیبت کی فضا عام ہوئی، لسانی عقیموں کو منظم کیا گیا۔ ہیروئن اور کلاشکوف نسل نو کو تباہ کرنے کے لئے تیار کی گئی۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے بدظان مکی و عوامی مسائل کو حل کرنے کی تہا ویز دیں۔ حکومت وقت سے خدمت کی۔

☆ مسلم قومیت کے سب سے مستقل حراج طبردار ثابت ہوئے۔ پاکستانیت پر زور دیتے رہے۔ لسانی عقیموں کی طرف سے دو دفعہ قتلانہ حملہ کے باوجود اپنی مسلم قومیت پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

☆ علامہ شاہ احمد نورانی نے تمام مکی سیاستدانوں سے پہلے ہندوستانی تحریک کاروں کی پاکستان میں داخلہ کی نشاندہی کرتے ہوئے پاک بھارت ہارڈر بند کرنے کا مطالبہ کیا۔

☆ علامہ شاہ احمد نورانی کی قیادت میں جمعیت علماء پاکستان پہلے کی لببت اب چاروں صوبوں میں عوامی آواز بنی ہے۔ با اصول، مگر حریت کے حوالہ سے دانشور طبقوں میں پہنچائی جاتی ہے۔

☆ عالمی سطح پر عرصہ دراز سے ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام آپ ایک ماہنامہ نکالنے ہیں جس کا نام دی مسج ہے۔ جو بیک وقت عربی اور انگریزی میں شائع ہوتا ہے۔ آپ اس کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ آپ نے کراچی میں اسلامک انفرمیشن سنٹر قائم کر رکھا ہے۔

☆ ۱۹۷۳ء کا آئین مرتب کرنے والی دستوری کمیٹی میں علامہ شاہ احمد نورانی نے جرح تاریخ کربار ادا کیا اس میں ۲۸۰ دفعات کے آئین میں ۳۰۸ ترامیم پیش کیں پھر اختتامی نوٹ بھی لکھا۔

اشاعت خاص  
کربار نورانی زندہ ہے

کربار نورانی زندہ ہے



علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی  
پر لگائے گئے الزامات  
کا تحقیقی جائزہ اور اہلسنت  
کو دعوت غور و فکر

تقریر

محمد سلیم مست قادری

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

زاویہ قادریہ سید طاووس اعظم شریعت (انارکلی، لاہور) ۱۹۷۳ء کو جاری ہو کر آج (۲۰۰۱ء) ۴۱

0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri767@gmail.com





### پاکستان عوامی اتحاد کی تشکیل کا بنیادی نقطہ

جمعیت علماء پاکستان نے ۱۹۸۸ء کے عام انتخابات سے قبل محمد خان جوئیہ کی مسلم لیگ اور انیئر مارشل محمد امیر خان کی تحریک استقلال سے پاکستان عوامی اتحاد کے نام سے اتحادی اتحاد تشکیل دیا اور جن اصول معاہدہ کی بنیاد پاکستان عوامی اتحاد معرض وجود میں آیا اس میں یہ بات درج ہے کہ برسرِ اقتدار آنے کے بعد ملک میں نظامِ مصطفیٰ ﷺ کی بحالی کے لئے قرآن و سنت کی مکمل بالادستی کا قیام کیا جائے گی۔ اس معاہدہ پر اتحاد میں شامل تینوں جماعتوں کے سربراہوں کے دستخط موجود ہیں اب اگر نادان دوست یہ عقائد پر اپنا کٹھنہ کرتے ہیں کہ جمعیت نے تحریک استقلال جیسی سیکولر (لا دینی) جماعت سے اتحاد کیوں کیا تو اس کا جواب جمعیت علماء پاکستان صوبہ پنجاب کے سیکرٹری اطلاعات حضرت علامہ شبیر احمد ہاشمی صاحب اپنے ایک رسالہ ”پنچلز پارٹی کا منحن کون؟“ میں یوں دیتے ہیں۔ ”جناب انیئر مارشل صاحب نے جب نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے لئے قرآن و سنت کی بالادستی تسلیم کر لی اور اس معاہدہ پر دستخط کر دیئے تو اب ان کی سیکولر حیثیت خود بخود ختم ہو گئی کیا اگر کل کو کوئی کافر مسلمان ہوتا چاہے تو اسے یہ طعنہ دیا جائے گا کہ تو کل تک تو کافر تھا۔“

### فدا لیک کا جوئیہ لیک میں اوقام اور فنی سیاسی صورت حال

پاکستان عوامی اتحاد کی تشکیل کے بعد جوئیہ لیک کی سیاسی پوزیشن میں اضافہ ہوا چنانچہ وزیر اعلیٰ محمد نواز شریف اچانک خصوصی طیارے پر جوئیہ لیک کے سربراہ محمد خان

## نئی کتابیں برسرِ دست علم دارانِ علم

دل و زندگی اور بیدار رکھنے کے لئے انہی کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے۔ (۱۹۸۷ء)

اسلامی، تاریخی، ادبی، سیاسی، سماجی

اور

دیگر فنون پر مشتمل کتب کا مرکز

# دارالعلم

حقیقۃً سرورِ مہاشی محمد خان قادری رحمہ اللہ

اور دیگر محققین اہل سنت

کی تمام تصانیف و تراجم بھی ہمارے ہاں دستیاب ہیں

محمد عثمان رضوی

(مینیجنگ ڈائریکٹر)

پبلشرز

ڈسٹری بیوٹرز

بک سلرز

# دارالعلم

دکان نمبر 11 سٹا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور 4048174-0331، 042-37110341



جونہو سے ملنے سندھڑی گئے اور محمد نواز شریف نے جونہو کے وہ تمام مطالبات تسلیم کر لئے جو وہ تنازعہ بنے ہوئے تھے۔ محمد نواز شریف نے جونہو سے خفیہ مذاکرات کے ذریعے فدا ایک جونہو لیگ میں مدغم کرنے کا اعلان کر دیا۔ فدا ایک کا دھڑا اسلامی جمہوری اتحاد کی کارکن تھا تو دوسری جانب جونہو لیگ پاکستان عوامی اتحاد کی رکن جماعت تھی۔ پاکستان عوامی اتحاد کی جماعتوں کے درمیان معاہدہ ہوا تھا کہ اتحاد میں شامل تینوں جماعتوں میں سیٹوں کی تقسیم مساوی ہوگی اور ہر طبقہ احباب میں اتحاد کے امیدوار کی اہلیت اور اثر و رسوخ کو کلیدی حیثیت حاصل ہوگی۔ جو امیدوار ایک طبقے کے لئے زیادہ موثر ہوگا اسے میرٹ کی بنیاد پر اتحاد کا امیدوار نامزد کیا جائے گا مسلم لیگ کے دونوں گروپوں کے اکٹھا ہو جانے کے بعد پیدا شدہ نئی سیاسی صورت حال پر جادلہ خیال کرنے کے لئے جمیعت علماء پاکستان کی طرف سے رابطہ کرنے پر محمد خان جونہو صاحب نے بتایا کہ مسلم لیگ عوامی اتحاد میں ہی شامل رہے گی مگر مسلم لیگ کے اکٹھا ہو جانے کے بعد بے یو پی کو قومی اسمبلی کی مساوی سیٹیں دینے سے معذور ہیں چنانچہ مسلم لیگ کی جانب سے جمیعت کے لئے کچھ سیٹیں تجویز کی گئیں جیسے قائدین جمیعت نے ملکی مفاد کی خاطر فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس تجویز کو قبول کر لیا پاکستان عوامی اتحاد کی جانب سے کنٹوں کی تقسیم کے لئے پھرہ رکھی پارلیمانی بورڈ تشکیل دیا گیا جس میں اتحاد کی ہر رکن جماعت کے صف اول کے کے پانچ قائدین شامل تھے جمیعت علماء پاکستان اور تحریک استقلال کی جانب سے جونہو صاحب سے مطالبہ کیا گیا کہ پنجاب کے غیر منتخب مگران وزیر اعلیٰ میاں محمد نواز شریف وزارت سے استعفیٰ دیں جونہو نے اس اصولی مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے کہا میں دو تین روز میں عوامی اتحاد کے رہنماؤں کو محمد نواز شریف کا استعفیٰ پیش کر دوں گا۔ ۱۷ اکتوبر ۸۸ء کو رات کے ایک بجے تک جونہو مرکزی دفتر جمیعت علماء پاکستان واقع ۷ سکندر روڈ اپر مال لاہور میں عوامی اتحاد کے نمائندہ اجلاس میں شریک رہے اور ۱۸ اکتوبر کو دس بجے صبح دوبارہ آئے محمد نواز شریف کا استعفیٰ پیش کرنے اور مسلم لیگ امیدواروں کی حتمی لسٹ مہیا کرنے کا وعدہ کر کے چلے گئے ادھر جمیعت کے دفتر کے

باہر عوامی اتحاد کے طالب امیدواروں کا ایک جم غفیر موجود تھا۔ کیونکہ ۱۸ اکتوبر کا انتخابات ناخوشگوار جمع کرانے کی آخری تاریخ تھی۔

### پاکستان عوامی اتحاد کے خلاف سازش اور پینل پارٹی کا اصل محسن کون؟

جونہو ۱۸ اکتوبر کو تین بجے سر پھر تک جمیعت سے ٹیلی فون پر آنے کا مسلسل وعدہ کرتے رہے اور ادھر اسلامی اتحاد کے ٹکٹ جاری ہوتے رہے۔ ظلم بالائے ظلم یہ کہ مسلم لیگ سربراہ جونہو کے جمیعت سے معاہدہ کے مطابق کچھ سیٹیں تو کاہدہ در پردہ محمد نواز شریف اور جماعت اسلامی کے ایسے قلعے میں آئے کہ دوبارہ آنے کا وعدہ کرنے کے باوجود واپس نہ آئے۔ دراصل پاکستان عوامی اتحاد کو سیاسی مضر سے بچانے کے لئے محمد نواز شریف اور جماعت اسلامی کی طرف سے منافقانہ گھناؤنی سازش کی گئی تاکہ عوامی اتحاد کے امیدوار اپنے کاغذات ناخوشگوار جمع نہ کر سکیں اور نہ ان کو اتحاد کا انتخابی نشان "ٹریکٹر" الاٹ ہو۔ ۱۶ مارچ ۸۸ء کو بعد نماز ظہر الحمد منول اللہ رسول لائن لیصل آباد میں کارکنان کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے علامہ محمد عبدالستار خان نیازی مدظلہ العالی نے اس بات کا انکشاف کیا کہ جب ۱۷ اکتوبر ۸۹ء کی رات کو جونہو صاحب میٹنگ سے فارغ ہو کر واپس گئے اور اگلی صبح دس بجے دن آئے اور مسلم لیگ کی حتمی لسٹیں لانے کا وعدہ کیا ہم نے ۱۸ اکتوبر کی شام تک دفتر جمیعت میں جونہو صاحب کا انتظار کیا مگر وہ نہ آئے میں جمیعت علماء پاکستان کا مرکزی جنرل سیکرٹری ہوں اور جنرل سیکرٹری کی حیثیت مگر ان اعلیٰ کی ہوتی ہے۔ میں نے ان لوگوں کے دھوکہ و فریب اور سازش کی وجہ سے بڑی تک و دو اور مشکل سے لاہور سے مہانوالی جا کر رات گیارہ بجے کاغذات ناخوشگوار جمع کرائے اور اسی دن رات بارہ بجے تک کاغذ جمع کرانے کی آخری تاریخ تھی۔

در حقیقت انہی عناصر نے مرکز میں پینل پارٹی کی جیت میں کلیدی کردار ادا کیا اور کئی حضرات پینل پارٹی کے اصل محسن ہیں اگر جونہو اپنے معاہدہ پر قائم رہتے اور عہدہ چھٹی نہ کرتے تو آج مرکز میں پینل پارٹی کی حکومت نہ ہوتی اور پاکستان عوامی اتحاد کے



ہاتھوں اسے زبردست شکست سے دوچار ہونا پڑتا۔ جمیعت اس سلسلہ میں مظلوم جماعت ہے۔ مسلم لیگ اور جماعت اسلامی کے مطابق انسان سیاست دانوں نے اسے ظلم کا نشانہ بنایا۔ ایک مشہور مقولہ ہے کہ جموٹ اس کثرت سے ہو کہ کچ بکھا جائے گئے انہوں نے اپنی بددیانتی، عہد شکنی اور اقتدار کی ہوس پر ہندو ڈالنے کے لیے قادیان جمیعت کے خلاف غیر اخلاقی و غیر انسانی سلوک کیا کہ جیسے چور شور پھانا شروع کر دے چور، چور، چور بہت سے سادہ لوگ اس پر فریب پھا بیٹھنے کی بجائے چڑھ گئے۔ عوام الناس چونکہ اصل حقائق سے نا آشنا ہیں ان کو اصل حقائق پر اپنی معلومات فراہم کرنا انتہائی ضروری تھا۔ اسی مقصد اور نصب العین کے تحت یہ مختصر رسالہ تحریر کیا گیا تاکہ حقیقی صورت حال واضح ہو سکے۔

علامہ نورانی نے بھٹو حکومت کی طرف سے ۲ کروڑ روپے ایک مرکزی وزارت اور ۲ صوبائی وزارتوں کو ٹھکرایا

بھٹو کے دور حکومت میں مولانا نورانی واحد قومی رہنما تھے جنہیں ختمہ اپوزیشن نے آپ کی طبی قابلیت کو دیکھتے ہوئے مختلف طور پر وزارت اعلیٰ کے الیکشن کے لئے ذوالفقار علی بھٹو کے مقابلہ میں اپنا امیدوار نامزد کیا علامہ نورانی نے وزارت اعلیٰ کا الیکشن لڑا اور بھٹو کے مقابلے پر چھنٹیس ووٹ حاصل کئے قومی اسمبلی کے اندر وہاں جہاں ختمہ اپوزیشن کے دیگر رہنما حزب اختلاف کا کردار ادا کر رہے تھے علامہ نورانی کی شخصیت ان سب میں نمایاں اور سر پرست تھی مسٹر بھٹو کو اسمبلی کے اندر اور باہر علامہ نورانی کی تیسری تنقید کا ہمیشہ نشانہ بننا پڑتا تھا۔ اس لئے وہ علامہ نورانی کی تنقید سے ہمہ وقت خائف رہتے تھے۔ علامہ نورانی کی حق و صداقت کی آواز کو دہانے کے لئے حکومت کی طرف سے آپ پر کی مرتبہ کا ظلم حملے کرائے گئے مگر آپ نے ظلم و تشدد کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور آپ اس دھاؤ سے نہ کبھی مرعوب ہوئے اور نہ کبھی جھکے بعد ازاں مسٹر بھٹو نے علامہ نورانی کو مختلف جیلوں، بہانوں اور لالچ کے ذریعے خریدنے کا پروگرام بنایا اس سلسلہ میں مسٹر بھٹو نے وزیر قانون عبدالحفیظ جی زارہ اور خان عبدالقیوم خان وزیر داخلہ (جو اس وقت بھٹو

حکومت سے سودا بازی کر کے دربارہ شاہ میں بک چکے تھے) کو علامہ نورانی کی طرف بھیجا کہ جیسے بھی ہو۔ علامہ نورانی کو حکومت کی مخالفت سے باز رکھا جائے اور حکومت کا ہم نوا و حامی بنانے کے لئے حرص و لالچ کا سبز باغ دکھایا جائے شاید وہ حکومت کی مخالفت چھوڑ دیں چنانچہ ان دو وزراء نے علامہ نورانی سے کہا کہ جناب آپ خواہ مخواہ حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں آپ بھی عیش و عشرت کی زندگی گزاریں۔ اور مسٹر بھٹو کی مخالفت چھوڑ دیں مسٹر بھٹو کی مخالفت نہ کرنے کے عوض ہم آپ کو یہ نوید سناتے ہیں کہ آپ دو کروڑ روپے نقد اور آپ جس رکن اسمبلی کی طرف اشارہ فرمائیں مرکز میں ایک وفاقی وزارت اور سندھ اسمبلی میں دو صوبائی وزارتیں دینے کے لئے تیار ہیں۔ علامہ نورانی نے درویشانہ جواب دیتے ہوئے ان سے فرمایا کہ آپ کی اس پیشکش پر میں تھوکتا بھی نہیں عوام کا مفاد بچ کر میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا اس طرح یہ خیروں کے سوداگر اپنے مشن میں ناکام ہوئے اور وزارت و کروڑوں روپے کی لالچ سے علامہ نورانی کے پختہ ارادوں اور اصولی موقف کی حیران نہ کر سکے۔

### قادیانیوں کی طرف سے پچاس لاکھ کی پیشکش

علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کی پیش کردہ قومی اسمبلی میں تاریخی قرارداد پر ۱۹۷۴ء کو قادیانی جماعت و لاہوری جماعت کے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا "قادیانی لاہوری گروپ کی طرف سے چند افراد علامہ نورانی سے ملے آئے ان میں تین چار سرکاری افسر بھی تھے ان میں سے ایک افسر نے علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا "جناب ہم نے سنا ہے کہ آپ نے اپنی قرارداد میں لاہوری گروپ کو بھی غیر مسلم قرار دیا ہے حالانکہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ لہذا آپ کی قرارداد میں ہمارا ذکر مناسب نہیں۔ آپ یوں کریں کہ اپنی قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں ہم آپ کو پچاس لاکھ روپے پیش کرتے ہیں۔ قادیان تحریک ختم نہایت عظیم حضرت علامہ شاہ احمد نورانی نے فرمایا کہ آپ کی پیشکش میرے جوتے کی ٹوک پر ہے اس لئے کہ میرا جوتا اس پیشکش سے زیادہ قیمتی ہے مرزا دیگی نبوت ہے اور جو اسے مہرہ، مصلح یا مسلمان مانتا ہے وہ بھی کافر



ہے اور میری قرارداد سے کوئی لفظ حذف نہیں ہوگا آپ لوگ یہاں سے نکل جائیں، وہ لوگ چلے گئے تو علامہ لورانی نے فرمایا کہ کئی ایسے سرکاری افسر ہیں وہ بار بار ان لوگوں کی سفارش کرتے ہیں کہ صاحب ان لوگوں کا آپ کیوں ذکر کرتے آئے ہیں یہ تو نبی نہیں مانتے لیکن الحمد للہ اللہ کریم جل جلالہ نے استقامت عطا فرمائی ہے یہ پیسے آتی جانی چیز ہے اصل دولت "دولت ایمان" ہے اور سرمایہ آخرت۔

(کتاب شاہ احمد لورانی حصہ اول صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸)

### شہداء تحریک نظام مصطفیٰ کے خون سے غداری کس نے کی؟

۵ جولائی ۱۹۷۷ء کو جنرل محمد ضیاء الحق نے بھٹو حکومت کا تختہ الٹ کر ملک پر مارشل لاء نافذ کیا۔ اور نوے روز کے بعد الیکشن کرانے کا وعدہ کیا۔ اقتدار کی ہوس میں جنرل صاحب قوم سے کیا ہوا وعدہ وفا نہ کر سکے اگر اس وقت مصطفیٰ الیکشن کرا دیئے جاتے تو قومی اتحاد یقیناً کامیاب ہو جاتا اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا راستہ ہموار ہو جاتا جب جنرل صاحب نے قومی اتحاد کی جماعتوں کو مارشل لاء کے زیر سایہ حکومت میں شمولیت کی دعوت دی اور جمیعت علماء پاکستان کے قائدین سے کہا کہ جمیعت کی مرکز میں چار وزارتیں ہیں آپ حکومت میں شامل ہو کر وزارتیں لے لیں مگر جمیعت کے سربراہ نے وزارتوں اور سفارتوں کی پیشکش سے بے نیاز ہو کر فرمایا کہ جمیعت چور دروازے سے غیر منتخب وزارتیں قبول نہیں کر سکتی۔ اور آپ نے وزارتیں لینے سے صاف انکار کر دیا۔ جمیعت علماء پاکستان تحریک استقلال اور این ڈی پی کے علاوہ جماعت اسلامی، جمیعت علماء اسلام اور قومی اتحاد میں شامل دیگر جماعتوں نے تحریک نظام مصطفیٰ کے شہداء کے مقدس خون سے غداری کرتے ہوئے اپنے ذاتی مفادات کے لئے مارشل لاء حکومت میں اپنی وزارتیں پکی کیں ابھی ان کی وزارتوں کو نو ماہ کا عرصہ ہی گزرا تھا کہ جنرل صاحب نے ان کو ذلیل و رسوا کر کے حکومت سے باہر نکال کر ان کو منطقی انجام تک پہنچا دیا۔ یہ لوگ اپنی نو ماہ کی وزارتوں کے دوران اسلام کے علمبردار جنرل سے شہداء تحریک

نظام مصطفیٰ کے لواحقین کو کوئی معاوضہ نہ دلوا سکے یہ وہ حقائق ہیں جو پاکستان کی تاریخ کا دردناک اور لرزا دینے والا باب ہے۔

### علامہ نیازی نے کہا میں رفیق ہاجوہ نہیں بننا چاہتا

جب مارشل لاء حکومت علامہ لورانی کو خریدنے میں ناکام رہی تو اس نے علامہ لورانی کی جماعت کے رہنماؤں کو فردا فردا خریدنے کی کوشش کی چنانچہ حکومت جمیعت کے بعض افراد کو اپنی تاحر مجلس شوریٰ میں شامل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ جمیعت کی مرکزی مجلس عاملہ و شوریٰ نے متفقہ فیصلہ کرتے ہوئے ان افراد کو جمیعت کی بنیادی رکنیت سے خارج کر دیا اس کے علاوہ جمیعت کے موجودہ مرکزی نائب صدر جناب پروفیسر شاہ فرید الحق کے پاس جنرل صاحب نے اپنے لٹا محمدے بھیج کر حکومت میں شمولیت کی دعوت دی جو انہوں نے ٹھکرا دی مارشل لاء والوں کی دعوت پر مجاہد ملت حضرت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی صاحب نے فرمایا کہ میں اپنی جماعت سے غداری کرتے ہوئے رفیق ہاجوہ بننا نہیں چاہتا جب حکومت نے علامہ نیازی صاحب سے بار بار حکومت میں شمولیت کے لئے اپنے وزیروں اور سفیروں کے ذریعے رابطہ کیا اور حتیٰ کہ آپ کو پنجاب کا گورنر بننے کی پرفریب نوید سنائی تو اس مرد آہن اور قانع محمد دار نے ٹھکراتے جواب دیا کہ "میں پہلے یزید کی بیعت کروں تو انن زیاد بنوں۔" میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۸ء تک یعنی اٹھارہ سالوں میں پیپلز پارٹی اور جنرل صاحب کی جانب سے جمیعت کے قائدین کو اٹھارہ مرتبہ وزارت و سفارت کی پیش کش کی گئی جو قائدین جمیعت نے ٹھکرا دی۔ جمیعت کے قائدین کا ماضی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ قائدین

تخت سکندری پر وہ تھوکتے نہیں ہیں یا رسول اللہ  
بستر لگا ہوا ہے جن کا حیرگی میں  
کیا خردے نے سمجھا ہے کیا حسن نے جانا ہے  
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر پہ زمانہ ہے



کا مصداق ہیں بلکہ بڑے سے بڑا آمر بھی نہ ان کو خرید سکا نہ اپنے موقف اور نظریہ سے ہٹا سکا۔ علامہ نورانی نے ۱۰ اپریل ۱۹۸۶ء کو جمعیت کے زیر اہتمام سوچی دروازہ لاہور میں تاریخی جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری جدوجہد کا مقصد خود اقتدار حاصل کرنا نہیں ہے بلکہ نظام مصطفیٰ ﷺ کو اقتدار میں لانا ہے اگر ہمیں ذاتی اقتدار میں آنا ہوتا تو بھٹو اور ضیاء حکومت کی طرف سے حکومت میں شامل ہونے کے لئے ہمیں بار بار دھوکا دی گئی اگر ہم چاہتے ہیں تو اقتدار میں شامل ہو جائے مگر ہم نے اصولوں پر سودا بازی نہیں کی اور حکومت میں شامل نہیں ہوئے اگر علامہ نورانی کو بکنا ہوتا تو وہ وزارت و میری لے کر بک جاتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا ان کی افکارہ سالہ بے داغ، بے ہاک سیاسی زندگی ہمارے سامنے روز روشن کی طرح واضح ہے۔

### ایک سنگین غلط فہمی کا ازالہ

ایک سنگین غلط فہمی کا ازالہ کرتا چلوں جو اکثر اوقات لوگ بغیر سوچے سمجھے مفاد پرست سیاست دانوں کا کردار دیکھتے ہوئے ہر کسی کو اس کا نشانہ بنا دیتے ہیں کہ جناب اس دور میں وہی شخص مؤمن ہے جس کے ہاتھ کچھ نہیں لگتا۔ مگر یہ جملہ ہمارے بزرگ قائدین پر پورا نہیں اترتا علامہ نورانی کو وزارت کی بار بار پیشکش کی گئی۔ علامہ غازی کو وزارت اور پنجاب کی گورنری پیش کی گئی اور پروفیسر شاہ فرید الحق کو بھی وزارت کی پیشکش کی گئی مگر ہمارے قائدین نے ان پیشکشوں کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

### ہم دربار مصطفیٰ میں بک چکے ہیں

علامہ نورانی نے ۱۹۷۹ء کو مصطفیٰ آباد (رائی پور) میں دو روزہ کل پاکستان میلااد مصطفیٰ ﷺ کا نفرنس اس سے قبل اور بعد اپنے خطبات میں کئی مرتبہ اس بات کا اعادہ کیا کہ ہم دربار مصطفیٰ ﷺ میں بک چکے ہیں۔ ہمارا خریدار خدا ہے اب دنیا کا کوئی حکمران ہماری بولی نہیں لگا سکتا ہم سرکارِ مدینہ ﷺ کے دربار کے بھکاری ہیں وہیں بک چکے ہیں اب ہمیں کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔

### جے یو پی نے پی پی پی اور ایم کیو ایم کی پیشکش کو مسترد کر دیا

۱۹۸۸ء کے عام انتخابات کے موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کی جانب سے جمعیت کو انتخابی معاہدے کی پیشکش کی گئی جسے قائدین جمعیت نے پیپلز پارٹی کے ساتھ کردار اور نظریاتی اختلاف کی بنا پر مسترد کر دیا اسی موقع پر کراچی و حیدرآباد سے ابھرے والی لسانی تنظیم ایم کیو ایم نے جمعیت سے انتخابی معاہدہ کی پیشکش کی اور علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب سے کہا کہ آپ اور پروفیسر شاہ فرید الحق دونوں مہاجر ہیں آپ ہماری مخالفت چھوڑ دیں ہم آپ کے مد مقابل کوئی بھی امیدوار کھڑا نہیں کرینگے بلکہ آپ ہی کی تائید و حمایت کریں گے اگر علامہ نورانی کو بکنا ہوتا تو ایم کیو ایم کی پیشکش کو قبول کر لیتے تو جمعیت کراچی میں قوی اسمبلی کی دو سیٹوں پر کامیاب ہو جاتی مگر اس کے برعکس علامہ نورانی نے جواب دیا کہ ہم نے مہاجر ہونے کا ثبوت لے لیا اب ہم صرف اور صرف مسلمان ہیں اور پاکستانی ہیں۔ آپ نے اپنی تقریروں، پریس کانفرنسوں اور انٹرویوز میں اس کی جامع وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نزدیک مہاجر، پنجابی، سندھی، بلوچی اور پنجتون کوئی قوم نہیں بلکہ روئے زمین پر بسنے والے مسلمان خواہ ان کا تعلق کسی بھی خلاء زمین سے ہو وہ مسلمان ہونے کے ناطے ایک قوم ہیں میں صرف اور صرف مسلم قومیت پر یقین رکھتا ہوں حضور ﷺ کی قتلائی ہی میری قومیت ہے اسلام کے دشمن مسلم قومیت کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے مسلمانوں کے اندر صوبائی، لسانی، برادری ازم اور قومیتوں کے فتنوں کو ابھار رہے ہیں جن سے ان کا مقصد مسلمانوں کے اندر تفاق ڈال کر پاکستان کو کمزور کرنا ہے اس سے قبل مشرقی پاکستان اسی سازش کے نتیجہ میں بنگلہ دیش بن گیا اسلام اور پاکستان کے دشمن باقی ماندہ پاکستان کے بھی ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں آپ نے مہاجر قومیت کا رد کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ مہاجر تو بے وطن ہوتا ہے افغانستان کے تین لاکھ مہاجرین روس کے ظلم و بربریت سے ٹھک آکر پاکستان میں مہاجر کیسوں میں پناہ گزین ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ جیسے ہی افغانستان کے حالات سازگار ہوں وہ اپنے وطن کو سدھاریں آپ اپنے آپ کو مہاجر کہہ کر اپنی بنیادی اساس سے محروم ہو گئے



آپ یہ کہیں کہ ہم پاکستانی ہیں وہ تمام حقوق جو ایک پاکستانی کا حق ہے وہ ہمیں دو۔

علامہ نورانی پر قاتلانہ حملے سنیوں کے لئے لمحہ فکریہ

علامہ نورانی کو عظام مصطفیٰ ﷺ کا پرچار کرنے اور مختلف قومیتوں کے فتنوں کے خلاف نعرہ حق بلند کرنے کی پاداش میں کراچی کی ایک لسانی تنظیم نے بے یو پی کی رابطہ عوام ہم کے دوران جمعیت کے کامیاب جلسوں سے بڑھ کر ۲۲ ستمبر ۱۹۸۸ء کی رات آرسی گراؤنڈ طبر کراچی میں جمعیت کے زیر اہتمام جلسہ عام پر جلسہ گاہ کے قریب واقع شیخوں کے امام ہاؤس سے اس وقت گلاشکوٹوں اور دیگر جدید اسلحہ سے سچ پر حملہ کر دیا جب سچ پر علامہ نیازی صاحب تقریر فرما رہے تھے قاترنگ کے نتیجے میں جمعیت علماء پاکستان کراچی ڈسٹرکٹ ایسٹ کے نائب صدر شہداء اللہ شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور چھ کارکن زخمی ہو گئے علامہ نیازی صاحب کا ہاتھ بھی شرہ لگنے سے زخمی ہو گیا علامہ نورانی سچ سے اٹھے اور بائیک کے سامنے آکر مولانا نیازی سے فرمانے لگے مولانا آپ کی تقریر کا وقت ختم ہو گیا ہے اب میری باری ہے علامہ نورانی نے گولیوں کی بوچھاڑ میں خطاب کیا اور صلوٰۃ وسلام و دُعا خیر بھی کی۔ جلسہ کے بعد سرپیندوں خنڈوں نے شامیانوں، قاتلوں، دریوں، لاؤڈ سپیکروں اور جلسہ گاہ کے باہر کھڑی ہوئی گاڑیوں کو بھی نذر آتش کر دیا۔ ایک جیٹی شاہد کے مطابق جو قاترنگ کے دوران سچ پر موجود تھا شہداء اللہ خان شہید کے قاتلوں نے قاترنگ کا رخ براہ راست علامہ نورانی کی طرف کیا ہوا تھا چاروں طرف سے سچ پر گولیاں برسائی جارہی تھیں علامہ شاہ احمد نورانی کے دائیں اور بائیں کندھے کے قریب سے گولیاں گزر رہی تھیں۔ علامہ نورانی کی یہ ذمہ داری تھی کہ دشمنوں کے شدید قاتلانہ حملے میں بھی کسی گولی نے آپ کے جسم کو چھوا تک نہیں۔

اس المناک واقعہ کے تیسرے روز نامعلوم خنڈوں نے علامہ نورانی کو غورزدہ اور ہراساں کرنے کے لئے ۲۳ ستمبر ۱۹۸۸ء کو رات اڑھائی بجے علامہ نورانی کے گھر پر اندھا دھند قاترنگ کی اور گولیوں کے پچاس راؤنڈ چلائے قائم اہل سنت علامہ نورانی پر تیسرا قاتلانہ حملہ اس وقت ہوا جب آپ ۲۶ رمضان المبارک کو گجہار کراچی میں بعد نماز عصر

### مقصد دوم

میں یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ اس شرعی امام کا تقرر کیوں واجب ہے اور اس کے فرائض کیا ہوں گے۔ حقائق کلمی میں ہے۔

و المسلمون لا بد لهم من امام يقوم بعقيد احكامهم واتامة حدودهم وسد ثغورهم وتجهيز حيو شهر داخل صد قاتهم وقهر المغلبة والمتطوعة وقضاء الطريق واتامة الجمع والاعياد و قطع المنازعات الواقعة بين العباد وقبول الشهادات القائمة على الحقوق وتزويده الصغار والصفار الذين لا اولياء لهم وقسمة الغنائم ونحو ذلك من الامور التي لا يتولاه احوال الامم

اس طویل عبارت میں دو چیزوں کا ذکر ہے اول یہ کہ تقریر امام کیوں واجب ہے دوم یہ کہ امام کے ذمہ کیا فرائض ہوں گے۔ امر اول کی تفصیل یہ ہے کہ تقریر یا تیرہ واجب ایسے ہیں جو کہ امام پر موقوف ہیں اور امام ان واجبات کا موقوف علیہ ہے اور قبل ازیں گزر چکا ہے کہ واجب کا موقوف علیہ بھی واجب ہوتا ہے تو چونکہ تقریر امام واجب ہے لہذا مسلمانوں پر ضروری ہوا کہ تقریر امام سے اپنا واجب ادا کریں۔ امر دوم کی تفصیل یہ ہے کہ مذکورہ بالا واجبات امام کے فرائض میں داخل ہیں اور اخیر امام کے دوسرا آدمی ان فرائض کو ادا نہیں کر سکتا اب ان تیرہ امور کی تفصیل ملاحظہ ہو جو کہ امام کے فرائض میں داخل ہیں اور تقریر امام پر موقوف ہیں۔

### اول

امام کا کام یہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں کے احکام نافذ کرے گا۔

### دوم

شرعی حدود قائم کرے گا مثلاً چندی اور زنا اور شراب کی حدیں۔

### سوم

اسلامی ملک کی سرحدوں کی حفاظت کرے گا۔



چہارم

اسلامی فوج کے لیے اسلحہ اور دوسری ضروریات کا انتظام کرے گا۔

پنجم

ذکوۃ اور عشر اور خراج وصول کرے گا۔ ہانچوں، چوروں اور ڈاکوؤں کی سرکوبی کرے گا۔

ششم

جمعہ اور عید کا نظم کرے گا۔

دہم

لوگوں میں جو جھگڑے ہیں ان کا قطعی اور حل پیش کرے گا

یازدہم

حقوق پر شہادتیں قبول کرے گا۔

دوازدہم

جن تائبانہ لڑکوں اور لڑکیوں کے ولی نہیں ہیں ان کے نکاح کرے گا۔

بیزدہم

مال قیمت کی تقسیم کرے گا اور اس کے بغیر کسی اور امور بھی ہیں جن کو ہر آدمی سرانجام نہیں دے سکتا اور امام سرانجام دے سکتا ہے۔ چونکہ تاحال پاکستان میں شرعی اور ہاشرات امام نہیں ہے لہذا اس کو ذکوۃ اور عشر اور خراج اور دوسرے مواجب ادا کرنے مسلمانوں پر ضروری نہیں البتہ اگر ادا کر دیئے جائیں تو جائز ہے۔ اس مقصد دوم سے ثابت ہوا کہ اسلامی قانون اور نظام مصطفیٰ ﷺ کو ہر آدمی نافذ نہیں کر سکتا بلکہ یہ کام منتخب امام کا ہے تو گویا اسلامی آئین کی بنیاد اور پہلی اصل تقرر امام ہے اور اگر بغیر تقرر امام کے نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کیا جائے تو اس کی مثال یہ ہے جیسے بغیر بنیاد کے دیوار تعمیر کی جائے

اور ہر آدمی شرعی امام اور سربراہ مملکت نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے لیے شرائط ہیں جن کا بعد میں ذکر کیا جائے گا۔ اب یہاں مختصر نمائش پر ایک اعتراض ہوتا ہے کہ مختصر نمائش یہ متن ہے اور متن میں اختصار ہوتا ہے لیکن امامت کے مسئلہ کو طوالت سے کیوں ذکر کیا گیا ہے تو شارح تہر اس نے اس کا جواب ان الفاظ میں دیا ہے۔

وقد اطلب المصنف اطفا بالانصاف خلاصہ یہ کہ متن مختصر ہوتے ہیں اور المختصر تنصیف علی الاعتناء بنصب مصنف مختصر نے امامت کے مسئلہ کو الاعتناء و ارشاد الائمة الی ما یجب طوالت سے بیان فرمایا ہے اس کی کیا وجہ ہے تو جواب یہ ہے کہ اس طوالت کے دو علل ہیں۔

اولی

تمام مسلمانوں کو متنبہ کرنا ہے کہ امام کا تقرر بڑا مقصودی امر ہے اور تم پر واجب ہے لہذا اس سے غافل نہ ہونا۔

دوم

ائمہ کو رہنمائی کرنی ہے کہ تم پر جو تیرہ چیزیں واجب ہیں ان کو کا حق ادا کرنا۔ مختصر نمائش کے مصنف نے جو امامت کا مسئلہ طویل عبارت میں ذکر کر کے اس کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا ہے انہوں نے اس صدی کے پانچ بزرگ علماء و مشائخ نے ۲۲ تاریخ کے اجلاس میں اس کو محسوس نہیں کیا اور سارا وقت حقی سیاست میں ضائع کر کے عورت سربراہ مملکت نہیں ہو سکتی۔ صرف اہلسنت میں اشتکار کو ہوا دے کر کار بے خبر کا ارتکاب کیا۔ پرانے علماء و مشائخ کا طریقہ وصل اور باہمی محبت تھا لیکن اس صدی کے علماء و مشائخ کا طریقہ امتیاز فصل اور باہمی افتراق اور اشتکار ہے گویا کہ اس صدی کا تصوف بھی تبدیل ہو گیا ہے پرانا تصوف تو یہ تھا۔

بنس القاصد علی باب الامیر عبد الامیر یعنی برا شیخ وہ ہے جو امراء کے دروازوں کا چکر لگاتا ہے اور اچھا امیر وہ ہے جو کہ مشائخ کے دروازوں پر حاضری دیتا ہے۔



یہ تو پرانا تصوف تھا اب نیا تصوف اور اس کا ذریعہ مسئلہ ملاحظہ ہو۔

عبدالقدیر علی باب اللہ بن اللہ علی باب اللہ  
یعنی بڑا اور نامی گرامی شیخ وہ ہے جو کہ  
امراء کے دروازوں پر حاضری دیتا ہے  
اور بڑا امیر وہ ہے جو کہ مشائخ کے در کی  
حاضری دے۔

حضرت خواجہ غانی سیالوی قدس سرہ کے پرانے تصوف کے حلق چتر ٹھیلہ بنگالی  
مقلد ہیں چونکہ جدید ذہنوں پر فہم ہیں لہذا ان کو یہاں نقل نہیں کیا جاتا۔ خلاصہ یہ کہ  
جس مسلمان کو اپنے امام زمانہ کی معرفت ہے اس کی موت اسلامی اور ہدایت کی موت  
ہے اور جس کو یہ معرفت حاصل نہیں ہے اس کی موت جاہلیت کی موت اور خلافت کی  
موت ہے یہ حکم تو ایک عام مسلمان کا ہے اور پھر علماء اور مشائخ کو تو یہ معرفت بطریق  
اولیٰ حاصل ہونی چاہیے۔ حیرت ہے کہ ۲۲ مارچ کے علماء و مشائخ نے اس امر پر اتفاق  
کیا عورت سرمدہ مملکت نہیں ہو سکتی لیکن شیطان نے یہ امر ان کے ذہن سے نکال دیا  
ہے کہ آخر سرمدہ مملکت کون ہونا چاہئے تاکہ اس کی معرفت حاصل کر کے مسلمان جاہلیت  
اور خلافت کی موت سے بچ جائے اور اسلامی موت سے سرفراز ہو تو جو علماء و مشائخ حتیٰ  
پہلو پر بھٹ کرتے ہیں اور مثبت پہلو کو نظر انداز کرتے ہیں۔ مظلوم ہوا کہ ان کو اس سے  
کوئی دل چسپی نہیں کہ ان کی موت اسلامی ہو یا جاہلیت کی موت ان کو پریم صرف ایک  
عورت سے ہے کہ وہ سرمدہ اور حکمران نہیں ہو سکتی۔ ایسے جم غفیر کو جن کو اپنی موت کی  
پردہ نہیں کہ اسلامی ہو یا کہ جاہلیت کی اور وہ اہل سنت میں انتشار پھیلا رہے ہیں ان کو  
علماء و مشائخ کہنا علماء و مشائخ کی تو ہیں ہے۔ غور فرمائیں کہ امامت کا مسئلہ بغیر اتحاد اہل  
سنت کے حل نہیں ہو سکتا اب جو علماء و مشائخ ۲۲ مارچ کو اجلاس لاہور میں جمع ہوئے بندہ  
ہا ادب ان سے دریافت کرتا ہے کہ وہ اتفاق اور اتحاد اہل سنت کے لئے جمع ہوئے یا کہ  
افتراق و انتشار اہل سنت کے لیے۔ شق اول بدیہی المہملان ہے کیونکہ ان مشائخ کا جو  
سرمدہ ہے اور جس کی کوشش سے اجلاس لاہور منعقد ہوا اخباری اطوار کے مطابق اس

نے برملا کہا ہے کہ علامہ نورانی کے ساتھ ہمارا اتحاد نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں اجلاس لاہور  
میں جو علماء و مشائخ مجتمع ہوئے ان کے درمیان نقطہ اتحاد صرف اور صرف بغضِ علامہ  
نورانی تھا پھر ان سے اصلاح اور اتفاق کا تصور ہی نہیں ہو سکتا تو اب شق ثانی تحقیق ہوئی  
کہ یہ اجتماع لاہور صرف اور صرف افتراق اور انتشار کے لئے تھا اور فرقہ باطنیہ کی پیٹھ  
ٹھونکنے کے لیے تھا کہ بعض نورانی پر ڈٹے رہتا ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر یہ جم غفیر علماء و  
مشائخ اجلاس لاہور میں شامل نہ ہوتا تو فرقہ باطنیہ ایک دن میں اپنی موت آپ مر جاتا  
ان علماء و مشائخ کی شمولیت سے اس بیماری کو چند دن کی حیات ضرور مل گئی ہے اب  
انتظار ہے کہ اس کا جنازہ کب نکلا ہے۔ بندہ کی شری رائے یہ ہے کہ فرقہ باطنیہ یا تو  
ندامت کے ساتھ حق کی طرف رجوع کرے گا اور بصورت دیگر ان شاء اللہ تعالیٰ ختم ہو  
جائے گا غور فرمادیں کہ جو علماء و مشائخ ۲۲ مارچ کے اجلاس لاہور میں شریک ہوئے ہیں  
سب کی زبان پر کلام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کا دعوٰی ہے اور اس کلام مقدس کو صرف اور  
صرف شری امام جامع شرائط ہی نافذ کر سکتا ہے اور تقرر امام اتحاد اہل سنت پر موقوف  
ہے تو نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ کلام مصطفیٰ ﷺ اتحاد اہل سنت پر موقوف ہے اور انتشار اہل سنت  
کلام مصطفیٰ ﷺ کا دشمن ہے تو چونکہ یہ علماء و مشائخ انتشار اہل سنت کا سبب بنے ہیں لہذا  
یہ لوگ اس کلام مقدس کے دشمن ہیں لہذا ان کو یہ امر ذیہب نہیں دیتا کہ وہ کلام مصطفیٰ کا  
دعویٰ کریں۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے نہ تو کبھی امراء اور حکام کے دروازوں کا چکر لگایا  
ہے اور نہ ہی انہوں نے اہل سنت میں انتشار پیدا کرنے کی کوشش کی، البتہ انہوں نے  
اصولوں پر کبھی سودے بازی نہیں کی جس نے اصولوں کی خلاف ورزی کی اس کو سزا  
دینے میں انہوں نے کبھی تاہل نہیں کیا۔ اگرچہ وہ بڑا عہدیدار کیوں نہ ہوں اور اس کا  
نام انتشار نہیں ہے بلکہ کلام عدل ہے تقریباً ہر سیاسی پارٹی اختلاف کی وجہ سے متعدد  
پارٹیوں میں تبدیل ہوئی ہے اور جمیعت بھی اس سے منسلک نہیں ہے لیکن جمیعت کا باغی  
نولہ نہایت قلیل ہے اور اہل سنت کا سواد اعظم اب بھی علامہ شاہ احمد نورانی کے ساتھ  
ہے۔ بندہ کو اعتراف ہے کہ میرے مضمون میں بظاہر علماء و مشائخ کی گستاخی کی گئی ہے  
اور بعض سنا عین اس فقیر کے خلاف پروپیگنڈہ بھی کریں گے اس کا ایک جواب تو بندہ



میں مضمون کے آخر میں آئے گا چند جوابات یہاں ملاحظہ ہوں۔

### جواب اول

علماء و مشائخ خطاء سے مصوم نہیں ہیں ان سے خطا مرزد ہو سکتی ہے بلکہ ہوتی ہے تو ان کو ادب کے ساتھ خطا پر متنبہ کرنا یہ گستاخی نہیں ہے بلکہ یہ حقیقی احترام ہے کیونکہ جس آدمی پر تنقید نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ میری ہر بات درست ہوتی ہے اور تنقید سے بالاتر ہے تو وہ احتیاط سے کام نہیں لیتا لہذا خطاء کا احتمال زیادہ ہوتا ہے اور اگر اس کو علم ہو کہ میری بات پر تنقید ہوگی تو وہ ہر بات سوچ کر اور احتیاط سے کرے گا اور یہی اس کے حق میں بہتر ہے تو جو علماء و مشائخ ۲۳ مارچ کے اجلاس میں شریک ہوئے اور اس سے اہل سنت میں افتراق پیدا ہوا۔ یہ ایک خطا تھی تو بندہ نے پورے احترام کے باوجود اس خطا پر ان علماء و مشائخ کو متنبہ کیا ہے اور خطا کی تنگی کی وجہ سے اس پر بھیج کر ضروری تھی اور اس کو گستاخی کہنا اس صدی کا تصوف ہے جو تصوف قدیم کے الٹ ہے۔

### جواب دوم

بندہ کا نظریہ یہی ہے کہ علماء و مشائخ کا احترام لازم ہے لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ اور اس کے حبیب ﷺ کا احترام علماء و مشائخ کے احترام سے بہت زیادہ ہے لہذا فقیر کے نزدیک اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام بیان کرنے میں اگر بظاہر علماء و مشائخ کی گستاخی لازم آتی ہو تو کوئی قہاحت نہیں ہے۔ اور کسی کا احترام احکام شریعہ بیان کرنے میں مانع نہ ہونا چاہیے۔

### مقصد سوم

اس مقصد میں اب امام کے شرائط بیان کئے جاتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ ہر آدمی نہ تو امام شری ہو سکتا ہے اور نہ ہی اسلامی آئین نافذ کر سکتا ہے۔ عقائد نسلی میں ہے۔ ثم ینبغی ان یکون الامام ظاهراً یرجم الیہ لامعتلاً ولا معتظراً ویکون من قریب ولا ینکون من غیرہم ولا ینتص علی ہاشم واولاد علی رضی اللہ عنہم  
خلاصہ عبادت یہ ہے کہ امام ظاہر ہونا چاہیے تاکہ لوگ اپنے مسائل میں اس کی

طرف رجوع کریں اور امام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ نہ ہو پھر بھی نہ ہو یعنی اس وقت تو لوگوں کے سامنے نہ ہو لیکن مستقبل میں اس کے نکلنے کا انتظار ہو اور وہ قریش سے ہوگا اور غیر قریشی نہیں ہوگا اور امام کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ بنی ہاشم سے ہو یا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہو۔ یہ جو ذکر کیا گیا ہے یہ اہل سنت کا مذہب ہے اور اہل شیعہ اس امر پر متفق ہیں کہ امام کا قریشی ہونا ضروری ہے اس کے بعد اہل شیعہ کے دو مذہب ہیں۔ اول یہ کہ امام کے لئے ضروری ہے کہ بنی ہاشم سے ہو غیر ہاشمی امام نہیں ہو سکتا۔

مذہب دوم یہ کہ امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد سے ہو چونکہ اہل سنت کے نزدیک یہ دونوں مذہب باطل ہیں اس لئے متن میں دونوں مذہبوں کے رد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ شرح عقائد میں ہے۔ یعنی لا یشرط ان یکون الامام قریشاً لقوله علیہ الصلوٰۃ والسلام الامۃ من قریش وهذا وان کان عبداً واحداً لکن لعلواہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ محتاجہ علی الانصار ولم ینکرہ احد انصار مجتمعا علیہ ولم یخالف فیہ الاہل ہارون وبعض المعتزلہ ولا یشرط ان یکون ہاشمیا او علویا لکما ثبت بالدلیل من خلاۃ ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم مع انہم لم ینکونوا من بنی ہاشم وان کانوا من قریش

متن عقائد نسلی میں تین دھڑے تھے شارح عقائد علامہ گھٹازانی نے ہر ایک پر دلیل ذکر کی ہے۔ دھڑی اول کہ امام کے لئے یہ ضروری ہے کہ قریش سے ہو اور غیر قریش سے نہ ہو اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر ایک امام قریش سے ہوگا اس دلیل کی مدار اس امر پر ہے کہ الامتہ پر جو ال ہے وہ استغراق کے لئے ہے اور اس وقت امام کا ہر فرد قریشی ہوگا اور غیر قریشی امام نہیں ہو سکے گا۔ اب اس دلیل پر اعتراض ہوتا ہے اور شارح گھٹازانی نے اس کا جواب دیا اعتراض یہ ہے کہ مسئلہ امامت اہل سنت کے نزدیک اگرچہ فروعات سے ہے اور حدیث الامتہ من قریش۔ یہ خبر واحد ہے اور متن کی مفید ہے اور جو مسائل فروعات سے ہیں وہ دلیل نقلی سے ثابت ہو جاتے ہیں تو امام کا قریشی ہونا اہل سنت کے نزدیک تو خبر واحد سے ثابت ہو جائے گا لیکن اہل شیعہ کے



نزدیک یہ مسئلہ اصول اعتقاد سے ہے اور اس کے لئے دلیل قطعی کا ہونا ضروری ہے تو امام کے قریشی ہونے کا مسئلہ اہل شیعہ کے نزدیک اس خبر واحد قطعی سے کیسے ثابت ہوگا تو شارح تفتازانی نے اس کا یہ جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد انصار نے مہاجرین کو کہا کہ (معا امیر و معکد امیر) یعنی اب ایک امیر نہیں ہوگا بلکہ دو امیر ہوں گے ایک ہم سے یعنی انصار سے اور ایک دوسرا امیر تم سے ہوگا یعنی مہاجرین سے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انصار کے خلاف حدیث الامۃ من قریش سے استدلال کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ مہاجرین سے ہی امام ہوگا کیونکہ وہی قریش ہیں اور امام انصار سے نہیں ہو سکتا کیونکہ انصار قریش نہیں تھے تو اس حدیث کا کسی نے انکار نہ کیا تو اس حدیث پر اجماع صحابہ ہوا تو اب یہ حدیث قطعی ہوگی اور یقین کا قاعدہ دے گی تو اب اہل شیعہ کے نزدیک بھی اس حدیث شریف سے استدلال درست ہوگا خلاصہ جواب یہ ہوگا کہ یہ حدیث اگرچہ باہتمام اصل کے خبر واحد اور مفید قریب ہے لیکن جب اس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا تو اب یہ خبر یقین کا قاعدہ دے گی البتہ غماریں اور بعض مغرور قریش والی شرط کے منکر ہیں اب اس تصریح سے معلوم ہو گیا کہ اس دور میں اگر کوئی آدمی قریش کی شرط کا انکار کرے تو وہ خارجی ہوگا یا معتزلی اہل سنت ہرگز نہیں ہو سکتا علامہ تفتازانی نے جو جواب دیا ہے صاحب فہر اس نے اس کو ان الفاظ سے رو کیا ملاحظہ ہو۔

وہما بحث وهو ان جعلہ غیر الاحاد من قتله تعہم الاحادیث کما هو علی المتکلمین فانہ حدیث متواتر رواہ نحوار بعین صلی اللہ علیہ وسلم کما فی الصواعق  
خلاصہ اعتراض یہ ہے کہ علامہ تفتازانی کا اس حدیث کو اصل سے خبر واحد کہنا درست نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تفتازانی متکلمین سے ہے اور متکلمین متبع حدیث میں کمزور ہوتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں فرمایا کہ یہ حدیث متواتر ہے اور اس کو تقریباً چالیس صحابہ نے روایت کیا ہے اور خبر متواتر باہتمام اصل کے یقین کا قاعدہ دیتی ہے خلاصہ اعتراض یہ کہ علامہ تفتازانی نے حدیث الامۃ من قریش کو اصل کے لحاظ سے قطعی اور خبر واحد قرار دیا اور اجماع صحابہ کے لحاظ سے قطعی قرار دیا یعنی یہ

حدیث صرف ایک وجہ سے قطعی ہے اور صاحب فہر اس نے بحوالہ ابن حجر اس حدیث کو دو درجہ سے قطعی قرار دیا۔ یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ حدیث متواتر بھولہ آیت قرآنی ہے اور اس کے انکار سے کفر کا خطرہ ہے اور اس کے علاوہ اس پر اجماع صحابہ بھی ہے اور اس اجماع کا انکار بھی کفر کے خطرہ سے خالی نہیں ہے تو صاحب فہر اس کی تحقیق کے مطابق اس حدیث کا انکار دو وجہ سے کفر کا سبب ہے اور علامہ تفتازانی کی تحقیق کے مطابق اس حدیث کا انکار صرف ایک وجہ سے کفر کا سبب ہے یہاں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صرف اجماع صحابہ ہے کوئی خبر متواتر نہیں ہے اس کے باوجود اس خلافت کا انکار کفر ہے اور امام کا قریش سے ہونا اجماع صحابہ سے بھی ثابت ہے اور خبر متواتر سے بھی تو نتیجہ یہ ہوا کہ امام کے قریش سے ہونے کی قطعیت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی قطعیت سے زیادہ ہوگی تو اس کے منکر کو بطریق اولیٰ کفر کا خطرہ ہے۔ مقصد سوم میں تین دعوے تھے علامہ تفتازانی نے ہر ایک پر دلیل دی دہوی اول یہ تھا کہ امام کے لئے قریشی ہونا ضروری ہے اور غیر قریشی امام نہیں ہو سکتا اس دہوی پر دلیل حدیث الامۃ من قریش اور لفظ الامۃ پر ال اشتقاق کا ہے اس دلیل پر ایک اعتراض تھا اور اس کے دو جواب دیئے گئے جو اب اول علامہ تفتازانی نے دیا اور جواب دوم ابن حجر اور صاحب فہر اس نے دیا اب دلیل اور اعتراض و جواب سے چند امور واضح ہوئے غور فرمادیں۔

امر اول جب انصار نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حدیث ساحت کی تو اس پر کوئی اعتراض نہ کیا کہ قریش میں کون سی خصوصیت ہے جو کہ غیر قریش میں نہیں ہے جس کی وجہ سے قریش امامت کے مستحق ہیں اور غیر قریش مستحق نہیں ہیں۔ بلکہ انصار نے بغیر چوں چما اس حدیث کو تسلیم کر لیا اور اپنے مطالبہ امامت سے دستبردار ہو گئے ان کا ایمان تھا کہ چونکہ آنحضرت ﷺ نے قریش کو مستحق امامت ٹھہرایا تو لازمی طور پر قریش میں کوئی خصوصیت ہے جو کہ غیروں میں نہیں ہے اگرچہ ہم کو وہ خصوصیت معلوم نہیں ہے برخلاف آج کل کے جدید ذہن کے کہ یہ ذہن اس فرمان نبوی کو آسانی سے تسلیم نہیں کرے گا بلکہ یہ کہے گا کہ سب مسلمان برابر ہیں لیکن بعد اس جدید ذہن کو کہتا ہے کہ اس فرمان نبوی



میں شک سے تمہارے ایمان کو خطرہ لاحق ہو جائے گا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ہمارے ایمان میں بھی فرق ہے اور دم یہ درست ہے کہ عورت امام نہیں ہو سکتی لیکن یہ خبر واحد سے ثابت ہے اس پر کوئی خبر متواتر نہیں ہے اور ہاشمی کا امام ہونا اور غیر ہاشمی کا امام نہ ہونا یہ خبر متواتر سے ثابت ہے پاکستان میں آج کل جتنے سربراہان ہوئے بندہ کے خیال میں کوئی بھی ہاشمی نہیں تھا بلکہ سب غیر ہاشمی تھے اس کے باوجود جو علماء اور مشائخ ۲۲ مارچ کو اجلاس لاہور میں شریک ہوئے انہوں نے اور ان کے آہاد اجداد اور مشائخ نے ان تمام غیر ہاشمی سربراہان مملکت کی سربراہی کو تسلیم کیا اور کسی کے خلاف کوئی فتویٰ نہ دیا لیکن آج یہ لوگ عورت کی سربراہی کے خلاف شور مچا رہے ہیں بندہ ان علماء و مشائخ کو چیلنج کرتا ہے کہ وہ فرق تائیں کہ انہوں نے اور ان کے آہاد و مشائخ نے غیر ہاشمی کی سربراہی کو تو تسلیم کر لیا حالانکہ یہ خبر متواتر کے اور اجماع اصحاب کے خلاف ہے جس کا انکار کفر ہے اور عورت کی سربراہی کے خلاف شور مچایا ہوا ہے حالانکہ یہ خبر واحد کے خلاف ہے جس کا انکار کفر نہیں ہے خلاصہ یہ کہ تم نے اور تمہارے اکابرین نے حدیث متواتر کو تو نظر انداز کر دیا اور خبر واحد کو اچھا لالو یہ یا تو جہالت پر مبنی ہے کہ تم کو اس حدیث کا علم تک نہیں اور یا یہ حاد پر مبنی ہے یعنی اس عورت کے ساتھ حاد اور ذاتی خاصیت ہے جن علماء و مشائخ میں کوئی مہیت ہے وہ بندہ کے اس چیلنج کا جواب دیں۔

امر سوم آج کل سربراہ دو قسم کے ہیں اول سربراہ مملکت جس کو صدر کہا جاتا ہے دوم سربراہ حکومت جس کو وزیراعظم کہا جاتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ مسلمانوں پر جو تقرر امام واجب ہے اور وہ عورت نہیں ہو سکتی اور اس امام کا قریبی ہونا ضروری ہے کیا اس سے مراد ہر ایک سربراہ ہے یعنی صدر اور وزیراعظم ہر دو کا شرعی امام ہونا لازمی ہے یا ان سے صرف ایک کا شرعی امام ہونا ضروری ہے تو پھر وہ کون ہوگا صدر یا وزیراعظم اور تیسری صورت یہ ہے کہ ہر ایک مستقل امام نہ ہو بلکہ ہر دو کا مجموعہ امام ہو اب بندہ اس پر بحث کرتا ہے مگر ارشاد یہ ہے کہ ایک یہ ایک مسئلہ حقیقت ہے جس سے انکار کوئی جاہل ہی کر سکتا ہے کہ ہر شے کی پہچان اس کی تعریف سے ہوتی ہے اب دیکھنا ہے کہ امام کی تعریف کیا ہے اگر وہ

تعریف ہر ایک پر صادق آئے تو دونوں مستقل طور پر امام ہوں گے اور اگر تعریف صرف ایک پر صادق آتی ہے نہ دوسرے پر تو وہی امام ہوگا۔

یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ نصب امام کا مسئلہ دراصل علم فقہ کا مسئلہ ہے کیونکہ نصب امام افعال مکلفین سے ہے اور افعال مکلفین کی بحث علم فقہ میں ہوتی ہے لیکن چونکہ اس مسئلہ میں اختلاف بہت ہے اور اس میں اعتقاد کے خراب ہونے کا خطرہ ہے اس لئے مسئلہ امامت کی تفصیل علم کلام میں ہے اور علم فقہ میں اس کا ذکر اجمال کے طور پر آئے گا۔ اب امامت کی تعریفیں ملاحظہ ہوں۔ تعریف اول درختار میں ہے۔

الامامۃ صغریٰ و کبریٰ فلاکبری استحقاق تصرف عام علی الامامہ علی الخلق شامی میں ہے:

وهو متعلق بتصرف لااستحقاق لان المستحق عليه الامامہ لايعبر به ولا يعامر للاعتبار ان يقال عام بكل الامامہ

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ امامت میں مخلوق پر تصرف عام کا استحقاق ہوتا ہے اور لفظ علی الامامہ یہ تصرف کے متعلق ہے نہ کہ استحقاق اور عام کے متعلق کیونکہ اگر استحقاق کے متعلق ہوتا تو یہ معنی ہوگا مخلوق پر استحقاق تصرف عام ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ لوگوں پر طاعت امام ضروری ہے نہ کہ امام کا تصرف اور اگر اعلیٰ الامامہ متعلق استحقاق کے ہوتا تو یہ معنی ہوگا کہ لوگوں پر مستحق تصرف امام ہے اور لفظ عام کے متعلق بھی نہیں ہے کیونکہ عام کا صلہ ہر آتا ہے نہ کہ مل چنانچہ مجاورہ سے عام بلکہ الاطلاق خلاصہ تعریف یہ ہوا کہ امامت میں لوگوں پر تصرف عام کا استحقاق ہوتا ہے جس کو لوگوں پر تصرف خاص کا استحقاق ہو وہ امام نہیں ہے۔ شامی میں تعریف کے جنس اور فصل کو اس طرح بیان کیا۔ (وخرج بقيد الموم محل القضاء والا مارة) یعنی عموم کی قید اس لئے لگائی تاکہ قاضی اور امیر خارج ہو جائے کیونکہ ان ہر دو کو تصرف عام کا استحقاق نہیں ہوتا بلکہ تصرف خاص کا استحقاق حاصل ہوتا ہے کیونکہ جس علاقہ کا قاضی اور حاکم مقرر کیا گیا ہے اس کا حکم صرف انہی لوگوں پر ہوتا ہے



ہوگا جو اس علاقہ کے رہنے والے ہیں نہ کہ سارے ملک پر اب عورت اور غیر قریشی امام تو نہیں ہو سکتے۔ لیکن کسی خاص علاقہ کے قاضی اور حاکم ہو سکتے ہیں تو جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورت بالکل حاکم نہیں ہو سکتی ان کا یہ قول دین سے بے خبری پر مبنی ہے اور وہ نام نہاد علامہ ہیں۔ تعریف دوم موافق اور شرح موافق میں ہے۔

الامامة رياسته عامته في امور الدين والدنيا لشخص من الافاض القيد المصور احتراز عن القاضي والردمس وغيرهما والقيد الامور احتراز عن كل الامعة اما عزلوا الامام عند فسقه فان الكل ليس شخصاً واحداً

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ امامت یہ ہے کہ ایک شخص کے لئے دین اور دنیاوی امور میں ریاست اور سرداری عام حاصل ہو کوئی دینی اور دنیاوی شعبہ اس کی ریاست سے خارج نہ ہو اس کے بعد تعریف کے جنس اور فصل بیان کرتا ہے کہ عموم کی قید سے قاضی اور رئیس اور ہر وہ آدمی خارج ہو گیا جس کو بادشاہ نے کسی خاص علاقہ پر سردار مقرر کیا ہو اب اس تعریف سے بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ امام نہیں ہو سکتے جیسے عورت اور غیر قریشی یہ لوگ قاضی اور کسی خاص علاقہ کے رئیس اور حاکم ہو سکتے ہیں اور جو آخری قید ہے شخص من الافاض اس سے مجموعہ امت خارج ہوگی کیونکہ ساری امت مجموعی طور پر امام نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ایک شخص نہیں ہے بلکہ متعدد اشخاص کا مجموعہ ہے اس تعریف سے یہ امر واضح ہو گیا کہ امام صرف ایک ہوگا متعدد امام نہیں ہو سکتے نہ ہر ایک مستقل امام ہو سکتا ہے اور نہ مجموعہ من حدیث مجموعہ۔ یہ تعریف دوم اور تعریف اول تقریباً ایک جیسی ہیں۔ اب ان ہر دو تعریف پر اعتراض کرتا ہے اس مجموعہ کی صورت یہ ہے کہ امام قاضی ہو گیا اور اہل مل و عقد جنہوں نے اس امام کا تقرر کیا تھا انہوں نے عقد مجموعی طور پر امام نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ ایک شخص نہیں ہیں اس تعریف سے یہ امر واضح ہو گیا کہ شرعی امام صرف ایک ہوتا ہے امام متعدد نہیں ہو سکتے نہ ہر ایک مستقل اور نہ مجموعہ من حدیث مجموعہ تعریف اول اور دوم ہر دو تقریباً ایک جیسی ہیں اب ان ہر دو تعریف پر صاحب موافق اعتراض کرتا ہے ملاحظہ ہو:

خلاصہ اعتراض یہ ہے کہ نبوت اور امامت ایک چیز نہیں بلکہ متعارف ہیں اور یہ تعریف نبوت پر بھی صادق آتی ہے کیونکہ تمام لوگوں پر صرف عام کا نئی مستحق ہوتا ہے اور نما کی بھی امور دینی اور دنیاوی میں ریاست اور سرداری عام ہوتی ہے تو تعریف مانع ہوگی اس کے بعد تعریف سوم کرتا ہے اور یہ تعریف جامع مانع ہے۔

### تعریف سوم

الامامة خلافته الرسول في اقامة الدين وحفظ حقوقه المملته بحيث يجب اتباعه على كافة الامعة وبهذا القيد الامور يخرج من ينصبه الامام في ناحية كقاضی مطلقاً ويخرج المجتهد انما لا يجب اتباعه على الامعة كافة بل على من قلده خاصته

خلاصہ تعریف سوم یہ ہے کہ امامت رسول اللہ ﷺ کی خلافت کا نام ہے اور یہ خلافت امامت دین میں ہے اور ملت کے مجموعہ کی حفاظت میں ہے اور اس کی اتباع تمام امت پر واجب ہوتی ہے اس آخری قید سے قاضی اور مجتہد خارج ہو گئے کیونکہ قاضی اور مجتہد کی اتباع ساری امت پر واجب نہیں ہے بلکہ قاضی کی اتباع صرف اس علاقہ کے لوگوں پر ہے جس علاقہ کا وہ قاضی ہے یا ان لوگوں پر ہے جن کا مقدمہ اور کیس قاضی کے پاس ہے اسی طرح مجتہد کی اتباع صرف اس کے مقلدین پر واجب ہے اب اس تیسری تعریف پر وہ اعتراض نہیں کرتا جو کہ تعریف اول اور دوم پر ہوتا ہے کہ ہر دو تعریف نبوت پر بھی صادق آتی ہیں حالانکہ امامت اور نبوت دو متعارف چیزیں ہیں تیسری تعریف پر اعتراض اس لئے نہیں ہوتا کہ نبوت کسی رسول کی خلافت نہیں ہے بلکہ نبوت شریعت مطہرہ کی بشت ہے بندہ دہا یہاں ذکر کرتا ہے کہ یہ جو شرع شریف کا مسئلہ ہے کہ عورت امام اور حاکم نہیں ہو سکتی اس سے مراد وہ حکومت اور امامت ہے جس کی تین تعریف ذکر کی گئی ہیں اس کے سوا بعض صورتوں میں عورت حاکم ہو سکتی ہے جیسا قاضی یا ملک کے کسی خاص حصہ کی حکومت البتہ عورت جیسا کہ امامت کبریٰ کی ال نہیں ہے امامت صغریٰ کی بھی ال نہیں ہے یعنی نماز کی امامت کی بھی ال نہیں ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ امامت کی جو تین تعریف ذکر کی گئی ہیں یہ صرف صدر پر صادق آتی ہیں یا کہ صرف وزیر اعظم پر یا ہر ایک پر یا ہر دو کے مجموعہ من حدیث



مجموعہ پر تو بندہ عرض کرتا ہے کہ یہ قرینیں صرف اور صرف صدر پر صادق آتی ہیں کیونکہ تینوں قرینوں کا خلاصہ یہ ہے کہ امام کے لئے ضروری ہے کہ تمام لوگوں پر اس کا تصرف عام ہو اور تمام لوگوں پر اس کی اتباع واجب ہو اور یہ امر صرف صدر مملکت پر صادق آتا ہے اور یہ صفت صرف صدر مملکت میں پائی جاتی ہے نہ کہ وزیراعظم پر اور اس کی چند وجوہ ہیں۔

### وجہ اول

صدر مملکت اکیلا وزیراعظم اور وزراء اعلیٰ کو معزول کر سکتا ہے جیسا کہ صدر ضیاء الحق نے کیا تھا اگرچہ اس کے لئے بعض شرطیں ہیں لیکن وزیراعظم اکیلا نہ تو صدر مملکت کو معزول کر سکتا ہے اور نہ ہی وزراء اعلیٰ کو اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس وقت وزیراعظم پاکستان اور پنجاب اور بلوچستان کے وزراء اعلیٰ کے درمیان شدید چیلنج اور محاذ آرائی انتہا کو پہنچ چکی ہے لیکن وزیراعظم بے بس ہے اگر اس کو صوبوں کے وزراء اعلیٰ کو معزول کرنے کا اختیار ہوتا تو وزیراعظم اپنے اس اختیار کا ضرور استعمال کر لیتا البتہ مرکزی اسمبلی کو صدر اور وزیراعظم کو معزول کرنے کا اختیار ضرور ہے اور اسی طرح صوبائی اسمبلیوں کو وزراء اعلیٰ کو معزول کرنے کا اختیار ہے اور یہی وجہ ہے کہ مرکزی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کی خرید و فروخت ہو رہی ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے وزیراعظم اور وزراء اعلیٰ کو ان کے عہدہ سے معزول کیا جاسکے۔ وجہ دوم پاکستان میں انتظامیہ دو قسم کی ہے ایک انتظامیہ وزیراعظم کے ماتحت اور دوسری وزراء اعلیٰ کے ماتحت، صوبوں کی انتظامیہ پر وزیراعظم کا کنٹرول نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ صوبوں کی انتظامیہ وفاقی اور مرکزی وزراء کو تنگ کرتی رہتی ہے اور وزیراعظم اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی تو معلوم ہوا کہ وزیراعظم کا ملک کے تمام لوگوں پر تصرف عام نہیں ہے تو ثابت ہوا کہ شرعی امام صرف صدر مملکت ہے نہ کہ وزیراعظم تو نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ عورت اور غیر قریش صرف صدر مملکت نہیں ہو سکتے وزیراعظم اور وزیر اعلیٰ ہو سکتے ہیں اور اس میں کوئی شرعی تباہی نہیں ہے کیونکہ عورت اور غیر قریش صرف امامت کبریٰ کے اہل نہیں ہیں قضاء اور ملک کے کسی حصہ کے حاکم ہو سکتے ہیں اگرچہ عورت امامت صغریٰ کی بھی اہل نہیں ہے اور غیر قریشی اس کا اہل ہے یہاں تک بندہ نے

دلیل سے ثابت کیا ہے کہ جو سربراہ شریعت مطہرہ میں عورت اور غیر قریش نہیں ہو سکتا وہ صدر مملکت ہے نہ کہ وزیراعظم کیونکہ امام کی جو تین قرینیں کی گئی ہیں وہ صدر مملکت پر صادق آتی ہیں اور وزیراعظم پر صادق نہیں آتی اب بندہ یہ ذکر کرتا ہے کہ اگر تسلیم کر لیا جائے کہ وزیراعظم پر بھی امام کی تین قرینیں صادق آتی ہیں اور جس طرح عورت اور غیر قریشی، شرع شریف میں صدر مملکت نہیں ہو سکتے اسی طرح وزیراعظم بھی نہیں ہو سکتے تو یہاں ایک اور قحاحہ لازم آئے گی اور وہ یہ کہ امر تو خمس اور اس سے زیادہ واضح ہے کہ صدر مملکت تو یقیناً سربراہ مملکت اور امام ہے جس کی قبل ازیں تین قرینیں ذکر کی جا چکی ہیں اور اس کا انکار فری جہالت ہے اور اگر وزیراعظم بھی سربراہ مملکت تسلیم کر لیا جائے تو ایک چھوٹے سے ملک کے دو امام اور دو سربراہ مملکت ہو جائیں گے اور یہ شرع شریف میں ناجائز ہے اب بندہ اس پر دلائل پیش کرتا ہے۔ دلیل اول مسلم شریف میں ہے:

برواية مشكوكا عن ابي سعيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بولعوا خليفين فاقطعوا الآخر منهما (رواه مسلم)

خلاصہ حدیث شریف یہ ہے کہ اگر دو خلیفہ کے ساتھ لوگ بیعت کریں تو پہلے کی اطاعت کرو اور دوسرے کے ساتھ لڑائی کرو حدیث شریف میں جو بیعت کا ذکر ہے اس سے مراد خلیفہ اور امام کا انتخاب ہے خواہ ہاتھ میں ہاتھ دے کر ہو یا زبان کے ساتھ یا کسی اور وجہ سے ہو اس حدیث شریف سے واضح ہو گیا کہ ایک زمانہ میں مسلمانوں کے دو خلیفہ اور امام نہیں ہو سکتے۔ اور اگر بالفرض دو امام ہوں تو دوسرے کے ساتھ مقابلہ اور لڑائی ضروری ہے۔ مسلم شریف کی اور حدیث شریف میں ہے:

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من بكم اماما فاعطاه مقلدة يرد ودمرا قبله فليطمه ان استطاع فان جاء آخر يندمعه فاضربوا عنقه (رواه مسلم)

خلاصہ حدیث شریف یہ ہے کہ جس آدمی نے ایک امام کے ساتھ بیعت کی اور اسے منتخب کیا اور دل سے اس کی امامت کو تسلیم کیا تو حتی الامکان اس امامت کی اطاعت کرے اور



اگر کوئی اور ملامت اور خلافت میں اس کے ساتھ جھگڑا کرے تو اس کی گردن اڑا دے۔

اس حدیث شریف سے بھی یہی معلوم ہوا کہ ایک ملک میں مسلمانوں کے دو امام اور سربراہ مملکت ہرگز نہیں ہو سکتے اور اگر ایسا ہوتا پہلے کی اطاعت لازم اور دوسرے کی گردن اڑانے کا حکم ہے۔ بخاری اور مسلم دونوں میں ایک اور حدیث بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود امام شرح شریف میں منسوخ ہے۔ حدیث شریف ملاحظہ ہو۔

وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال کانت ہذا اول تسوہ الامیاء کلھا ہلک لہی خلیفہ لہی ہذا لانی ہدی سیکون خلفاء فیکفرون قالوا فما تأمرنا قال فلیبغوا الاول فالاول اعطوہم حقہم الحدیث متفق علیہ

خلاصہ ترجمہ حدیث شریف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی اصلاح کرتے تھے۔ جب ایک نبی کا وصال ہوتا تھا تو ایک اور نبی اس کا خلیفہ ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا البتہ خلفاء کثرت سے ہوں گے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ان خلفاء کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا کہ خلیفۃ الاول کی اطاعت کرو اور اس کے وصال کے بعد پھر اول کی اطاعت کرو اور ان کو ان کا حق ادا کرو چونکہ بظاہر حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ شاید خلفاء ایک زمانہ میں ہوں گے اور یہ شرعاً منع ہے اس لئے حاشیہ مکتوۃ میں اس دہم کو رفع کیا۔

قال الطیبی الفاء للتصیب والکفر والاعتساف والیرد فی زمان واحد بل الحکم ہذا عند تجدید کل زمان وتجدد ہیئۃ

خلاصہ حاشیہ یہ ہے کہ خلفاء کثیرہ جن کا ذکر حدیث شریف میں ہے اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ خلفاء ایک زمانہ میں ہوں گے بلکہ مراد یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے ہوں گے اور مختلف زمانوں میں لوگ ان کی بیعت کریں گے جب ایک فوت ہوگا تو دوسرا اس کا خلیفہ ہوگا۔

یہاں تک بندہ نے تین احادیث سے ثابت کیا کہ ایک چھوٹے ملک کے دو

(۲)

### نشاۃ ثانیہ

اسی موقع پر جمعیت العلماء پاکستان کا انتخاب ہوا اور مگر انظر دینی دلی خدمات کی بنا پر حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کو صدر منتخب کیا گیا چونکہ (قومی) انتخابات میں وقت بہت کم تھا اس لئے قائدین جمعیت نے ملک بھر میں طوفانی دورے کئے اور جگہ جگہ سنی کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ حضرت خواجہ صاحب قبلہ نے پیرانہ سالی کے باوجود ہر جگہ بخش و شریعت کی اور اہل سنت کو منظم کرنے میں بے مثال کردار انجام دیا۔ انتخابات ہوئے تو جمعیت نے قومی اسمبلی کی سات نشستوں میں کامیابی حاصل کی، مختصر عرصے کی جدوجہد کے بعد اتنی نشستیں حاصل کر لینا جمعیت کی بہت بڑی کامیابی تھی قائد الامت مولانا شاہ احمد نورانی نے کراچی کے حلقہ نمبر ۷ سے پیپلز پارٹی کے نمائندہ کے مقابل نمایاں کامیابی حاصل کی اور قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔ انتخاب کے بعد دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں جمعیت العلماء پاکستان کے مرکزی سطح کے اجلاس میں آپ کو جمعیت کے پارلیمانی گروپ کا قائد منتخب کیا گیا۔

۲۷، ۲۸ مئی ۱۹۷۳ء کو خانوالہ میں جمعیت کا تاریخی کنونشن منعقد ہوا۔ جس میں مولانا شاہ احمد نورانی رضی اللہ عنہ کو جمعیت کا مرکزی صدر اور مولانا عبدالستار خاں نیازی کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔ بلاشبہ یہ انتخاب بہت ہی مبارک ثابت ہوا۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات یحییٰ خان کے دور اقتدار میں ہوئے، مشرقی پاکستان میں محیب الرحمن اور مغربی پاکستان میں بھٹو کی جماعت نے اکثریتی پوزیشن حاصل کی، پھر جب محیب کی اکثریتی پارٹی کو اقتدار سپرد کرنے میں لیت و لعل سے کام لیا گیا تو اندرونی اور بیرونی سازشوں کے نتیجے میں پاکستان دو لخت ہو گیا۔ جاتے ہوئے یحییٰ خان، دام اقتدار میں بھٹو کو دے گیا۔ حزب اختلاف پارٹیوں نے ”حصہ جمہوری محاذ“ قائم کیا تو اس میں مولانا شاہ احمد نورانی کی پوزیشن بہت ہی نمایاں تھیں جس کا اعزاز اس سے کیا جاسکتا



ہے کہ مسز بھٹو کے مقابلہ میں پاکستان کی وزارت عظمیٰ کے لئے ۵ اگست ۱۹۷۳ء کو متحدہ جمہوری محاذ نے مختلف طور پر آپ کو ہی نمائندہ اور امیدوار منتخب کیا تھا۔

(محمد صادق، مولانا ابوداؤد شاہ احمد نورانی، ایڈیشن چہارم صفحہ ۹۱)

قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی کی شخصیت حق گوئی اور بے ہاکی میں ضرب اللہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ۱۹۵۸ء میں آپ روس کے دورہ پر گئے تو حکومت روس کا پروگرام یہ تھا کہ آپ لینن کی سادھی پر پھول چڑھائیں، لیکن آپ نے صاف انکار کر دیا۔ بچی خانہ کو شراب نوشی پر جس طرح سرزنش کی اس پر بیگانے بھی محسوس کر اٹھے، شورش کاشمیری نے لکھا۔

یاد رہے یہ وہی مولانا نورانی ہیں جنہوں نے اس دور کے محمد شاہ ریگیلے (بچی خانہ) کو سونے لوشی میں مستغرق دیکھ کر ڈانٹ دیا تھا اور گرج کر کہا تھا بچی! شراب نوشی بند کر دو ورنہ ہم جا رہے ہیں۔

(ملت مذاہب، جنم، ۲۶ مئی ۱۹۷۳ء، بحوالہ شاہ احمد نورانی، مولانا ابوداؤد محمد صادق صفحہ ۱۳۵)

۱۹۷۰ء کے انتخابات میں مجیب الرحمن کی جماعت نے سب سے زیادہ نشستیں حاصل کیں دوسرا نمبر پیپلز پارٹی کا تھا، مولانا شاہ احمد نورانی نے بچی خانہ کو کھلے نقوش میں کہا تھا کہ اسمبلی کا اجلاس بلا کر اکثریتی پارٹی کے سپرد کر دیجئے اور اگر اقتدار خصل نہ کیا گیا تو ملک ٹوٹ جائے گا، اس وقت بعض لوگوں نے بہت چہ میگوئیاں کی تھیں مشرقی پاکستان کے باشندے جو پہلے ہی عرومیت کے شاکی تھے ان کا احساس محرومی اور شدت اختیار کر گیا اور اکثریتی پارٹی کو اقتدار خصل نہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ اندرونی اور بیرونی سازشیں ملک کو دخلت کرنے میں کامیاب ہو گئیں، جب ہر شخص نے قائد اہلسنت کی بصیرت کا اعتراف کیا۔

بھٹو کے دور میں حزب اختلاف کے رہنماؤں کے انٹرویو نشر کئے گئے، مولانا شاہ احمد نورانی کے انٹرویو کی شان ہی نرالی تھی، زیدی ایسا شاطر وکیل بڑے نوکیلے سوالات

اٹھاتا لیکن جب قائد اہل سنت جہاں دیتے تو وہ منہ دیکھتا رہتا۔

۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں عبوری آئین پر تقریر کرتے ہوئے قائد اہل سنت نے فرمایا: جو آئین ہمارے سامنے عدہ فریم میں سما کر پیش کیا گیا اس میں اسلام کو قطعاً کوئی تحفظ حاصل نہیں ہے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا، مگر مسلمان کی تعریف کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہے ہر شخص مسلمان بننے کی کوشش کرتا ہے، اس ملک میں اسلام کے بدترین قسم کے دشمن موجود ہیں وہ مسلمان بن کر یہاں حکمران بن سکتے ہیں اور چار دروازے سے حکومت کرنے کے لئے وہ یہاں آسکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والا ہمارے نزدیک مسلمان نہیں ہے۔

اس پر کوثر نیازی نے کہا کہ مسلمان کی تعریف پر خود علماء آپس میں تعلق نہیں ہیں اگر علماء مسلمان کی مختلف تعریف پیش کر دیں تو ہم اسے منظور کرنے کے لئے تیار ہیں اس وقت اسمبلی میں موجود اہل سنت کے نامور عالم علامہ عبدالصمد اعظمی ازہری نے ہی اس چیلنج کو قبول کیا اور مختلف تعریف پیش کر دی علامہ اہل سنت کی تیار کردہ تعریف ہی آئین میں شامل کی گئی۔

یہ بھی قائد اہل سنت کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ مملکت کا مذہب اسلام قرار دیا گیا اور تسلیم کیا گیا کہ کتاب و سنت کے منافی کوئی قانون نہ بنایا جائے گا پہلے سے موجودہ قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالا جائے گا اور وہ آرٹیکل حذف کر دیا گیا جس میں اسلامی سوشلزم کو معیشت کی بنیاد قرار دیا گیا تھا۔ اسمبلی میں اپنی اکثریت کی بنا پر پیپلز پارٹی نے آئین تیار کر کے اسمبلی کے سامنے پیش کر دیا اس منظوری کے دوران مولانا شاہ احمد نورانی بے انداز مصروفیتوں کے باوجود ہر اجلاس میں پوری تیاری کے ساتھ شریک ہوتے رہے اور تمام دوسرے اجلاس اور دیگر ضروری امور پس پشت ڈال دیئے جبکہ مفتی محمود اور مولوی غلام غوث ہزاروی اور دیگر ارکان اسمبلی نے اپنے معمولات بدستور جاری رکھے۔ دستور کی تیاری کے دوران جمعیت العلماء پاکستان کے رہنماؤں کو مرکز اور سندھ میں وزارتوں اور سفارتوں کی پیش کش کی گئی



جسے انہوں نے اسلام اور جمہوریت کی خاطر ٹھکرا دیا قائدین جمعیت کی طرف سے آئین میں بے شمار ترامیم پیش کی گئیں جس میں سے اکثر کو پیپلز پارٹی نے اپنی اکثریت کی بنا پر قبول نہیں کیا، اسی طرح جب بھٹو نے بھگدیش تسلیم کرنے کا فیصلہ کر لیا تو اہل سنت کے قائدین نے اسمبلی کے اندر اور باہر اس کی سخت مخالفت کی اور اسے آئین کی خلاف ورزی قرار دیا۔

### تحریک نظام مصطفیٰ

بھٹو نے مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخاب کا اعلان کیا تو جمعیت العلماء پاکستان کی کوششوں اور اس کے کوٹے کی سیٹوں کی قربانی سے "قومی اتحاد" قائم ہوا۔ ابتداً مقام مصطفیٰ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کا نعرہ صرف جمعیت ہی کا نعرہ تھا، بعد میں بے پناہ عوامی مقبولیت کی بنا پر بلا امتیاز تمام جماعتوں نے یہ نعرہ اپنایا اس مبارک نعرے کی برکت تھی کہ غلامان مصطفیٰ نے دیوانہ وار قومی اتحاد کی آواز پر لبیک کہا اور بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہ کیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ تحریک کے دوران سب سے زیادہ قربانیاں اہل سنت نے دیں، گرفتار ہونے والوں میں سب سے زیادہ تعداد اہل سنت ہی کی تھی، اس کا سبب بھی واضح ہے کہ جس جماعت کے نزدیک دین و دنیا کی سب سے عزیز ترین متاع حب مصطفیٰ ہو جس کے نزدیک محبوب خدا کی ادنیٰ گستاخی کفر ہو، جس کے نزدیک ناموس مصطفیٰ پر مرفعت حیات جاوید کی ضمانت ہو وہ بڑے سے بڑے خطرے کو درخوردہانتا نہیں سمجھتی، اس کے نزدیک نبی اکرم کے نام پر جان قربان کر دینا سب سے بڑا اعزاز اور ذریعہ نجات ہے۔

اکثر و بیشتر اہل سنت کے نوجوانوں نے جام شہادت نوش کیا، مولانا مفتی مختار احمد گھماتی کا تمام جسم جلوس کی قیادت کرتے ہوئے گولیوں سے چھلنی ہو گیا، مولانا حافظ محمد عالم سیالکوٹی کی کلائی پر گولی لگی، حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد فیصل آبادی

کے صاحبزادگان، صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول اور صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم پر ایک جلوس کی قیادت کرتے ہوئے پولیس نے اتنا تشدد کیا کہ کئی لاشیاں ٹوٹ گئیں مگر انہوں نے اف تک نہ کی اور نہ اپنی جگہ سے ہٹے۔

جمعیت العلماء پاکستان کے بے شمار راہنما اور اراکین نے قہایت صبر و استقلال سے قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کیا، مجاہد ملت مولانا محمد عبدالستار خان یازی کو جیل میں سخت اذیتیں پہنچائی گئیں ایک مرتبہ ان پر قاتلانہ حملہ بھی کرایا گیا، مگر دنیا جانتی ہے کہ نظام مصطفیٰ کے اس مجاہد ملیل کے حزم میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ملتان میں مولانا حامد علی خاں کا اس قدر اثر و نفوذ تھا کہ اغیار نے بھی انہیں ملتان کا بے تاج بادشاہ تسلیم کیا جب پولیس انہیں گرفتار کر کے لے جانے لگی تو بے شمار جیلے مسلمان جیب کے آگے لیٹ گئے اور کہا کہ ہماری لاشوں پر سے گزر کر ہی تم مولانا کو لے جا سکو گے، مولانا حامد علی خان نے پولیس سے کہا کہ اس وقت تم چلے جاؤ، میں خود گرفتاری دے دوں گا۔ گوجرانوالہ سے پانچ پانچ کی بجائے بیس بیس افراد نے یومیہ گرفتاری دی۔

راولپنڈی میں مولانا سید عبدالقادر شاہ گیلانی جلوس کی قیادت کر رہے تھے کہ فوج نے ایک جگہ روک کر آگے پٹی بچھا دیا اور کہا کہ جو شخص اسے کراس کرے گا اسے شوٹ کر دیا جائے گا شاہ صاحب نعرہ رسالت لگاتے ہوئے ایک کے بعد دوسری اور تیسری پٹی بھی کراس کر گئے۔ کراچی میں سید غوث محمد شاہ جیلانی نے بھی اسی جان فداہی کا مظاہرہ کیا، سرگودھا میں جب پیر محمد کرم شاہ الاذہری مدبر ضیائے حرم کو تحریک میں حصہ لینے کی بناء پر پندرہ سال کے باوجود تین ماہ قید ہا مشقت کی سزا سنائی گئی تو انہوں نے مسکراتے ہوئے سچ سے کہا بس اتنی سی سزا دینا تھی، میرا جرم تو اس سے کہیں زیادہ تھا۔

قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی چونکہ تحریک کی رواج رواں تھے، اس لیے خاص طور پر حکومت کی نظر میں نکلتے تھے۔ چنانچہ انہیں وقفہ وقفہ سے متعدد مرتبہ گرفتار کیا گیا



اور کراچی، سکس اور خیر پور جیل میں رکھا گیا اور آخر میں ماہ جون کی شدید گرمی میں گرمی خیرہ کی جیل میں رکھا گیا۔ گرمی خیرہ، بلوچستان کا وہ مقام ہے جہاں پاکستان میں سب سے زیادہ گرمی پڑتی ہے۔ پھر ستم یہ کہ انہیں جس کو فخری میں بند کیا گیا اس پر جہت بھی مکمل نہ تھی نہ چلنے کا انتظام تھا۔ سورج کے طلوع ہوتے ہی گرمی عروج کو پہنچ جاتی۔ قائد اہل سنت ایسے فیس اور لطیف المزاج شخص کا اتنی سخت مصوبت برداشت کر جانا ثابت قدم رہنا اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان پر نبی اکرم ﷺ کی خاص نظر مصابت ہے۔ انہی دنوں آپ کی والدہ ماجدہ کا ایک بیان اخبارات میں چھپا جس میں انہوں نے فرمایا:

”مجھے خوشی ہے کہ نورانی مہاں کا حوصلہ بلند ہے۔ اگر قوی زندگی کے اس تادک مرحلے پر وہ کسی قسم کی کمزوری کا مظاہرہ کرتے تو میں مرے دم تک انہیں اور خود کو معاف نہیں کر پاتی۔“

یہ بیان جہاں لاکھوں قدامیان مصطفیٰ ﷺ کو ایمانی کیف و سرور سے سرشار کر گیا، وہاں اسلاف کی یاد بھی تازہ کر گیا اور ہماری ماؤں، بہنوں اور ملت اسلامیہ کے تمام افراد کو منزل کا پتہ دے گیا۔

۱۸ اگست ۱۹۷۷ء کو اہل ایمان لاہور نے دیکھا کہ جب مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ انیر پورٹ سے تشریف لارہے تھے تو بھٹو کے استقبال کو آنے والے چند فٹو دن نے مال روڈ پر آپ کی کار کو روک کر فٹو گروہ کا مظاہرہ کیا۔ ایک بد معاش نے اینٹ مار کر کار کا پچھلا شیشہ توڑ ڈالا۔ ایک ظالم نے اعنٹ ماری جو آپ کے عمامہ پر لکتے ہی گرمی۔ ایک شقی نے ڈنڈا مارا وہ بھی بے اثر رہا۔ اب فٹو گروہ کے کمری کے قریب پہنچ گئے تھے۔ مولانا نے ہاتھ باہر نکال کر انہیں پیچھے ہٹانا چاہا تو جھکے سے عمامہ باہر جا پڑا، جسے خالوں نے تار تار کر دیا۔ ڈرائیور موقعہ ملنے ہی تیزی سے کار آگے بڑھا کر لے گیا۔

ہفت روزہ ”افریشیا“ نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

ان بد معاشوں نے پاکستان کے ایک نہایت ہی محترم رہنما مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی پگڑی پر ہاتھ ڈالا ہے۔ یہ ایسا واقعہ ہو گیا کہ لاہور والوں کے سر شرم سے جھک گئے اور دل دہل گئے۔ مولانا نورانی کے لیے پگڑی تو کیا خدا کی راہ میں سر بھی حاضر تھا۔

(محمد صادق، مولانا شاہ احمد نورانی ص ۸۷)

قائد اہل سنت چونکہ کراچی میں رہتے ہیں، اس لیے کراچی اور حیدر آباد میں بے پناہ جوش و خروش پایا جاتا تھا مولانا شاہ فرید الحق، مولانا محمد حسن حقانی، علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری، مولانا محمد حسین سکسروی، مولانا محمد طفیل، مولانا محمد عبدالسبحان، مولانا محمد رمضان، مولانا منظور الحق، جناب ظہور الحسن بھوپالی، حاجی محمد حنیف طیب، صوفی ایاز خاں نیازی، سید غوث محمد شاہ جیلانی، جناب سید احمد یوسف ایڑہ کیٹ، غلام عباس قادری، سید افسر علی شاہ، مولانا سید اقبال حسین شاہ (حیدر آباد)، مولانا یعقوب قادری (نواب شاہ) اور اہل سنت کے دیگر راہنماؤں اور اراکین نے بے بہا قربانیاں دیں جنہیں فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

جامعہ نیرہ گرمی شاہ لاہور میں حضرت علامہ سید احمد سعید کالپی کی صدارت میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں نظام مصطفیٰ کی تحریک کو مقدس جہاد اور اس میں شرکت کو ہر مسلمان کا فریضہ قرار دیا گیا۔ اس فتوے پر ۲۶ علماء کے دستخط تھے۔ ایسا ہی ایک فتویٰ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی طرف سے شائع ہوا جس پر ۱۵ علماء کے دستخط تھے۔ (۵۲) ب ”شاہ احمد نورانی“ (حصہ دوم سے ماخوذ)



## نورانی پارس

تحریر: علامہ شیخ زادہ اقبال احمد فاروقی ..... انتخاب: محمد راشد نظامی ایم اے عربی

مولانا نورانی پاکستانی سیاست دانوں میں پارس کی حیثیت رکھتے ہیں پارس ایک ایسا پتھر ہے جو کسی بھی دہات کو چھو جائے تو اسے سونا بنا دیتا ہے۔ اگرچہ پارس عقائد اور دھاتا در الوجود ہیں۔ مگر آج تک ان کی اہمیت اور افادیت پر کسی نے شبہ نہیں کیا۔ صدیوں سے پارس کی افادیت اور کمال مسئلہ حقیقت رہا ہے ہر زمانہ میں اس کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے اور ہر قوم نے اس کے موثر ہونے کا اعتراف کیا ہے۔

پاکستان کی موجودہ سیاست کے انداز نے ہر رکن اسمبلی کو دولت امدوزی کی ہوس میں مبتلا کر دیا ہے۔ اراکین ذوالاحرام خواہ اسمبلی میں بیٹھے ہوں یا اپنی کار میں ان کا دماغ دولت کے حصول اور سونا بنانے میں مصروف رہتا ہے۔ اقتدار کی سرگرمیوں کے قریب بیٹھے والے اور حکمرانوں کے حاشیہ نشین بھی دولت سے ہاتھ روکنے میں لگے ہوئے ہیں۔ پھر ان کے رشتہ دار یا رہائش اور مداح سرخزافوں کے ڈیروں، بیگنوں کی برانچوں اور زمینوں کے ترقیاتی اداروں کے ارد گرد منڈلاتے رہتے ہیں۔ اور اپنی اپنی بساط کے مطابق اپنا اپنا حصہ سیلے رہتے ہیں۔ دوسری طرف اقتدار سے محروم حکومت سے دور سیاست دان، اگرچہ عوام مسترد رہنا ہیں انہیں حکومت کی "سونا سازی" کی صنعت پر حصہ آتا ہے لوٹ مار پر شور مچاتے ہیں تو اپنا حکومت میں خطرے کی گھنٹیاں بجھتے گنتی ہیں "دس لاکھ والے" یکساں لکھوالوں کو طعنے دیتے ہیں حالانکہ یہ دونوں کھوٹے سکے ہیں۔ "پارس ٹریڈنگ" کے رواج نے ہر ایک کو بکاؤ مال بنا دیا ہے۔ خواہ وہ اس منڈی کے راستہ سے "خدمت خلق" کے جذبہ سے ہی واپس آ رہا ہو۔ تاہم "گھوڑوں کی مندی" کے دلال ان لوگوں کا بھی بچھا کرتے رہتے ہیں جو اس "تجارت" میں ملوث نہیں ہیں۔ اس

زراعت دوزی اور دولت پرستی کے دور میں "جمیٹ علماء پاکستان" کے صدر شاہ احمد نورانی اور ان کے رفقاء کار اللہ کی حفاظت میں ہیں۔ وہ اپنی غربت بے سروسامانی پر ناز کرتے ہیں۔ ان کے بدترین دشمن بھی ان پر یہ الزام نہیں لگا سکتے کہ انہوں نے کبھی اصولوں پر سودا کیا ہو۔ پیسہ بنایا ہو، یا "پارس ٹریڈنگ" میں شرکت کی ہو۔ مولانا شاہ احمد ایک فقیر بے نوا کی حیثیت سے سیاسی سفر کر رہے ہیں۔ وہ کلمہ حق کہنے سے نہیں رکتے۔ حقیقت یہ ہے جرائم پیشہ لوگ خواہ کتنے ہی دولت مند ہوں کتنے بڑے بڑے مملات میں مقیم ہوں۔ کلمہ حق سے خائف رہتے ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا ایک بیان اقتدار کے متوالوں کی کلی دن کی نیند حرام کر دیتا ہے۔

پچھلے دنوں مولانا شاہ احمد نورانی نے حکومت کے مخالف سیاست دانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش کی تاکہ اس وقت کے حکمرانوں کے ہاتھوں عوام کی جو گت بن رہی ہے اسے روکا جاسکے۔ سارے مخالف رہنما تو قریب نہ آسکے مگر سارے دینی رہنماؤں سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا۔ لاہور آئے تو سچے بھائی کے مولانا فضل الرحمن سے نظری ملاقات کی اس ملاقات میں آپ نے نہایت محتاط الفاظ میں مل کر کام کرنے کا مشورہ دیا۔ بس اتنی سی بات تھی کہ اقتدار کی کرسیاں بٹنے لگیں اور وزیراعظم "بذات شریف" "جنس نفیس" مولانا فضل الرحمن صاحب کے گھر ڈیرہ اسماعیل خان جا پہنچے۔ کان میں کہتے مولانا اتنی بھی بے رخی کیا ہم تو آپ کے نیاز مندوں میں سے ہیں بھلا مولانا نورانی کیا دیں گے؟ ان سے ملاقات کی کیا ضرورت تھی آپ ہمیں ہی حکم کریں جو خدمت ہو پوری ہوگی۔ اللہ کی شان جس وزیراعظم کے پاس مولانا فضل الرحمن صاحب سے ملنے کا مدتوں سے وقت نہ تھا وہ خود ان کے گھر ایک دور دراز گاؤں جا پہنچے۔

میں نے جس کے دیکھنے کو زندگی برباد کی

میری قسمت دیکھتے وہ خود میرے گھر آ گئے

یہ حمایت خداوند مولانا نورانی کی ایک ملاقات کا نتیجہ تھی۔ مولانا فضل الرحمن کا

اپنا ظرف ہے کہ وہ سونا لیتے ہیں یا "پارس" کے پروگرام کا ساتھ دیتے ہیں۔



شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار خاں صاحب نیازی ایک عرصے تک ایک دوسرے سے کبیدہ خاطر تھے۔ علماء اہل سنت کی بڑی کوشش رہی ہے کہ یہ دونوں رہنما دوبارہ مل جل کر کام کریں۔ اور نظام مصطفیٰ ﷺ کی منزل کی طرف آگے بڑھیں عراق پر امریکہ اور اس کے پیادوں نے حملہ کیا تو مولانا نیازی نے امریکہ کی جارحیت کے خلاف بیان دیے اور عراق کے عوام کے حق میں حمایت کا اعلان کیا تو وزارت سے نکال دیئے گئے۔ ایک عرصے تک وزیراعظم انہیں دوبارہ وزارت دینے میں ٹال مٹول کرتے رہے مولانا نیازی اور ان کے رفقاء ایک عجیب قسم کے سیاسی غلبان کا شکار تھے وہ سوچتے تھے آخر مولانا نیازی نے کون سا اتنا بڑا جرم کر دیا ہے کہ لیگی وزارت کو ایٹمی مشق کا وعدہ بنا دیا گیا ہے۔ انہیں دنوں مانچسٹر (انگلینڈ) کے اہل سنت نے اپنی جامع مسجد کی تکمیل کے بعد افتتاح کا اعلان کیا۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھتے وقت مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار خاں نیازی مانچسٹر پہنچے تھے۔ یہ لوگ چاہتے تھے کہ آج مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی ہے تو یہ دونوں بزرگ اس افتتاحی تقریب میں بھی شرکت کریں۔ دونوں بزرگوں کو دعوت دی گئی دونوں ایک جگہ جمع ہوئے۔ دنیائے سنت کی آنکھیں اس اجلاس پر لگی ہوئی تھیں کہ دونوں سنی رہنما مل کر ایک ہو جائیں۔ مختصر سی ملاقات ہوئی ابھی بات نہ ہوئے پائی تھی کہ رات برطانیہ میں مقیم پاکستانی ہائی کمشنر کا فون آیا۔ نیازی صاحب آپ کو وزیراعظم پاکستان سے یاد فرما رہے ہیں۔ ان ملاقاتوں کو چھوڑیں اور آکر قلم دان وزارت سنبھال لیں۔ مولانا نیازی پاکستان پہنچے تو وزیراعظم نواز شریف نے بلا کر کہا ”مولانا آپ ہمارے بزرگ ہیں ہم آپ کے نیاز مند ہیں۔ اتنی ”بے نیازی“ بھی کیا۔ یہ لیس وزارت اور وزارت بھی امور مذہبیہ کی۔ نورانی (پاس) اپنا کام کر چکا تھا۔

بس اک نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ ”دلی“ کا

دولت احمدی کا زمانہ اور زر پرستی کا دور بڑا اندھیروں میں ڈھانپا ہوا ہوتا ہے لوٹ مار کرنے والے ان اندھیروں میں بڑے خوش ہیں اور خوش خوش خزانے بھرتے رہتے ہیں۔ مگر اللہ کا ایک قانون یہ ہے کہ ایسے دور میں اپنی محبت قائم رکھنے کے لئے بعض

افراد کو مہر اور سمت دیتا ہے۔ دولت کو جوئے کی لوک پر رکھیں اور عوام کو تائیکس کر دولت کا کھیل ولٹی اور ہنگامی ہے۔ مغربیہ اندھیرے چھٹیں گے۔ لوٹ مار کرنے والے لوگ انقلاب سیاست کی کڑوں کی تاب نہیں لائیں گے۔ ان روشنیوں میں نکلے ہو کر ایمان حکومت چھوڑ کر ایسے گناہ کوٹوں میں جا گھسیں گے جہاں ان کے چہرے پہچاننے والا بھی کوئی نہ ہوگا اور تاریخ ان کے نام حرف غلط کی طرح مٹا دے گی۔

مولانا شاہ احمد نورانی بیس سال سے سیاسی میدان میں ایک قد آور راہنما کی حیثیت سے کھڑے ہیں۔ لوٹنے والوں کو دیکھ دیکھ کر مسکرا دیتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی پاکستان کی عوام کو کہہ دیتے ہیں۔ ”اللہ والو! جاگے رہنا چھوڑوں کی رکھوالی ہے جس حضرے سے کل کر سیاست میں آئے تھے اسی جبرے میں آج تک مقیم ہیں جس مسجد میں نماز تراویح میں قرآن سنایا کرتے تھے آج بھی اس مسجد میں قرآن سناتے ہیں۔ وہی مکان، وہی مسجد، وہی لباس، وہی عمامہ، وہی پٹکا، وہی شب بیداری اور وہی آداب جس راہنما (غواہ مخالف ہی ہو) سے ملاقات کرتے ہیں اسے سونا بنا دیتے ہیں۔ حکومت اس راہنما کو مناتی ہے اس کی اہمیت کا اعتراف کرتی ہے جس سیاسی جماعت سے سیاسی اتحاد کے لئے قدم بڑھاتے ہیں حکومت اس سیاسی جماعت کو ”بیاری لگاؤ“ سے دیکھنے لگتی ہے۔ یہ مولانا نورانی کی کرامت سے یا پاس کا کرشمہ ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے ملک کی دینی قیادت کو ایک نیا رخ عطا کیا ہے وہ علمائے کرام جو جہرات کو روٹیوں، لوگوں کے چندوں، درود و سلام کی محفلوں پر زندگی بسر کرتے تھے شاہ احمد نورانی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں جمع ہوئے۔ سیاسی تربیت حاصل کی، سیاسی شعور پایا۔ ملتان اور رائے و ط میں اپنی اجتماعی قوت کا مظاہرہ کیا۔ اس نورانی پاس کی قربت کا ثمرہ ہے کہ ان علماء میں سے بعض کو سونے میں تو لا گیا۔ کوئی حج بن گیا۔ کوئی مفتی بن گیا۔ کوئی چیئر مین بن گیا۔ کوئی شیخ الوقت بنا کوئی مرشد کامل بن گیا۔ جو اس کے اہل نہ تھے اور نہ ان بیان سے محروم تھے رکوع، انعامات، اور صدقات کے ڈھیروں پر جا کھڑے ہوئے۔ الحمد للہ آج مولانا نورانی کے تربیت یافتہ اور چائے رسائی لاکھوں روپوں کی رکوع



انعامات، اعلیٰ مناصب کے مالک ہیں وہ جو شاعر، مکالموں میں رہتے ہیں اعلیٰ کاروں میں سفر کرتے ہیں ان مراعات یافتہ منصوبوں میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو مولانا نورانی کے احسانات کا اعتراف نہیں کرتا مگر حقیقت اپنی جگہ ہے کہ مولانا نورانی کی ایک نگار سے حکومت ان علماء کرام کو اپنے دربار کے قریب رکھنے کی ضرورت محسوس کرتی ہے آج علماء حضرات اپنے نورانی پارس کی قربت کی وجہ سے "سونا" بن گئے ہیں۔ یہ قسم قسم کی دھاتیں کنڈن بن کر جھلک رہی ہیں۔ آج یہ علماء کرام زکوٰۃ، صدقات اور انعامات کی نعمتوں سے مالا مال ہیں۔ مگر مولانا نورانی کو اپنی مسجدوں، خانقاہوں اور جلسوں میں بھی آنے کی اجازت نہیں دیتے۔

جن پتھروں کو ہم نے عطا کی تھیں دھڑکتیں جب بلانے لگے تو ہمیں یہ برس پڑے مولانا نورانی کی ایک عادت ہے کہ جو شخص ازراہ عقیدت اپنے بیٹے یا بیٹی کو آپ سے پڑھواتے تو آپ کی مجلس میں جو کچھ ملے اس علاقہ کے عالم دین ..... کو دے دیتے ہیں کہ یہ اس کا حق ہے کئی مجالس میں لوگوں نے یہ مظر دیکھا کہ آپ جو کچھ ملاقاتی عالم دین کو وہاں ہی دے دیا۔ چند سال پہلے امریکہ سے پاکستانی تاجر بیٹے کی شادی کے سلسلہ میں پاکستان آیا۔ وہ مولانا نورانی کا عقیدت مند تھا اس نے نہایت لجاجت سے اصرار کیا کہ کفاح آپ پڑھائیں گے۔ حضرت مان گئے۔ مجلس کفاح میں سینکڑوں لوگ موجود تھے آپ نے کفاح پڑھایا تو لڑکے کے والد نے حضرت مولانا نورانی کو ایک لاکھ روپے نذرانہ پیش کیا۔ علاقہ کے عالم دین جو اس وقت مولانا نورانی کے مرید تھے آج وہ حضرت مولانا نورانی کے خلاف برا بھلا کہنے کا وظیفہ کرتے ہیں (ہم ان مولانا کا نام ادباً نہیں لکھتے مجلس میں موجود تھے۔ ایک لاکھ روپیہ دیکھ کر لوگوں کو مولانا نورانی کی عادت کا خیال آیا آپ نے روپیہ اٹھایا اور ہاتھ بڑھا کر مولانا کو دے کر کہا مولانا یہ آپ کا حق ہے یہ مولانا ایک عرصہ تک شاہ احمد نورانی کی فیاضی کے پیش نظر آپ کو "ولی اللہ" کہا کرتے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی مجلس کفاح میں بھی علماء کے لئے پارس ہیں۔

آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں وہ دنیا پرستی، دولت اندوزی زرگری کا دور ہے۔ نہ ان چیزوں کو برا سمجھا جاتا ہے نہ ان معاملات پر عداوت محسوس ہوتی ہے بس جو ہاتھ بڑھالے مینا اسی کی ہے۔ وزیر مشیر، امیر کبیر، فقیر، بن گئے ہیں۔ اور ملک کی دولت کے پیچھے دوڑ لگا رہے ہیں۔ خواہ ملک کے کپڑے تار تار ہو جائیں۔ وزیروں، مشیروں اور اسمبلی کے اراکین کا تو خیر اس ملک کی دولت کا حق ہے۔ بلکہ "استحقاق" ہے لیکن اب تو ان کے حاشیہ نشین بھی لاکھوں میں کھیل رہے ہیں۔ ملک کی دولت سمیٹنے کے لئے ایسے ایسے انداز اپنالئے ہیں شیطان بھی انہیں اپنا استاد ماننے لگا ہے۔ پٹاریوں اور ٹکڑوں کی ٹولیاں باہر نکل پڑی ہیں اور لوٹ کھسوٹ کے اس بازار میں کروڑوں روپوں کی کوٹھیاں اور پلازے بنائے جا رہے ہیں۔ حکمران بے چارے اپنی جدوجہد میں مصروف ہیں وہ کسی کی کیا خبر لیں گے وہ اور کسے پوچھیں کہ تیرے منہ میں کتنے دانت ہیں ایسے دور میں جن سیاست دانوں کا دامن ان الانٹوں سے پاک ہے وہ "مرد مومن" ہے اور ہی مستقبل کا تابندہ ستارہ ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ہر دور دیکھا۔ مارشل لا کا دور، عوامی دور، ضیائی دور، بے نظیر کا دور اور آج کا اسلامی دور اب تو ماشاء اللہ نواز شریف کی "نواز شو" اور شرافتوں نے ڈروں کو "آفتاب" بنا دیا ہے۔ الحمد للہ قائد اہل سنت ان تمام ادوار سے گزرے نہ کبھی آنکھ میلی ہوئی نہ کبھی قدموں میں لغزش آئی۔

یہ عظمتیں ہیں مقدر کسی کسی کے لئے

مولانا کی غربت اور بے سروسامانی کے باوجود امر حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مولانا جس سیاسی لیڈر یا سیاسی جماعت کی طرف قدم اٹھاتے ہیں یا مختصری ملاقات کر لیتے ہیں حکومت کے انعامات کا رخ ادھر پلٹ جاتا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی پھر آف پکارا شریف کے احباب میں سے ہیں۔ مسلک روحانیت اور ہم خیال ہونے کی وجہ سے پھر صاحب پکارا شریف آپ کو اپنا چھوٹا بھائی کہتے ہیں۔ پھر پکارا نے کبھی کسی حکومتی سربراہ یا وزیر کو شمار قطار میں نہیں رکھا ہے کہ ہمارے



منہوں ستارے کے مستقبل کے بارے میں کسی کو نہ بتائیں۔ وہ لندن گئے تو ایک سندھی دوست نے پھر صاحب سے عرض کی "حضور مولانا لورانی یہاں آئے ہوئے ہیں کیا ملاقات کا اہتمام کروں" پھر آف پکارا نے فرمایا "ہاں لورانی ہمارا بھائی ہے لیکن میں نے اب حکومت والوں کو ڈرانا چھوڑ دیا ہے۔"

اس وقت حکمرانوں کے پاؤں تلے زمین نہیں وہ ریت کے صحرا میں سفر کر رہے ہیں وہ فقیر صفت اور حق گورا ہتھکڑوں سے ہمیشہ خائف رہتے ہیں ہم ملک کی مختلف سیاسی پارٹیوں کا مشورہ دیں گے کہ وہ حکومت کے پیادوں سے تعلقات کا ختم کرنے کی بجائے شاہ احمد لورانی سے ایک دو ملاقات کرنے کا پروگرام بنائیں۔ ان شاء اللہ ان کے پیچھے کوڈ بھاگتے ذریعہ اسماعیل خان کے ایک گاؤں اور مانچسٹر کی ایک مسجد تک چلے آئیں گے۔ ہم اپنے سنی علماء کرام اور مفتیان عظام سے بھی گزارش کریں گے کہ وہ اپنی زکوٰۃ اور انعامات بڑھانے کے لئے مولانا لورانی کو دعوت کا اعلان کر دیا کریں (دعوت دینے کی ضرورت نہیں مولانا کالے بکروں کا گوشت نہیں کھاتے) ان شاء اللہ ان کے مال و جان میں برکت آجائے گی اور دولت میں اضافہ ہوگا لورانی پارس ایسا رنگ دکھائے گا کہ علماء کرام ماڈل ٹاؤن کا طواف اور اسلام آباد کے پھیرے بھول جائیں گے۔

بعض علماء کرام شاہ احمد لورانی کو برا بھلا کہہ کر اپنے "آقا یا ولی کی نعمت" کا حق نمک ادا کرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ اتنا فائدہ بخش کام نہیں اس سے تو صرف وفاداری شرط اشتواری کا یقین ہوتا ہے پھر مولانا اپنے خلاف گالیاں دینے والوں کو بھی برا بھلا نہیں کہتے اور نہ ان کی اہمیت کم ہونے دیتے ہیں۔

اپنے بھی خفا ہے مجھ سے بیگانے بھی ناخوش میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قد کالی کالی والے رضی اللہ عنہما

قائد اہل سنت امام انقلاب جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ اسلامی جمہوری محاذ کے صدر مبلغ اسلام حضرت علامہ شاہ احمد لورانی نے فرمایا "دینی قوتوں کا مقابلہ امریکہ کے

نہو ورلڈ آرڈر سے ہے۔ امریکہ اپنے نام نہاد عالمی نظام کی مخالفت کرنے والی قوتوں کو مکمل دینا چاہتا ہے جمعیت علماء پاکستان امریکی سامراج کی سازشوں کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ کرتی رہے گی۔ نظام مصطفیٰ رضی اللہ عنہ کے سپاہی مایوس نہیں ہوا کرتے۔ ہمارا فیصلہ آخری اور اٹل ہے۔ پاک سرزمین کو کھلی والے کے پاکیزہ نظام کا گہوارہ بنائیں گے۔

۔ نئی کے عشق کا راستہ دکھا کے چھوڑیں گے  
(روزنامہ "جنگ" کراچی ۲۵ اکتوبر ۱۹۷۸ء کراچی کے استقبالیہ میں دلدار انگیز خطاب)

### دو ٹوک فیصلے

کراچی جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد لورانی نے ایک بار پھر اعلان کیا ہے کہ جمعیت توڑ پھوڑ کر "ادھر" یا ادھر جو لوگ سودے کرتا چاہے ہیں وہ ان شاء اللہ اپنے مضمون عزائم میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ وہ جمعہ کی شام صدر میں جمعیت علمائے پاکستان کراچی ڈویژن کے خادمین اور کارکنوں کے ایک اجتماع سے خطاب کر رہے تھے اس اجتماع سے مفتی جمیل احمد نعیمی، صوفی ایاز خان یارزی، مولانا صدیق ملتانی، مولانا محمد حسن حقانی، سید ارشاد علی اور پروفیسر شاہ فرید الحق نے بھی خطاب کیا۔ مولانا شاہ احمد لورانی نے کہا جمعیت کا ماضی گواہ ہے کہ جھکاؤ نہ کبھی پیپلز پارٹی اور نہ ہی آئی جے آئی کی جانب رہا۔ گزشتہ عام انتخابات کا تجربہ کر لیا جائے تو بھی یہ بات سامنے آجائے گی انہوں نے کہا کہ جمعیت اگر ایم کیو ایم یا پی پی پی میں سے کسی ایک سے سمجھوتہ کر لیتی تو جمعیت کے صدر قوی اسلمی حلقہ ۱۹ء سے منتخب ہو جاتے لیکن جمعیت کو بیٹ پیاری نہیں نظام مصطفیٰ رضی اللہ عنہ پیارا تھا اس الیکشن میں ہی ہم نے اعلان کر دیا تھا کہ پی پی پی اور آئی جے آئی کھولے سکے کے دودرخ ہیں۔ یہ دونوں غلط ہیں صرف اور صرف نظام مصطفیٰ ہی صراطِ مستقیم ہے ہم ملک میں جمہوری عمل جاری رہنے کے حامی اور اگر یہ جاری نہ رہا اور چھ تھا مارشل لاء گیا تو خطرہ ہے کہ اس سے کہیں اللہ نہ کرے سندھ و پیش بن جائے مولانا شاہ احمد لورانی نے کہا کہ



عورت کی سربراہی کے بارے میں ان کے موقف پر مبنی ایک تفصیلی انٹرویو ۵ جنوری ۱۹۹۰ء کو جنگ میں شائع ہو چکا ہے جس میں یہ حدیث مبارکہ دہرائی گئی تھی کہ ”وہ قوم اصلاح نہیں پائے گی جو عورت کو حکمران بناتی ہے۔“ اور یہ بھی کہا تھا کہ ملائے کرام کے نزدیک عورت کی حکمرانی غیر شرعی ہے لیکن موجودہ حکومت شریعت کے تحت نہیں بلکہ دستور کے تحت چل رہی ہے انہوں نے کہا کہ جماعت اسلامی مارشل لاء کی بی لیم تھی لیکن ایسا وہ ہم سے بدلہ لینے کے لئے کہہ رہی ہے کہ بے یو پی پیپلز پارٹی کی بی لیم بن گئی ہے انہوں نے لاہور علاقہ ۹۹ کے ضمنی انتخاب کے سلسلے میں مولانا عبدالستار خان نیازی سے ہونے والی میٹنگ کی تفصیلات سے بھی کارکنوں کو آگاہ کیا اور کہا کہ مولانا نیازی نے جمیعت کے امیدوار مولانا عبدالغفور الوری کو دستبردار کرنے کے لئے دس لاکھ روپے انتخابی اخراجات ۲۰۰ کینال مرکز کے لئے زمین اور سیٹ کی ایک نشست کا سودا کیا تھا انہوں نے کہا جمیعت کی شوریٰ نے ۲۸ فردری کو اپنے اس اجلاس میں اس سمجھوتے کو مسترد کر دیا اور کہا کہ یہ سمجھوتہ جمیعت کے ماتھے پر کلنگ کا ایک نمک ہے انہوں نے کہا کہ اس سارے معاملے میں مولانا عبدالستار خان نیازی کی نہیں فلسفی ہے بلکہ اس کی ماسٹر مائنڈ جماعت اسلامی ہے اور ۱۱ برس تک جمیعت کو توڑنے کا کام جنرل ضیاء الحق نہ کر سکے لیکن یہ کام ان کے چاشین نواز شریف کر کے دکھا دیا انہوں نے اعلان کیا کہ جمیعت علما نے پاکستان کو نہ تو پیپلز پارٹی کی جیب کی گھڑی بننے دیا جائے گا (اور نہ ہی آئی ہے آئی کی دتی بننے دیا جائے گا انہوں نے کہا کہ مسلم قومیت پر غیر حوصلہ یقین رکھتے ہیں ہم دہشت گرد، نسل پرست، تنظیم سے کوئی سمجھوتہ نہیں کریں گے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ میں نے جمیعت کے رفقاء کو بہت پہلے بتا دیا تھا کہ صحت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ باقاعدہ جمیعت کے صدر کی حیثیت سے مستقبل میں کاروں، اس لئے ۲۸ مئی ۱۹۹۰ء کو جمیعت کے ہونے والے انتخابات میں صدر نہیں بنوں گا اور اگر مجھے منتخب کیا گیا تو مستقل ہو جاؤں گا انہوں نے کہا کہ اب نئی صورت حال سامنے آئی ہے اس میں اپنی استطاعت کے اعتبار سے فرض جہادوں کا

جمیعت کے سینئر نائب صدر پروفیسر شاہ فرید الحق نے کہا کہ مولانا شاہ احمد لورانی کو راستے سے ہٹانے کے لئے ایک عرصے سے سازشیں ہو رہی تھیں انہوں نے کہا کہ مولانا لورانی کو غولی یہ ہے وہ منافقت سے کام نہیں لے سکتے جو دل میں ہے وہ زبان پر ہے وہ مال منفعت پر اصولوں کو قربان نہیں کر سکتے۔

### قومیتوں کے غیر اسلامی تصور سے بیزاری

جمیعت علما نے پاکستان اور اسلامی جمہوریہ محاذ کے سربراہ مولانا شاہ احمد لورانی نے ایک مرتبہ پھر اس بنیادی اسلامی حقیقت کی جانب اہل وطن کی توجہ مبذول کروائی ہے کہ اسلام میں قومیتوں کی کوئی گنجائش نہیں۔ مولانا نے بالکل بجا فرمایا ہے کہ مسلمانوں کا مرکز اللہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہے اس لئے انہیں کسی اور جانب نہیں ہٹکنے پھرنا چاہیئے۔ یہ بلاشبہ ایک قابل ستائش حقیقت ہے کہ دیگر ملائے کرام کی طرح مولانا لورانی نے بھی اسلامی اخوت و تشخص کے علم کو اپنے نامساعد حالات میں بھی سرگرم نہیں ہونے دیا جب اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ اور معاشرتی امن و سلامتی کے تصور کو انتہائی بے دردی سے پامال کرنے والے بعض سیاست دانوں نے پورے صوبہ سندھ کو نظروں کے جہنم میں دیکھ کر شیطانی کھیل شروع کر رکھا تھا اور مرکزی و صوبائی حکومتوں تک کو نسل و لسانی تعصب کے اس طغیان کو لٹکانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ اب کدا کا شکر ہے کہ یہ شیطانی چکر بڑی حد تک دھیمّا پڑ چکا ہے لیکن اس کے باوجود بعض خود غرض اور کوتاہ اندیش سیاسی رہنما آج بھی سراسر خلاف اسلام اعزاز میں عوام کو مختلف قومیتوں میں بانٹ کر قومی اتحاد و وحدت کو پارہ پارہ کر دینے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ جن کوتاہ نظروں کے دل و دماغ میں نسلی، لسانی اور علاقائی مصیبتیں گھر کر چکی ہیں انہیں ایک آدھ فصاحت آموز بیان سے راہ راست پر نہیں لایا جاسکتا۔ لیکن خدا اور اس کے رسول ﷺ کا فضا بہر حال یہی ہے کہ اس قسم کے باطل نظریات کی پورے عزم و اتحاد کے ساتھ ڈٹ کر مخالفت و مزاحمت کی جائے اور مسلمانوں کو حقیقی اسلامی اتحاد کے رنگ میں رنگنے کی



کوششیں پوری طاقت کے ساتھ جاری رکھی جائیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اسلام کی حقانیت کو دل و جان سے قبول کرنے والے پاکستان کے فخور عوام قومیتوں کا پرچار کرنے والے خود غرض افراد کی جانب مائل ہونے کی بجائے خدا اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے رہیں گے اس لئے کہ خدا اور رسول ﷺ سے بڑھ کر نہ کوئی ہدایت دینے والا ہے اور نہ کوئی ہمارا ہردوہوسکتا ہے۔

### ایک حقیقت پسندانہ تبصرہ

جمیعت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا ہے کہ اگر عوام نے انتخابات میں غلط لوگوں کو چنا تو پھر چاہی کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ملکی سیاست کے تناظر میں بڑی حقیقت پسندانہ بات کہی ہے کیونکہ پاکستان کی پینتالیس سالہ تاریخ گواہ ہے کہ لوگوں نے بالعموم سیاسی لیڈروں کی دلچسپ باتوں اور چرب زبانی سے متاثر ہو کر انہیں منتخب کر لیا جس کی وجہ سے ملک و قوم کو نیت نئی آزمائشوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ہمارے ہاں آج لاکھ قومیت، بدامنی، اقربا پروری اور تشدد کا جو منہ رچا ہوا چہرہ دکھاتا ہے اس کی بنیادی وجہ ایسے سیاسی رہنما ہیں جنہوں نے اقتدار کے حصول کے لئے سیاسی اور لسانی منافرت، فرقہ وارانہ اور صوبائی تعصب کو ہوا دی۔ بھائی کو بھائی سے لڑایا اور عام آدمی کو یہ دلچسپ اور سہانے خواب دکھائے کہ انہیں منتخب کرنے کی صورت میں وہ دودھ اور شہد کی ٹہریں بہا دیں گے لیکن اس کے باوجود انہیں منتخب کرنے کی بنیادی ذمہ داری عام آدمی پر عائد ہوتی ہے کیونکہ وہی راستے دہندہ ہے اس کے ووٹ کے بغیر ایسے غلط لوگ کامیاب نہیں ہو سکتے لہذا لوگوں پر یہ ہماری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ضمنی انتخابات میں اپنے ووٹ کا نہایت سوچ سمجھ کر استعمال کریں اور ووٹ کی طاقت سے ایسی قیادت کو سامنے لائیں جس میں حقیقی معنوں میں جمہوریت پسندی کے ساتھ ساتھ قانون کی مصلحتیں بھی بدرجہ اتم موجود ہوں۔

اشاعت خاص  
کردار نورانی زندہ ہے

انوارِ رضی  
ماہنامہ انوارِ رضی



انعام مصطفیٰ ﷺ کے لئے اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے  
قومی اسمبلی حلقہ 116 ملتان سے  
جمیعت علماء پاکستان کے نامزد امیدوار  
قائد اعلیٰ سنت مولانا شاہ احمد نورانی  
..... کی سیاسی خدمات .....

ایک انتخابی..... ”لیفٹ“..... جو آج ایک مثال ہے

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان  
زاویہ قادریہ سیدہ خاتون اعظم شریعت دہریہ گاہ 1 سرگودھا روڈ جوہا آباد (41200)  
0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِهِٖ وَسَلِّمْ

ہم سب اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلدادہ ہیں، ان صاحبِ ہمتوں سے آپ کی اہمیت کا کب کے لیے ذکر آئی کی طرف سے دعا کرتے ہیں



# ہفتہ وار محفل

بدھ نماز مغرب تا بعد نماز عشاء تک

ایک شریعت اور ایک فہم میں آپ کی جامعیت کا اعتراف

## پیر سیف الرحمن مبارک

پیرِ اربعہ و خراسانی

محفلِ شہداء

محفلِ شہداء و شہداء

حضرت میاں محمد حنفی سیفی

مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

در پرستش و تہذیب و شریعت

حضرت الحاج صوفی غلام مرتضیٰ سیفی مدظلہ العالی

بہ مقام: آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ ہادشاہی روڈ۔ گجرات

مکتبہ سیفیہ

مدنی بازار، باغِ قریب، کاروان محمدیہ سیفیہ، گجرات

0321-6202022, 0333-8484148, 0533-525831



مولانا شاہ احمد نورانی کے تبلیغی، رفاہی اور علمی کارناموں سے تو ہر خاص و عام واقف ہے آئیے سیاست کے اس ”دربارِ باب“ کی ان خدمات پر بھی نظر ڈالیں جنہوں نے ایک چھوٹے سے قلعہ میں رہ کر ملکوں میں رہنے والوں کو ہلا دینے والی سیاست کی۔ سیاست میں ان کا ”طرزِ امتیاز“ اصول پرستی رہا ہے۔ اس لئے قطب مدینہ شیخ العرب و الجمح حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ”نورانی نہ ٹھکنے والا ہے اور نہ ہی بکنے والا ہے۔“

مولانا شاہ احمد نورانی نے اصولوں کی سیاست کو فوقیت دی اور سیاست کو عبادت سمجھ کر نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کے حقیقی مقصد کے لئے کوشاں رہے ایک مفکر کا کہنا ہے جو حالات کے سامنے سٹ جاتے ہیں سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔ وہ بہت چھوٹے ہوتے ہیں لیکن جو اس کے مد مقابل ڈٹ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ضمیر کا سودا نہیں کرتے بہت بلند ہوتے ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا یہی طرزِ امتیاز ہے یہی ان کی حقانیت کی دلیل ہے اور یہی ان کی صداقت کی نشانی ہے اور انہیں اوصاف کے تحت ان کے جاں نثروں کا لہرہ ہے۔ ”حق و صداقت کی نشانی، مولانا شاہ احمد نورانی۔“

اسمبلی کے باہر:

”مسلم قومیت“ کا سرچشمہ خانقاہیں ہی رہی ہیں کراچی اور حیدر آباد جب لسانی فتنہ اور نسلِ حبیبیت کی گرداب میں آن پڑا تو ”مسلم قومیت“ کی اس ویران وادی میں مولانا شاہ احمد نورانی ہی نے ”مسلم قومیت“ کا لہرہ لگایا۔ نسلی، علاقائی اور لسانی سیلاب کے اندر بڑے بڑے سیاسی جہاز ڈوب گئے لیکن نہ ڈوبی تو مولانا شاہ احمد نورانی کی نظام



مصطفیٰ ﷺ کی شخصیت بڑے بڑے نام نہاد و جہانگیرہ صاحبان نے مصیبت کی چوکت کو سلام کیا اس کا طواف کیا لیکن اصولوں پر ڈلے رہے تو مولانا شاہ احمد نورانی ہی کی آواز تھی ایک قوم کو مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کرنے والوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی تو مولانا شاہ احمد نورانی نے ہی کی کراچی اور حیدرآباد جو جمعیت علماء پاکستان کا گڑھ تھا۔ جہاں سے مولانا منتخب ہو کر اسمبلی میں جاتے تھے۔ اسمبلی کی سیٹ کو ہٹا دیا لیکن ذریعہ اصول کا ڈنکا بجا دیا۔ اس صدائے حق کے بلند کرنے میں دہشت گردوں نے ان پر دوبارہ قاتلانہ حملہ کیا لیکن گولیوں کی بوچھاڑ میں بھی مولانا نظام مصطفیٰ ﷺ کے علم کو بلند رکھا اور فرمایا ”تمہاری گولیاں نظام مصطفیٰ ﷺ کا راستہ نہیں روک سکتیں۔“

اسمبلی کے اندر:

مولانا شاہ احمد نورانی ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات میں جمعیت علمائے پاکستان کی جانب سے قومی اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے۔ قومی اسمبلی میں آپ جمعیت کے پارلیمانی پارٹی کے قائد منتخب ہوئے اور ایک منجھے ہوئے پارلیمنٹریئن اور سیاست دان کی حیثیت سے لوہا منایا آئین پاکستان کی تدوین میں نمایاں کارنامہ انجام دیا۔ ان کی قومی اسمبلی میں کیا خدمات ہیں ممکن نہیں کہ چند اوراق میں ان کا احاطہ کیا جاسکے لیکن یاد دہانی کے طور پر پیش خدمت ہے۔

حق گوئی و بے باکی:

۲۲ مارچ ۱۹۷۱ء کو قصر مدارت ڈھاکہ میں جب مولانا شاہ احمد نورانی کی ملاقات اس وقت کے صدر یحییٰ خان سے ہوئی تو وہ عالم مدہوشی میں تھے۔ منہ سے سخت بدبو آ رہی تھی۔ سے نوشی کا شغل جاری تھا۔ یحییٰ نے نورانی میاں سے بات کرنی چاہی تو آپ نے فرمایا ملک سیاسی بحران میں مبتلا ہے اور آپ نے نوشی کی محفلوں میں رنگ رلیاں منا رہے ہیں۔ شراب کو ہٹائیے۔ مولانا کی گرجدار آواز پر یحییٰ نے فوراً بٹل اور گلاس اٹھوا دیا۔ یحییٰ ہے مولانا کی ”حق گوئی و بے باکی“۔ (بحوالہ ”چٹان“ لاہور)

دورانہ پیشی اور بصیرت:

افسوس صد افسوس کہ ڈھاکہ میں مولانا شاہ احمد نورانی جزل یحییٰ کو ملک کی صورت حال سے آگاہ کرتے رہے اور ملک کو ٹوٹنے سے بچانے کی کوشش کرتے رہے لیکن ڈکٹیٹر یحییٰ اپنی ہٹ دھرمی، بدکرداری، خام خیالی، عیاشی، غرور، انایت اور فسطائیت پر ڈٹا رہا۔ ڈھاکہ میں قومی اسمبلی کا اجلاس ملتوی کیا گیا۔ فوجی آپریشن ہوا کراچی انٹر پورٹ پر جب کہ مشق سیاست دانوں نے کہا۔ ”خدا کا شکر ہے ملک بچ گیا تو مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا ”ملک ٹوٹ گیا۔“ یہ ہے مولانا شاہ احمد نورانی کی دورانہ پیشی اور سیاسی بصیرت۔“

آئین میں مسلمان کی تعریف:

پلیٹفرم پارٹی بڑے زور و شور کے ساتھ سوشلزم کا نعروں لے کر اٹھی تھی اور بہت بڑی تعداد میں اس کے اراکین اسمبلی میں پہنچے تھے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا تھا اور اس کے لئے ان کو آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کروانی تھی۔ بڑی مہارت سے انہوں نے قادیانیوں کے خلاف پہلی ایٹم رکھی۔ اس وقت کسی کو گمان بھی نہیں ہوا ہوگا کہ یہ ”پانچ حرفی ترمیم“ پاکستان کی سیاست میں کایا پلٹ کر رکھ دے گی۔

مسودہ حلف

خواہ صدر مملکت ہو یا وزیر اعظم یا قومی اسمبلی کے مسلم اراکین ہوں یا فوجی سربراہان، مولانا شاہ احمد نورانی کا تیار کردہ حلف نامہ ان کو اٹھانا پڑتا ہے۔ جس کے تحت وہ اس بات کا حلف اٹھاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ان کا ایمان ہے اب کوئی بھی کتنا بڑا سوشلسٹ یا سیکولر کیوں نہ ہو جوں ہی وہ اسمبلی میں داخل ہوتا ہے حلف اٹھانے کے بعد اسلام کا سہارا لینے پر مجبور ہے اس طرح مولانا شاہ احمد نورانی نے سوشلزم کے نقوش اور اس کے خدہ خال کو ہمیشہ کے لئے دُفن کر دیا۔

اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب

مولانا شاہ احمد نورانی ہی کی تجویز پر اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب تسلیم کیا



گیا۔ اسلام کو سرکاری مذہب تسلیم کرنے کے بعد حکومت پاکستان پر یہ ذمہ داری عائد ہوگی کہ وہ اسلام کے تحفظ کی ذمہ داری ہوگی۔ اس سے قبل پاکستان کے کسی دستور میں اسلام سرکاری مذہب نہ تھا مولانا نورانی کا یہ عظیم کارنامہ تھا۔

### وزیراعظم کا انتخاب

”تحفہ حزب اختلاف“ کو کسی ایسے شخص کی ضرورت تھی جو ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے مقابلہ میں وزیراعظم کا انکیشن لڑے۔ تحفہ حزب اختلاف کو اس شخص کی تلاش تھی جس میں یہ وصف ہو کہ وہ دھونس اور دھاندلی کے سامنے سینہ سپر ہو اور دباؤ پڑنے پر مقابلہ سے دستبردار نہ ہو۔ پوری تحفہ حزب اختلاف کی نظر مولانا شاہ احمد نورانی پر پڑی اور انہوں نے حلقہ طور پر اپنا امیدوار نامزد کر کے یہ اعتراف کیا کہ ملک میں مولانا شاہ احمد نورانی سے زیادہ قدر آور سیاسی شخصیت موجود نہیں۔

### قادیانوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانا

آئین میں مسلمان کی تعریف داخل کروانے کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی نے قادیانوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے آئین میں ترمیم کی تحریک پیش کی۔ عقیدہ ختم نبوت آئین کا حصہ بن گیا۔ اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ تحفہ قادیانیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو گیا۔ پاکستان کے آئین میں قادیانوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بعد نہ صرف یہ کہ قادیانوں کا اثر پاکستان میں داخل ہو گیا بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی مسلمان ان کے دھوکے سے واقف ہو گئے۔ یہ عظیم تحفہ قادیانیت جس کو ختم کرنے کی کوشش ایک صدی سے کی جا رہی تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کے ہاتھوں اس کا خاتمہ ہوا۔

### پارلیمنٹ ان کیمرہ

قادیانوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے میں مولانا شاہ احمد نورانی نے بڑی ذہانت اور تدبیر سے کام لیا۔ مرحوم ذوالفقار علی بھٹو کو قائل کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مولانا

شاہ احمد نورانی قرارداد کو قومی اسمبلی میں پیش کرنا چاہتے تھے لیکن مرزا ناصر نے یہ کہہ کر مسئلہ کو مشکل بنا دیا کہ یہ سب ایک طرفہ کارروائی ہے۔ مولانا نورانی نے بھٹو کو مشورہ دیا کہ آپ مرزا ناصر کو بلا لیجئے وہ کہنے لگے مرزا ناصر کو اسمبلی میں کیسے بلایا جاسکتا ہے مولانا نورانی نے کہا کہ مرزا ناصر الدین کو کیمبرے میں بلایا جاسکتا ہے اور اسے ”پارلیمنٹ ان کیمرہ“ کہتے ہیں۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی تجویز ہی پر مرزا ناصر کو بلایا گیا اور اس طرح پاکستان میں پہلی مرتبہ مولانا ہی کی تجویز پر ”پارلیمنٹ ان کیمرہ“ بلائی گئی۔

### اسلام کا غلط استعمال

مولانا نے بڑی جرأت کے ساتھ اس بات کا اعلان کیا کہ اسلام کو دیپ داستان کے لئے ایک حسین قسم کی دستوری چوکھٹے میں سہانے کے لئے ہیچ استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن عملی طور پر نافذ کرنے اور عمل کرانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ اس طرح انہوں نے اسلامی کونسل کی بے بسی پر سخت تنقید کی اور کہا کہ اس کو غیر موثر ادارہ بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ جس کا کام صرف مشورہ دینا ہے وہ بھی جب اس سے مشورہ طلب کیا جائے اس طرح انہوں نے بھٹو کے تیار کردہ دستور کو سختی سے چیلنج کیا اور ایک ترمیم کے ذریعہ سات سال میں اسلامی قانون کے نفاذ کی دفعہ آئین میں شامل کرائی۔

### بنیادی حقوق پر ڈاکہ

مسودہ دستور میں جہاں اسلامی دفعات سے انحراف کیا گیا تھا وہاں اس وقت کی حکمران جماعت نے ہر فرد کے بنیادی حقوق اور آزادی کے اقدار پر بہت بڑا ڈاکہ ڈالا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور لوگوں کے حقوق بحال کروائے۔

### عدلیہ کی آزادی پر حملہ

مولانا شاہ احمد نورانی نے پارلیمنٹ میں عدلیہ کی آزادی پر سخت موقف اختیار کیا اور تجویز پیش کی عدلیہ کو انتظامیہ سے بالکل علیحدہ رکھا جائے۔ جو محکوم کی گئی اور عدلیہ کو



انتظامیہ سے ملحدہ کرنے کے لئے کام بھی شروع ہو گیا تھا۔

### گڑھی خیر کی چیل:

مولانا شاہ احمد نورانی سی کی کاوشوں اور سماجی ہمہ جہت کام نتیجہ تھی کہ پاکستان قومی اتحاد معرض وجود میں آیا اور ملک میں ایک ایسی تحریک چلی کہ اس سے قبل اس کی نظیر نہیں ملتی۔ تحریک کا بنیادی مقصد نظامِ مصطفیٰ علیہ السلام کا نفاذ تھا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کو پابند سلاسل کیا۔ قید تھائی میں رکھا سب سے زیادہ اذیت مولانا نورانی سی کو پہنچائی۔

۳ جولائی کی شب پاک فوج کے جرنیلوں نے جب اقتدار پر قبضہ کر لیا تو مولانا شاہ احمد نورانی کو ایک بار پھر گرفتار کر لیا گیا۔

### مارشل لاء کا خاتمہ اور بحالی جمہوریت کی جدوجہد

جنرل ضیاء الحق نے اقتدار پر قبضہ کرنے کے بعد ۱۹۷۳ء کے آئین میں تھوک کے بھادڑ تاریم کر ڈالیں۔ غیر جماعتی بنیاد پر انتخابات کرائے۔ جمیعت علماء پاکستان کو ترفیعات بھی پیش کیں۔ لیکن مولانا شاہ احمد نورانی نے بھنڈ اور ضیاء الحق کی پیش کردہ تمام ترفیعات کو ٹھکرا دیا۔ اور اصولوں پر ڈٹے رہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے مارشل لاء کی کھل کر مخالفت کی۔ اور وطن عزیز میں جمہوری عمل کو جاری و ساری رکھنے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ جنرل ضیاء الحق نے اراکین اسمبلی کو احتجاجی اخراجات کی پابندی سے مستحکم قرار دے کر ان کی بے ایمانی کو سند جواز مہیا کیا۔ آئین میں تاریم کر کے پارلیمنٹ کو بے اختیار بنا دیا اراکین کی رکنیت کا انحصار ضیاء الحق کی خوشنودی پر تھا۔ پارلیمنٹ مجبوراً محض تھی۔ مولانا شاہ احمد نورانی کی نگاہ میں ایسے اراکین ”مجبور روزگار“ تھے مولانا شاہ احمد نورانی نے ضیاء الحق کے غیر جماعتی انتخاب کا بائیکاٹ کیا ان کا موقف تھا کہ اس انتخاب سے قومی وحدت پارہ پارہ ہو جائے گی اور قوم برادری اور ٹکریوں میں بٹ جائے گی۔ لوگ بے ضمیر ہو جائیں گے لوگوں کو سیاسی رشوت دی جائے گی قوم ایک ایسے بحران سے دوچار ہو جائے گی۔ جہاں سے اس کی واپسی ناممکن ہوگی۔ مولانا نورانی کی پیشین گوئیاں لفظ بہ لفظ

درست ثابت ہوئیں۔ آج جو قوم کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے جو ہارس فریڈنگ ہو رہی ہے اس کی داغ بیل ضیاء الحق نے ہی ڈالی تھی مولانا نورانی نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے ضیاء الحق سے اس لئے بھی اختلاف کیا اور صدائے حق بلند کی کہ ضیاء الحق نے ہوس اقتدار کے نشہ میں ملک میں جمہوری عمل کو بے تحاشا نقصان پہنچایا اور اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے قومی بندھن کے تار پود کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔

### خارجہ پالیسی: پاکستان کا محکمہ خارجہ ایک سفید ہاتھی ہے

مولانا شاہ احمد نورانی کا پاکستان کی خارجہ پالیسی میں موقف یہ ہے کہ پاکستان کو اسلامی ممالک میں ایک حلقی کردار ادا کرنا چاہیئے۔ افغانستان کے سلسلہ میں انہوں نے ہمیشہ کہا ہے کہ افغانستان ہمارا پڑوسی ملک ہی نہیں بلکہ ایک اسلامی ملک بھی ہے جن سے ہمارا خونی رشتہ بھی ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا کہنا ہے کہ برادر اسلامی ممالک کو اپنے دفاع اور عالم اسلام کے دفاع کے سلسلے میں مشترکہ تدابیر اختیار کرنی چاہیئے مولانا نورانی کے مطابق پاکستان کا محکمہ خارجہ ایک سفید ہاتھی ہے۔ اور قومی خزانہ پر بوجھ ہے۔

افغانستان کے سلسلہ میں مولانا کا ہمیشہ یہ موقف رہا ہے کہ افغانستان سے براہ راست بات کرنی چاہیئے لیکن امریکہ کے حاشیہ برادروں نے ان کی ایک نہ سنی لیکن جب امریکہ اور روس نے افغانستان سے براہ راست بات چیت کرنے پر آمادگی ظاہر کی تو وزارت خارجہ پاکستان بھی آمادہ ہو گئی۔ کاش مولانا شاہ احمد نورانی کی باتوں پر شروع ہی میں عمل کر لیا جاتا تو یہ خون خرابہ نہ ہوتا۔ مولانا شاہ احمد نورانی کا غلطی بحران پر یہ مشورہ ہے کہ بجائے پاکستان ایک پارٹی بنے اس کو ثالثی کردار ادا کرنا چاہیئے۔

### ایران عراق جنگ بندی میں اہم کردار

ایران عراق کی جنگ ختم کرانے میں مولانا شاہ احمد نورانی نے عظیم کردار ادا کیا انہوں نے ایران عراق کی جنگ بندی کے لئے ایشیاء کی تمام ممالک کی اور اقوام متحدہ کے



بیکرونی جزل سے مل کر جنگ کے خاتمہ کے لئے اہم کردار ادا کیا مولانا شاہ احمد نورانی کی ملاقات کے تھوڑے ہی دنوں بعد جنگ بندی ہوگئی۔ انہیں کی کوششوں سے جنگی قیدیوں کا تبادلہ عمل میں آیا۔

### معاشی تجاویز

مولانا شاہ احمد نورانی نے قوم کو معاشی بحران سے نکالنے کیلئے ہمیشہ ٹھوس تجاویز پیش کی ہیں۔ ان کی نظر میں سب سے اہم مسائل مہنگائی و پروڈکٹوریٹی ہیں۔ مہنگائی اور بے روزگاری کی ذمہ دار بدعنوان اور رشوت خود انتظامیہ ہے ملک کو معاشی بحران کے چنگل سے نکالنے کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی نے ہمیشہ یہ موقف اختیار کیا ہے کہ پاکستان کو "خود کفیل" ہونا چاہیئے۔ قرضوں کی بجائے سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیئے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے پروڈکٹوریٹی کے لئے پروڈکٹوریٹی الاؤنس دینے کی تجویز پیش کی ہے اور بیت المال قائم کرنے کا مشورہ دیا ہے ملک سے مہنگائی ختم کرنے کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی نے انتظامی اور غیر انتظامی اخراجات کو کم کرنے کا طریقہ کار پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ کارپوریٹیشن کو ختم کر کے ۱۵ ارب روپیہ بچایا جاسکتا ہے۔ جو غریب اور مفلس عوام پر خرچ کر کے ان کو افادہ بخشی سے بچایا جاسکتا ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ہمیشہ برسرِ اقتدار طبقہ کی شاہ فریجوں سے کی مکمل کر بڑمت کی ہے معاشی بحران کو ختم کرنے کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی کا موقف ہے کہ پورے ملک میں صنعتوں کا جال بچھا دیا جائے اس کے علاوہ دفاعی پیداوار میں بھی ملک میں خود کفیل ہونا کہ "مانگے تاکے" کے اسلحہ سے جان چھوٹ جائے۔ نورانی میاں اس موقف پر سختی سے ڈٹے ہوئے ہیں کہ پاکستان کو ایٹم بم بنانا چاہیئے تاکہ ملک پر کوئی دشمن بُری نگاہ نہ ڈال سکے۔

مولانا کی قد آور شخصیت اور ان کی فکری صلاحیت کو مکمل طور پر پیش کرنے کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ پھر بھی کوشش کی گئی ہے کہ ان کے سیاسی اور معاشی افکار کو قارئین کے سامنے پیش کر کے پاکستان کے اس "عوام دوست" کا کردار عوام کے سامنے پیش کیا جاسکے تاکہ ان کو فیصلہ کرنے میں اور رائے دینے میں کوئی دقت نہ ہو۔

اشاعت خاص  
کردارِ نورانی

انوارِ رضی

## المیہ انقلاب

گفتگو

چودھری حمایت علی

ترتیب و تدوین

کنوراختر حسین

المیہ انقلاب  
چودھری حمایت علی  
ترتیب و تدوین  
کنوراختر حسین  
کنوراختر حسین کی کتاب پر سوانحی  
انتظامیہ - اسلام

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

زاویہ قادریہ سیدنا طوٹ اعظم ستریت (نورپور) سکرگود پاور 5 جوہر آباد (41200)  
0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com





ہر اچھی تنظیم کو اپنے اغراض و مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے ایک عرصہ کا تعین کرنے کے بعد اپنے مقاصد کے حصول کے بارے میں غور و فکر کرنا چاہئے کہ آیا ہم نے اپنے عرصہ میں اپنی منزل کے حصول کے لئے کتنا سفر کیا ہے؟ منزل کے حصول کے لئے اب مزید کتنا عرصہ درکار ہوگا؟ ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے حال کے فیصلے کئے جاتے ہیں تاکہ مستقبل میں قوم کا ان کے ہاتھوں کوئی اجتماعی نقصان نہ ہو جائے۔

انجمن طلباء اسلام عرصہ ۲۲ سال سے انقلاب نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے قطعی اداروں میں نوجوانوں کے اذہان تیار کر رہی ہے تاکہ ملک پاکستان (جو طویل عرصہ ہمارے اسلاف کی قربانیوں کے ثمرہ کے طور پر ہمیں ورثہ میں ملا ہے) میں نظام مصطفیٰ ﷺ کی عملی تفسیر پیش کی جاسکے۔ جس سے شہداء کی روجوں کو مزید سکون ہو۔ ملت اسلامیہ کی بیداری کے لئے اسلام کا عملی نمونہ پیش کیا جائے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد یہاں مخالفین پاکستان (تحریک پاکستان کے مخالف) اسلام دشمن عناصر مختلف روپ و عمارت کے بعد ملک گیر سطح پر، ہر شعبہ میں متحرک ہو گئے۔ جس سے ملک انقلاب نظام مصطفیٰ ﷺ کی صحیح سمت میں گامزن نہ ہو سکا۔ لیکن ملک کے اندر گاہے بگاہے غیر مسلم لابیوں اور ان کے کارندوں کے جواب دہینے کے لئے علماء حق نے مذہبی تشخص کو مسخ نہ ہونے دیا۔ تختہ قادیانیت ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور سازش جو اسلام کے خلاف ہو بلکہ ہر باطل قوت کو پاش پاش کرنے میں علماء حق پیش پیش رہے اس طرح ان کے تمام حیلوں، سازشوں کو ناکام بنایا جاتا رہا۔





ہزاروں کارکنانِ دہی اور پابند سلاسل رہے۔ بالآخر ملک میں اور ایک مارشل لاء لگ گیا۔ اس تحریک نے بین الاقوامی سطح پر یہ چیز ہر ذہن میں باور کرا دی کہ پاکستان کے شہری نظام مصطفیٰ ﷺ کے عقائد کے علاوہ اور کوئی قانون اس ملک میں نہیں چلے دیں گے۔ مارشل لاء کی پہتری حکمت مصطفیٰ ﷺ کے مخالفوں کو بہت ہی راس آتی ہے لہذا انہوں نے تو آہستہ آہستہ نظام کی حمایت کرنا شروع کر دی۔ اور انقلاب کی قربانوں پر نظر رکھے ہوئے علماء حق میں سے علامہ شاہ احمد لورانی، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان یازوی، علامہ سید احمد سعید کاشمی، مولانا حامد علی خان صاحبان جیسی عظیم شخصیات نے ایک فکر ہو کر مارشل لاء کے قاصبانہ نظام کی ڈٹ کر مخالفت کی۔

عوام میں عظمتِ مصطفیٰ ﷺ اور اسلامی تشخص کو اجاگر کرنے کے لئے ملتان میں سنی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ ملک کے ہر کونے سے اس کانفرنس میں عوام الناس نے شرکت کی لاکھوں کی تعداد میں کارکنان نے مدینہ الاولیاء ملتان شریف میں اکٹھے ہو کر تحریک پاکستان کے اجتماعات سنی کانفرنس بنارس دیگر اجتماعات کی یاد تازہ کر دی۔ انجمن طلباء اسلام کے نوجوانوں نے بزرگوں کے شانہ بشانہ کام کر کے کانفرنس کامیاب کروائی بلکہ نوجوانوں کے ساتھ مشورہ سے بزرگوں نے ہر کام کو آخری شکل دی۔

اس کے بعد میلا و مصطفیٰ ﷺ کانفرنس رائے دہ (مصطفیٰ آباد) میں انعقاد پزیر ہوئی۔ اس کانفرنس کے روحانی کیف کے بارے میں اس وقت کے مندوبین آج بھی بڑی محبت و اذیت سے یاد تازہ کرتے ہیں۔ اس پروگرام میں مجاہد ملت عبدالستار خان یازوی اور قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد لورانی نے آپس میں ہاتھ ملانے اور کھڑے ہو کر کھج کے تنہوں چاہب اکٹھے گھومے اور لوگوں کے نعروں، جوش و جذبہ کا ہاتھ ہلا ہلا کر جواب دیتے رہے کسی شخصیت کے لئے فقید المثال عوامی جذبہ و جوش تھا شرکاء بتاتے ہیں کہ کانفرنس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے۔ اب ذرا ہر کوئی غیر جانبدار نظر سے دیکھے کہ ملتان شریف اور رائے دہ (مصطفیٰ آباد) کے اجتماعات کے بعد ہاشور ہر شہری کا سینہ کتنا کشادہ ہوگا۔ اجتماعات میں شریک لاکھوں تمام افراد اپنے اپنے علاقہ میں واپسی پر ان پروگراموں کا

تکس کس محبت اور جذبے سے ہر شہری کے سامنے رکھے ہوں گے۔ ان پروگراموں کے اول تا آخر کارکنان انجمن طلباء اسلام نے پورے ذوق شوق سے کام کرنے کو سعادت سمجھا دونوں روحانی و دینی اجتماعات مارشل لاء دور میں ہوئے انجمن طلباء اسلام کے مرکزی رہنماؤں سے لے کر کارکنان تک سب نے اس میں دل جمعی سے کام کیا۔ بلکہ ملتان شریف کی کانفرنس میں ربیع باور پر نظر رکھتے ہوئے وقت اور مفادات کا تقاضا پرکھتے ہوئے نوجوانوں کے جذبات سمجھتے ہوئے برادر حاجی محمد حنیف طیب صاحب (اس وقت صوبہ سندھ بے یو پی کے جنرل سیکرٹری تھے) نے ارشاد فرمایا کہ جس سنی بھائی نے اپنی سیاسی زندگی گزارنی ہو وہ جمیعت علماء پاکستان میں شمولیت اختیار کرے۔ جس نے صرف مذہبی زندگی گزارنی ہو وہ جماعت اہل سنت میں شامل ہو جائے۔ جو طالب علم ہے وہ انجمن طلباء اسلام میں شامل ہو جائے۔ یہ تین نکاتی فارمولا اہل سنت کے لئے آج بھی شانی اور کافی ہے۔ (انہوں نے خود حاجی موصوف اس خود دہندہ فارمولے کے ساحل امن سے تیل مفادو اجتہاد کی بے رحم موجوں میں ڈبکیاں کھا رہے ہیں) انجمن طلباء اسلام کے اس وقت کے مرکزی صدر نے کسی طرح بھی اس فارمولے کی خدمت نہ کی۔ کارکنان کی سطح پر بھی غیر سیاسی یا آزادانہ پالیسی کے بارے میں کوئی واضح لائحہ عمل سامنے نہ آیا۔ برادران ہم نے ۲ ستمبر ۱۹۸۷ء کو جو عزم انقلاب کا نعرہ لگایا تھا وہ صرف پہلے خوشگوار تعلقات کو بحال کرنا مقصود ہے۔ ملت اسلامیہ کے ہر فرد کو تین نکاتی فارمولا کے ذریعے ہی بخشی کیا جا رہا تھا۔ بلکہ خاص و عام کے سامنے بر ملا اجتماع عام میں ماضی کے خوشگوار تعلقات کو مستقبل کے لئے بتایا جا رہا ہے۔ آخر ان پروگراموں کی کامیابی کا راز نوجوان اور بزرگوں کی ہم آہنگی تھا۔ اس کے بعد عوام الناس میں سے بھی افراد اپنے اسلامی تشخص کو بڑے فخریہ انداز میں کھل کر پیش کرتے تھے غریب و امیر میں بھائی چارے کی لغت سے اسلامی تشخص کا احساس پیدا ہو جانا یقیناً اسلام دشمن عناصر کے لئے موت کا پیغام تھا۔

پھر کل طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد میں نظریاتی یکاگرت، بڑی انقلابی صورت نفسی، نسل نو میں سے انجمن طلباء اسلام کے کارکنان کے حوصلے یقیناً بڑے



بلند ہو گئے۔ انہیں محنت و مشقت سے کام کرنے میں محسن محسوس نہ ہوتی تھی جس نوجوان کے کردار کو مسخ کرنے کے لئے غیر مسلم لابیوں نے بیش بہا حربہ استعمال کئے وہ نوجوان انہیں یتیم خانہ نور کی حیثیت سے مستقبل میں ابھرتا نظر آ رہا تھا۔ وہ نوجوان جس کے سینہ سے عشق مصطفیٰ ﷺ ختم کرنے کے بارے میں ہر وقت پریشان رہتے تھے وہ نوجوان ماضی کے ساتھ ساتھ زمانے کے اپنے بزرگوں کے بارے میں کسی قسم کی گستاخی سننے کے لئے تیار نہ تھا۔ صدیوں سے یہود و نصاریٰ کی پالیسی پھر سے خاک میں ملتی نظر آ رہی ہے۔ اب پھر سے ان اسلام دشمن لابیوں کی مکارانہ چالیں چلنا شروع ہوئیں۔ انہوں نے اپنے خاص اعداء فکر سے ہر ایک کے سینے میں خود غرضی کا بیج بونا شروع کر دیا کہ یہ پروگرام تو آپ دوستوں کی وجہ سے کامیاب ہوئے۔ اس کے علاوہ بزرگ شیخ پہنچنے کے علاوہ کیا کام کرتے تھے۔ ہر ایک کو اس کی حیثیت کے مطابق جھانسنے دینے کی کوشش کی گئی۔ شیطانی سوچ نے ہر سینہ میں جوش مارا بعض نے تو اپنی قوت ارادی سے اس پہ قابو پالیا۔ مگر بعض نے کہنا شروع کر دیا کہ میں پروگرام میں محنت نہ کرتا تو پروگرام نہیں ہو سکتا تھا حتیٰ کہ افراد نے مرکزیت سے کٹنا شروع کر دیا ان باتوں کو سمجھنے کے لئے ہمارے کے اعتراضات کتاب کا مطالعہ کیجئے جس نے عربوں کی ایک ہی اسلامی مملکت کو پہلے عربی ازم اور ہم کے چکر میں ڈال کر کمزور کیا بعد میں انہیں علاقائی حبشیت میں ڈال دیا۔ جس کا نتیجہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے ملکوں میں بنی ہوئی اسلامی ریاستیں سوائے غیر مسلم لابیوں کی کا۔ یہی لیبی کے اور کیا کر رہی ہیں۔ آخر اتنی بڑی اسلامی مملکت کو سیدھا انگریز نے اپنے روپ میں آکر نشانہ بنا کر اسلامی مرکز کو پارہ پارہ ہی نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کے اندر ہی سے نام نہاد حالات کے مطابق تقویٰ کا لبادہ اوڑھے، کم ہمت، پست حوصلہ خود عرض لوگوں کی فہم پر محنت کی انہوں نے حیلوں، بہانوں سے مرکز کو کمزور کر دیا۔

پاکستان میں بھی ملتان اور رائے وٹہ (مصطفیٰ آباد) کے اجتماعات کے بعد فیصل آباد (لال پور) میں بھی اسلامی تشخص کے حوالہ سے پروگرام کامیاب ہو جاتا تو یقیناً صورت حال مختلف ہوتی مگر جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ اس سارے کام کو انہوں ہی کے

روپ میں اسلام دشمن عناصر نے چاہ کر دیا۔ اب فیصلہ قارئین کو یہ کرنا ہے کہ یہ تینوں پروگرام کامیاب ہو جاتے پھر اسلامی تشخص، عرب، امیر کے ساتھ طلباء اور مزدور، کسان، صنعت کار، ذراعت پیشہ، شہری اور دیہاتی میں یکساں نظریاتی امنگ ابھرتی۔ کیا پھر بھی ہمیں امریکہ، روس کی جانب انقلاب کے لئے سہارے کی ضرورت ہوتی؟

یقیناً امریکہ اور روس کے ہم مرہون منت نہ رہتے۔ بلکہ جس مقاصد کو ہم پیورو کر رہے ہیں میرے خیال کے مطابق ان میں سے بھی بعض کے دل مجھے مصطفیٰ ﷺ سے روشن ہو چکے ہوتے وہ بھی انقلاب کے لئے ایک بہانے کی تلاش میں ہوتے اگر تینوں پروگراموں کی کامیابی کے بعد اسلامی تشخص کو تمام شعبہ ہائے زندگی کے افراد پر نظر دوڑا کر دیکھیں تو صورت حال یہ سامنے آتی ہے کامیابی کی اس صورت میں قائدین عوام کو سیدھا اسلام آباد کی جانب رخ کرنے کا اشارہ بھی کرتے۔ تب بھی عوام ان کو ان کے اس اشارے پر انہیں شرمندہ نہ کرتی کیونکہ یہ عوامی انقلاب ہوتا عوامی انقلاب کے سامنے ہر منصوبہ بندی ناکام ہو جاتی ہے۔ جیسے حکومت امریکہ نے فلپائن میں مسز اکیو کی آخر دم تک زبردست مخالفت کی مگر مسز اکیو عوامی انقلاب کے سیلاب سے امریکہ کی ہر منصوبہ بندی اور وسائل کو بہا کر لے جانے میں کامیاب ہو گئی۔ مسز اکیو کے تحت فشین ہونے کے بعد امریکہ کو اس کے ساتھ اٹھام و تقسیم مجبوراً کرنا پڑی۔ لیکن ہمارے پاکستان میں تو عوام الناس میں عوامی انقلاب کے ساتھ روحانی اقتدار کو زندہ کرنے کا رواج بھی عام ہے۔ لہذا یہاں کا انقلاب امریکہ، روس کا مرہون منت نہ ہوتا۔ اگر کم ہمت، مفاد پرست عناصر اپنی قیمت گوانے کے چکر سے کل کر قوم کا اجتماعی مفاد سوچتے تو پھر ہر صورت پائیدار اسلامی تشخص عوام میں بڑھانے والا تھا۔ جس سے انقلاب نظام مصطفیٰ ﷺ ملک کا مقدر بننے والا تھا۔ مگر بد قسمتی سے غیر مسلم لابیوں کی جانب سے ایسے مکارانہ وار کئے گئے کہ ہر آدمی میں نفسا نفسی پھیل گئی۔ میری یہاں کہنے سے مراد وہ حضرات ہیں جن سے مزدور، کسان، طلباء، صنعت کار، سرمایہ دار اہل علم حضرات کو بہتر تو قہات واجبہ تھیں۔ وہ حیلوں، بہانوں سے خیاہ الحق مرحوم کی مجلس شوریٰ میں اسلام کے نام کا بہانہ بنا کر چلے گئے مگر دیکھتا یہ ہے



کہ سالہا سال کے بعد جب شوری نے بھی اپنے مقاصد میں چلے بہانے وصول کر اسلام کو بدنام کرنا شروع کر دیا تو پھر وہ افراد جو لاشوری طور پر مرکز سے کٹ کر صرف اسلام کے نام کی وجہ سے وابستگی اختیار کئے ہوئے تھے وہ تو دوبارہ لوٹ کر مرکز کی جانب آگئے یا حکومت کے دعوے سے جان بخشی کرہ اگر گھر بیٹھ گئے۔ وہ تو بدعتی کی بنا پر مرکزی کو تباہ کرنے پر تھے رہے۔

انہوں نے ہر صورت آمر مطلق خیار الحق مرحوم کے آخری سانس تک میارہ سال آمریت کی وفاداری بھائی۔ کیا اتنے سالوں میں اسلام کی باقاعدہ عملی شکل ملک میں وہ بنا سکتے ہیں؟ آپ اس سارے معاملے پر ایک نظر دوڑائیں کیا جو عمل میں نے پہلے عرض کیا کہ اسلامی شخص مرکز سے وابستہ رہ کر قائم کرنے میں جب ہم کامیاب ہو جاتے تو پھر تمام شعبہ ہائے زندگی میں انقلاب کا تصور عمل آجاتا ہے بصورت دیگر جلد بازی کا نتیجہ دیکھ لیں کہ اب ساری امیدوں پر پانی پھر چکا ہے کہ نہیں آپ خود فیصلہ کریں کہ آخر مرحوم کون ہے؟

انقلاب نظام مصطفیٰ ﷺ کی ملک گیر تحریک ۱۹۷۷ء میں بھائی افتخار شہید کے خون کا پہلا قطرہ جو اس سرزمین پر گرتا تھا کہ اس نے تحریک میں ایک روح سی چوک دی۔ اس تحریک کا بخور جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مزدور کسان، صنعت کار، جاگیردار، سرمایہ دار، علماء کرام، مشائخ کرام، شہری، دیہاتی بلکہ طلبہ تک بزرگوں سے اس حد تک اجتماعی مفاد کے لئے غلوں نیت سے ہم آہنگ تھے کہ فوج نے بھی عوام کے سامنے گولیاں چلانے سے انکار کر دیا۔ مگر مارشل لاء کے آنے کے بعد بھی فوج وہی کام کر سکتی تھی کہ ایک آرڈر کی فوج کے آفیسروں نے پہلے ہی حکم عدولی کی تھی جب عوام ان کے سامنے جم عظیم کی صورت میں فولا دی دیوار بن کر ڈٹی رہی شہادتوں کے باوجود راستہ نہیں دے رہے تھے مجبوراً فوج کا انکار تھا۔ مارشل لاء کے بعد بھی تو فوج بھی کچھ کر سکتی تھی عوام کے اتحاد و اتفاق کو کس نے توڑا؟ کم ہمت اور خود عرض لیڈروں نے یقیناً توڑا۔ پھر کیا اسلام آگیا۔

اب خود سوچیں کہ اسلام کے عملی نفاذ کی راہ میں کون سا نولہ آڑے آتا ہے یقیناً یہی صورت حال سامنے آتی ہے کہ مرکز سے کم ہمت اور خود عرض لوگوں کا علیحدہ ہو جانا مزید کمزوری کا باعث بنتا ہے۔ ثابت قدمی سے اس وقت لیڈر ڈلے رہتے تو معینہ مدت میں ملک گیر انتخابات ہو جاتے۔ تب جو پارٹی بھی سامنے آتی وہ عوام کی جذبات کی ترجمان ہوتی۔ اب ملک ۱۱ سال آمریت کے دور سے جیسے گزرا کسی صورت بھی اس وقت کے قوی اتحاد کے لیڈر جو مارشل لاء کے فاسدانہ نظام کی تائید میں اتحاد سے جلدی سے علیحدہ ہو گئے انہیں حصیت اور لسانی جھگڑوں اور دیگر نقصانات کے ذمہ دار گردانے بغیر ہم نہیں رہ سکتے۔ اب ملک میں ترقی کی راہ سے ہٹنے کے جو ذرائع سامنے آئے ان میں نام نہاد لیڈروں کو اللہ کے ہاں ضرور سزاوار شہر لیا جائے گا۔

برادر حامی محمد حنیف طیب نے تین نکاتی فارمولا جو ملتان شریف کانفرنس کے موقع پر پہنچ سے پیش کیا۔ ملت اسلامیہ کے لئے مالکیر سلط پر انقلابی روپ دھارنے کے لئے کافی ہے۔ اس وقت اس فارمولا کو ہر شہری میں کس حد تک پذیرائی ہوئی ہوگی مگر انہوں صد افسوس کہ یہ فارمولا پہنچ کی ذہنت بن جانے کے علاوہ دل کے نہاں خانوں کے قریب سے بھی نہ گزرنے دیا گیا۔ اب عوام تو مقرر یا لیڈر کے الفاظ کی ادائیگی پر غور و فکر کے بعد کٹ مرنے پر تیار ہے مگر لیڈر واقعی وا دلینے کے لئے بڑے بڑے منصوبے پیش کرتا ہے۔ وہ تو اپنی ہی کمی ہوئی باتوں کو خلق سے پیچے اتارنے کے لئے تیار نہیں۔ رحمت خداوندی کیسے نازل ہو؟ رب کریم ہی کوئی مسیحا صفت افراد بھیج کر قوم کو منزل تک پہنچانے کے لئے ذریعہ پیدا فرمادے۔ ورنہ لیڈروں کو تو یاد ہی نہیں کہ اس جہاں کے بعد دنیا کے محشر میں ہم نے یہاں کے بلند باگ و دھوؤں کا حساب بھی دینا ہے۔

ہم نے غلطے دل سے سوچنا ہے کہ بھائی محمد حنیف طیب کا یہ تین نکاتی فارمولا اس وقت کانفرنس کے مندوبین میں سے چوتھا جسے اس کو عمل اپنا لینا پھر ہماری عظیم کو کس حد تک مستحکم ہونے میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ بالفرض وسائل نہ بھی ہوتے اس صورت میں ہم نسل لو کو ایک منزل کی جانب لے جانے میں یقیناً ایک تحریک کی



صورت میں کامیاب ہو سکتے تھے مگر چوتھائی حصہ افراد اس کو کیسے قبول کرتے جبکہ ہائی فارمولا صرف اسے سٹیج کی زینت کے علاوہ داد کی بھوک مٹانے پر اس کے قوم کے مستقبل کی فکر ذہن میں ہو تو کم از کم ہائی فارمولا استقامت کے ساتھ اس کام کو چلائے رکھتے بھی بھی شارٹ کٹ مارنے کے چکر میں نہ ہوتے۔

برادر حاجی محمد حنیف طیب صاحب کے بقول بے یو پی والے نوجوانوں کو ساتھ چلانا پسند نہیں کرتے۔ میں اس سلسلہ میں بھی عرض کروں گا کہ انہیں یہ بات تو جلد ہی سمجھ جانی چاہیے تھی۔ جب وہ JUP صوبہ سندھ کے جنرل سیکرٹری تھے۔ انہیں تقریباً اس وقت بحیثیت خادم کے عظیم میں رہنمائی بہتر تھا تا کہ ان کے پیچھے نوجوان طلبہ کی کھپ اپنا راستہ نہ بدلتی۔ جن لوگوں کو ان کی ترقی سے حسد تھا لیڈری ان کے حوالے فراخ دلی سے کر دی جاتی۔ کچھ عرصہ بعد جب A-T-1 کے کے ہم خیال عظیم نوجوان بے یو پی میں غالب اکثریت سے آجاتے۔ تو یقیناً یہ ایک پائیدار انقلاب ہوتا اور عظیم مضبوط ہوتی۔ کیونکہ بحیثیت عظیم کے امداد فرد رہنے سے ان کی پذیرائی تعمیر سمیت ملک کے چاروں صوبوں میں تھی۔ ان سے حسد کرنے والا طبقہ ہمیشہ کے لئے پیچھے رہ سکتا تھا میرے خیال سے اگر ہائی فارمولا کے نزدیک کوئی قیسری لگ رہی تو یقیناً یہ رنگ اختیار کرنا آسان ہے۔

ایک اور سوال کہ قائدین بھی نوجوانوں کو پسند نہیں کرتے غمنی انتقامات میں قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صاحب نے اپنی نشست خالی کی کیا اس وقت ان کی اپنی برادری اور بے یو پی کے احباب میں سے کوئی آدمی اس قابل نہ تھا کہ صوبہ سندھ میں سے جن کر کسی فرد کو قائد کی نشست پر انکیشن لڑایا جاتا مگر قائد کی نظر انتخاب برادر حاجی محمد طیب پر پڑی ہر طرح کے تضاد کے ساتھ انہیں انکیشن لڑایا گیا۔ اس کے علاوہ قائدین کی قربت انہیں بہت نصیب رہی، اتنی قربت کے بعد عظیم A-T-1 کا پہلا نوجوان جس نے بزرگوں کو صرف چھوڑا ہی نہیں تھا بلکہ سب احباب کو بے یو پی میں بغاوت کرنے پر ایک پریشر گروپ کی ریڈہ کی ہڈی کا کردار ادا کیا یہی تھا غزالی زمانہ رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمہ اللہ کو قائدین سے صلح کرانے کے بعد بھائی حاجی محمد حنیف صاحب

اگر بذریعہ اخبار بیان جاری کر دیتے کہ میرا ظہور الحسن بھوپالی کی عظیم استحکام پاکستان کونسل سے کوئی تعلق نہیں ہے اس میں کیا حرج تھا؟ پھر جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نام مطررت نامہ لکھ کر بھیج دیتے یا غزالی زمانہ کے ذریعہ ہی بھیج دیتے تو یہ کون سا غیر تحقیقی فارمولا ہے۔ عملاً ایسا نہیں کیا گیا بلکہ صلح کی سزا اب طویل داستانوں کی صورت میں قائدین کی بدنامی کا باعث بنی کیونکہ یہ کام بھائی جان حنیف طیب کے لئے اس لئے مشکل تھا کہ وہ ظہور الحسن بھوپالی کو کون سا منہ دکھا سکتے تھے۔ اس لئے کہ ایک وقت میں ایک محبوب کو راضی رکھا جاسکتا تھا۔

میں (چودھری حمایت علی مرکزی صدر A-T-1) ذاتی طور پر قطب الہند حضور خواجہ معین الدین چشتی امیری رحمہ اللہ المعروف خواجہ غریب نواز کے سپاہی تھیں صدر جماعت جماعت اہل سنت پاکستان آل سیدی (سرکار کی رہائی) جو داستان سن چکا ہوں مختصراً بیان کئے دیتا ہوں کہ دیوان صاحب سرکار کو بھائی حنیف طیب صاحب نے دو دفعہ صلح کے لئے قائم دیا۔ جب ملاقات کا وقت آتا مقرر شدہ جبکہ سے موصوف حاجی صاحب ہماگ جاتے۔ اس طرح دیوان آل سیدی سرکار بھی ان سے ملایس ہیں کہ اس بندہ خدا نے مجھ سے بعد میں مطررت بھی نہیں کی۔ یہ حال ہے سفید کاغذ پر دھجکا کرنے والے ڈرامہ نگار کا۔

جس نوجوان کو سب سے پہلے اتنا پیار ملا ہو وہ بزرگوں کو آنکھیں دکھانے کے علاوہ نوجوانوں کو ان کے مرکزی پالیسی ساز ادارے سے متصادم پالیسیاں مرتب کرنے کی ترغیب میں مرکزی کردار ادا کرتا ہو۔ اب بزرگوں کا حق بنتا ہے کہ وہ بھی نوجوانوں سے سمجھ بوجھ سے بلکہ انتہائی محتاط انداز سے رابطہ رکھیں۔ میری اپنی سوچ کے مطابق ہمیں بھی اگر بزرگ محتاط انداز سے ملیں تو ہمیں محسوس نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہمارے پرانے تحقیقی ساتھیوں نے جب پیار اور خلق کا سبق انہیں اٹنے انداز میں سکھایا اب محتاط رہنا بزرگوں کا حق ہے۔ برادران تحریر کی آپ بھائی حنیف طیب کا مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی والا قصہ سن چکے ہیں کہ مری میں رات دو بجے کے قریب انہیں اس سلسلہ میں



جگایا گیا جب بطلِ حریت مجاہد ملت نے انہیں کہا کہ آؤ اسبلی سے اسٹھی دے کر آپ کا مقام ہم سب سے بڑھ جائے گا مگر اس کے بعد مجاہد ملت کو بھی یہ صاحب نہیں ملے۔ اصل میں آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ملتِ اسلامیہ کے ان دو نامور مجاہدین کو خاص اعزاز میں بدنام کیا جا رہا ہے۔ تاکہ یہ دنیا میں اپنی زندگی میں قوم کے لئے کوئی انقلاب برپا نہ کر سکیں۔ ورنہ جمعیتِ علمائے پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے نام اپنی سب داستان لکھ کر بھائی حنیف طیب معاملہ چلا سکتے ہیں صرف ان دو نامور مجاہدین کو بدنام کرنے کی یہ ایک سازش ہے۔ تاکہ نسل نو سمجھے کہ یہ دو شخص آمر ہیں۔ اپنی مشاورت کے فیصلہ کو بھی یہ نہیں مانتے۔ آپ غلطی سے دل سے جمعیتِ علمائے پاکستان کی پالیسی کو سمجھیں۔ ہاں تصویر کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ بھائی حنیف طیب کو بے یو پی سے نکالا گیا تھا۔ انہیں جماعتِ اہل سنت اور اپنے پیرو مشد کے جوتوں میں بیٹھنا باعثِ فخر سمجھنا چاہیے تھا۔ انہوں نے اپنے پیرو مشد کے ہوتے ہوئے بھی ایک طبعہ جمعیتِ اہلسنت کے نام سے جماعت بنائی۔ جمعیتِ اہل سنت کے خود مرکزی نیکر فزی جنرل بنے۔ مفتی سعادت علی قادری صاحب کو صدر بنایا۔ اب مفتی صاحب تو ۱۹۷۷ء میں بھٹو مرحوم کے الیکشن میں ملتان شریف میں بھٹو پارٹی کی امداد کرتے رہے۔ ان کی تمام تر صلاحیتیں مولانا حامد علی خان صاحب بے تاج بادشاہ علیہ السلام کی مخالفت میں صرف ہوتی رہیں۔ آپ یہ اہل علم لوگ کسی نہ کسی بہانے اس گناہ کی کوئی توجیح پیش کرنے کی کوشش کریں گے لیکن نوجوانوں کو سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا ہوگا۔

برادرِ اسلام!

فطرتِ افراد سے انہماض بھی کر لیتی ہے کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف علامہ احمد سعید کاظمی علیہ السلام نے جی یو پی کے سربراہ صدر قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی اور بطلِ حریت مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی قیادت کا ادنیٰ سپاہی رہنے پر فخر ہی نہیں کیا بلکہ مجمعِ عام میں لوگوں کو اس قیادت کے دست و بازو بن جانے کی ہدایت کی۔ کیا اب بھائی کا کوئی رستہ رہ جاتا ہے۔ آخر کون سا خفیہ ہاتھ ہے جس نے انقلابِ نظامِ مصطفیٰ علیہ السلام کی مرکزیت کو تباہ کرنے میں کارستانیوں کی ہیں علامہ شاہ احمد

نورانی کی قیادت و سیادت سے رہائی دکھائی کوئی بھی انکار کرتا مگر جب مملکتِ صورت حال سامنے آتی ہے تب سیاسی سمت کے لئے ہر کوئی طبعہ امام کا انتخاب کرتا ہے اس طرح تو انسانی عظیم کے قائدِ الطاف حسین بھی قائدِ اہلسنت کو مذہبی پیشوا ماننے سے گریز نہیں کرتے۔ اسلام کو ملت کی اجتماعیت کو اس حقیقت کا کیا فائدہ۔ ہر کسی کی دھومیں دار یا میٹھی میٹھی مخالفت آخر قائدِ اہلسنت پر ہی کیوں برتی ہے۔ اس کی بجلی وجہ ہو سکتی ہے کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں انقلابِ نظامِ مصطفیٰ علیہ السلام کے لئے گہری نظر رکھنے والی اس شخصیت کی عظمت کو کارکنان کی نظر سے گرا دوتا کہ اتحادِ اتفاق اور محبت کی فضا عوام میں پھیلنے نہ پائے۔ مستقل مزاجی سے کارکنانِ منزل کی جانب نہ چلتے پائیں۔ جزوی طور پر اسلام کو لاگو دیکھنے سے کوئی بھی نہیں گھبراتا مگر تمام شعبہ ہائے زندگی میں انقلابِ نظامِ مصطفیٰ علیہ السلام جاگیر داروں، سرمایہ داروں، سرداروں، صنعت، پیشہ ور علماء اور پیشہ ور صوفیاء کرام کو اچھا نہیں لگتا کیونکہ اس انقلاب میں تو ہر کسی کو خود محنت کر کے روزی کمانا پڑے گا۔ تمام شعبہ ہائے زندگی میں کوئی انقلاب چاہتا ہے کہ نہیں اس کی ایک ہی پہچان ہے کہ علامہ شاہ احمد نورانی کا نام لینے سے اس فرد کے چہرے پر خوشی کے آثار نظر آتے ہیں۔ تب سمجھ لیجئے کہ یہ فرد انقلابِ نظامِ مصطفیٰ علیہ السلام کے لئے کوشاں رہنے کی تڑپ رکھتا ہے۔ اگر نام سننے ہی چہرے پر تہجد بدلنے شروع ہو جاتے ہیں تب سمجھ لیجئے کہ جزوی انقلاب چاہتا ہے جب کہ اس وقت ملک میں ضرورت کلی انقلاب کی ہے۔

اب جو قوم اپنے محسنین کو بھول جاتی ہے یقیناً وہ منزل کی جانب سے ہی نہیں رکتی بلکہ صلیبِ ہستی سے مٹ جاتی ہے۔ ہمارے محسنین علامہ شاہ احمد نورانی، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی، علامہ عبداللہ بدایونی، شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی، مولانا حامد علی خان، شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزاروی، غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی، مفسر قرآن ابوالحسنات قادری علیہ السلام کیا ان عظیم ہستیوں..... مصطفیٰ علیہ السلام اور مقامِ مصطفیٰ علیہ السلام کے تحفظ کے لئے اپنی زندگیوں وقف نہ کریں۔ آج برادرِ اکبر ظفر اقبال نوری صاحب کہتے ہیں کہ ان کا یہ نعرہ صرف سیاسی تھا (اس کے لئے ذخیرہ کاظمی کا شمارہ



مطالعہ فرمائیے۔

ان مقدس ہستیوں کی زندگیوں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ ان کی زندگی کے گزرے لمحات پریشانی کے عالم کے وقت ہمارے لئے ایمان کی تازگی کا ساماں پیدا کرتے ہیں۔ علامہ شاہ احمد لورانی، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی، علامہ احمد سعید گامی رحمۃ اللہ علیہ آپس میں ایک دوسرے کے جوئے اٹھانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ علامہ احمد سعید گامی رحمۃ اللہ علیہ علامہ شاہ احمد لورانی، مولانا محمد عبدالستار خان نیازی کے آپس میں مل بیٹھنے سے ادب و احترام کا مجب ساماں پیدا ہوتا تھا۔ علامہ احمد سعید گامی رحمۃ اللہ علیہ نے ہاربا دفعہ مولانا لورانی صاحب کو اپنے سرہانے کی جانب زبردستی بٹھایا۔ بحث و دھرم کے دوران ان کے پاس بھی دلیل ہوتی تھی کہ سیاسی امام، مذہبی امام سے اولیت کا حامل ہے۔ مجاہد ملت کی رہائی راقم الحروف نے خود سنا ہے کہ ملت کی بڑی بڑی ریاستوں کے شہنشاہوں کو بڑے ترک و احتشام کے ساتھ مولانا شاہ احمد لورانی کا استقبال کرتے میں نے خود دیکھا ہے۔ اگر آج ہم نے ان کی قدر نہ کی تو شاید تاریخ ہمیں معاف نہ کر سکے۔ بطل حریت مجاہد مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب کے احترام میں مولانا لورانی صاحب خود کھڑے ہوتے ہیں جب تک مجاہد ملت بیٹھے نہ پائیں ادباً علامہ شاہ احمد لورانی کھڑے رہتے ہیں۔ گاڑی میں اکثر و بیشتر علامہ شاہ احمد لورانی صاحب مجاہد ملت کو پہلی نشست پر بٹھاتے ہیں۔ ان کا نام اتنے ادب و احترام سے دیکھ لے لیتے ہیں کہ مجاہد ملت کی شخصیت کا احاطہ انسان کے ذہن میں خود بخود دین جاتا ہے۔

علامہ شاہ احمد لورانی، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی قیادت و سیاست کے بارے میں کارکنان میں جو فلاحیہاں پیدا کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں مگر ان کا احترام کم کرنے کی خاص سازش کے تحت جو سیکسیں سامنے آ رہی ہیں اس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ بزرگوں کی قیادت میں اگر قوم منزل کی جانب چل پڑی تب منزل کا حصول بھی جلد ہی ہو جائے گا مگر اس ملک پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کا ہی عملی نفاذ نہیں بلکہ عالمگیر سطح پر بھی عاشقان مصطفیٰ ﷺ عظیم انقلاب کے لئے جلد ہی کام کر سکیں گے کیونکہ ان

بزرگوں کی قیادت میں صرف قرآن و سنت کے مطابق ہی کام ہوگا۔ امریکہ، روس تمام سازشی عناصر کی پالیسیوں کو سٹنا پڑے گا۔ اسی اسلام کی بالادستی ہوگی جو سرکار مدینہ ﷺ نے ریاست مدینہ میں لاگو کیا تھا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے پاس اتنے عظیم قائد اور ایک طویل داستان حریت رکھنے والی عظیم جمیعت علماء پاکستان بھی موجود ہے۔ انقلاب کا سفر آخر طویل کیوں ہوتا جا رہا ہے؟ یقیناً ہماری اپنی فلاحی پالیسیوں اور ذاتی مفادات کو اجتماعی مفادات پر قربان نہ کرنے سے ہی ہے۔ ہر طالب علم کا حق بنتا ہے کہ وہ سوچے اگر کوئی ایک معمولی رجسٹر کی بنا پر تو سب کچھ اپنا داؤ پر لگا سکتا ہے مگر جب عظیم کا اجتماعی تاریخی قائد ایک ہی فیصلہ پر ہو تو اس وقت پالیسی ساز ادارے کے ممبر اور اس وقت کی قیادت کو عملاً کون سی مجبوریوں آڑے آتی ہیں کہ عظیم کی قیادت اور کارکنان کے جذبات سے کھیلے ہوئے اور عظیم کے بے دارغ ماضی، لگن حریت اور خودداری کو یک دم تاریخ کے بدلما موڑ پر لا کھڑا کر دیجے ہیں۔ وہی غییر ہاتھ جنہوں نے ملت اسلامیہ کے بڑے فکری و انقلابی اجتماعات کی قوت کو پاش پاش کیا۔ اب اس وقت سے نوجوانوں اور بزرگوں کی ہم آہنگی سے خائف ہو کر انہوں نے آہستہ آہستہ اس مفید قربت کو دوری میں بدلنا شروع کر دیا تھا۔

سعودی عرب، عراق، لیبیا، شام، ترکی، مصر، اردن دیگر اسلامی ممالک میں بھی ملک پاکستان کے انقلاب کے بعد کوئی طاغوتی نام نہاد سپر طاقت انقلاب نظام مصطفیٰ ﷺ کو نہیں روک سکتی؟ ذرا سوچئے کہ تمام اسلامی ممالک روس، امریکہ، دیگر اسلام دشمن ممالک کے مروجہ منہ رہ کر زندگی گزار رہے ہیں۔ تب تو وہ اسلام دشمن ممالک ان اسلامی ممالک میں انقلاب کو اپنے لئے موت تصور کرتے ہیں۔ اس وجہ سے یہی طاغوتی طاقتیں ہماری بزرگ شخصیات کے بارے میں اپنی مخصوص ایجنسیوں کے ذریعے افواہیں پھیلاتی رہتی ہیں۔ تاکہ ملت اسلامیہ ایک مرکز پر نہیں متحد ہو سکے۔ انقلاب کے لئے عظیم اور ہار کردارہ یا صلاحیت شخصیات کی قیادت ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پوری دنیا میں جتنی بھی وہ پرہیزگار اور جرأت مند قیادت، صاحب بصیرت، معاملہ فہم اور



گہری سوچ کی حامل ہمارے پاس ہے کسی اور کے لئے ایسا تصور کرنا بھی ممکن نہیں۔ جن کے دل پتھر کے ہیں ان پہ تو کیا ہوگا اثر میرے دل کی یہ صدا ہے دو مندوں کے لئے انجمن طلباء اسلام نے ۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۳ء میں تمام طلبہ تنظیموں کے مقابلہ میں پہلی پوزیشن حاصل کر لی۔ لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کے سرپرستوں کے لئے چیلنج تعلیمی اداروں میں اسلامی نظام تعلیم رائج کر دینے کے لئے مارشل لاء حالات کو بھی ہم چیلنج کرنے کی پوزیشن میں تھے۔ اس عظیم قوت کو حشر کرنے کے لئے نام نہاد اسلامی لیبل کا داعی جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم جو کہ امریکی سامراج کا درپردہ قلام تھا اس نے ۹ فروری ۱۹۷۸ء کو طلبہ تنظیموں اور یونیٹیز پر پابندی کا اعلان محکم مارشل لاء کے ضابطہ ۱۳۷۱ء کے تحت کر دیا۔ اب اس سے ایک دن پہلے انجمن طلباء اسلام پنجاب کی طرف سے تحفظ پاکستان کانفرنس انجیترنگ یونیورسٹی لاہور میں تمام یونیٹز نمائندگان کے اعزاز میں رکھی گئی تھی اس کانفرنس میں انجمن طلباء اسلام پنجاب کی بھرپور قوت کا اظہار تھا۔ اس سے پہلے یہ پابندی صوبہ سرحد اور بلوچستان میں لگائی جا چکی تھی جب کہ صوبہ سندھ میں یہ پابندی گیارہ فروری کو لگائی گئی۔ انجیترنگ یونیورسٹی میں تحفظ پاکستان کانفرنس کے موقع پر ہزاروں کارکنان کے جذبات دیکھ کر بھائی محمد حنیف طیب اس وقت کے مرکزی صدر برادر صاحبزادہ محمد نور امصطیٰ رضوی صاحب آف خانقاہ ڈوگرہاں اور مرکزی سیکرٹری جنرل خالد علی انصاری (کراچی) ملک شاہنواز وارثی، ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری راولپنڈی دیگر اراکین اور مرکزی مشاورت کے ارکان اور رفقاء انجمن طلباء اسلام نے کانفرنس میں بڑے اچھے جذبات کا اظہار کیا مگر جب عملاً تنظیم کی فکری، انقلابی طاقت کو روکنے کے لئے حکومت وقت نے پابندی لگا دی۔ جب یہ سارے عقلی، تحقیقی، نام نہاد انقلابی دھویدار ایسے حمرے میں مسرت و شادمانی سے فیصلہ دے رہے ہیں۔ جیسے قوم کے لئے بہت بڑا تاریخی سنہری حروف میں تحریری کارنامہ چھوڑ رہے ہیں۔ تنظیم کا نام تک بدل کر تحریک غلبہ اسلام رکھ دیا گیا۔ رسید بکس، لیٹر پیڑ وغیرہ اس نام سے فوراً چھپا دیئے۔ تمام شاخوں کو مرکز تحریک غلبہ اسلام کے نام سے اور اس احتجاج کی بجائے خاموشی کی ہدایات جاری کر دی گئیں۔

آئیے ذرا ایک نظر دیکھیں کہ اگر اس وقت یہ فیصلہ افرادی قوت کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے کیا گیا تھا تب تو اسی وقت مرکزی و صوبائی قائدین کو میدان میں نکل کر شہر شہر دورہ کا پروگرام بنانا چاہیئے تھا تاکہ خود کارکنان کے پاس جا کر انہیں ہدایات جاری کر دی جائیں کہ کام کارکنان جاری رکھیں۔ درجہ قرآن، محفل میلاد کے نام سے تربیتی نشستیں جاری رکھیں۔ اخبارات میں خبریں شائع نہ کرتے تب تو افرادی قوت محفوظ رہ سکتی تھی پھر مناسب وقت پر انہیں نیا لائحہ عمل دیا جاتا مگر چونکہ اس فیصلہ میں اغلاس نہ تھا بلکہ قوم کو ایک خاص سازش کے تحت تربیتی و انقلابی پروگرام سے دور رکھنا مقصود تھا۔ مرکزی اور صوبائی قیادت نے کوئی دورہ تک نہ کیا۔ برادر ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری صاحب بعض دفعہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ فیصلہ تو کیا ہے لیکن ہماری تنظیم کو اس وقت اتنا تجربہ نہ تھا تنظیمی تاریخ میں پہلی دفعہ عظیم ایسے مشکل حالات سے دوچار ہوئی ہے جہاں اللہ فریب ہی فریب، ہر ادا فریب مگر ہاشور کارکنان اچھی طرح سمجھتے ہوئے سازشوں کو تار تار کرتے ہیں۔ بلکہ دلش نامشکور کی تحریک کے دوران عظیم کتنی فصال تھی، تحریک ختم نبوت میں جیل کی صعوبتوں نے کارکنان کے بلند عزائم میں کوئی کمی نہ آنے دی بلکہ تحریک نظام مصطفیٰ علیہ السلام نے ۱۹۷۹ء میں کارکنان میں ایک نئی انقلابی روح بیدار کی، برادر افتخار احمد شہید، حضور بخش شہید، ظفر اقبال شہید، انوار الحق شہید نے جان کے نذر مانے پیش کر کے یہ ثابت کیا کہ انقلاب کی راہ میں جان تک قربان کر دینا ہمیں ہماری منزل سے نہیں ہٹا سکتا۔ ہزاروں کارکنان نے جیل کی طویل صعوبتیں برداشت کیں مگر انقلابی نظریہ پہ شب خون مارنے والوں کی سازشوں کو ناکام بنا دیا اور اب مگر فریب سے فوجیوں کو ان کے مرکز سے دور رکھنے کی سازش ان شاء اللہ ناکام ہو چکی ہے۔ (شہیدوں کے طفیل ان شاء اللہ)۔

جب عرصہ بعد مارشل لاء ختم ہوا۔ تب ماہ اگست میں ارکان کا اجلاس فیصل آباد میں طلبہ کر کے آئندہ سیشن کے انتخابات کروادیئے۔ میں اس وقت خلع فیصل آباد کا جنرل سیکرٹری تھا۔ اسی دن دوپہر کے وقت تک مجھے کوئی ہاتھ نہ اٹھا۔ اطلاع نہ تھی کہ پروگرام کہاں اور کیسے ہوگا۔ برادر محمد نور امصطیٰ رضوی صاحب تشریف لائے اور جامعہ رضویہ فیصل آباد



میں پروگرام کا انعقاد کیا۔ اسی طرح نئی قیادت اگلے سال کے لئے منتخب کر لی گئی۔ برادر حامی محمد حنیف طیب صاحب، برادر ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری کی ہاٹم مشاورت نے قوم کو صرف ایک چند مہری محمد اور یس السروف احمد و قار مدنی صاحب کے صدر انجمن طلباء اسلام کے انتخابات پر زور دیا تب مخصوص سوچ کے حامل ارکان نے لبیک کہنے میں دیر نہ لگائی۔ بعض بچوں پر شاخوں نے مارشل لاء کے فیصلہ کی خدمت کی تھی اور اپنے تنظیمی مرکزی فیصلہ کی خلاف ورزی کی تھی۔ تنظیمی اداروں میں احتجاج کیا، کارکنان پابند سلاسل ہوئے تنظیمی اداروں سے اخراج برداشت کیا۔ مرکزی عیادت میں سے کسی نے بھی ان کی حوصلہ افزائی کا خط تحریر نہ کیا۔ کارکنان نے خود ہی یہ سزائیں مہر و قفل سے برداشت کیں۔ جن شاخوں نے تنظیمی فیصلہ کی خلاف ورزی کی۔ کیا ان کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کی گئی۔ ایسا نہیں ہوا۔ اس وقت سے کارکنان اور ہاشور ساتھیوں کے ذہنوں میں فکری اختلافات نے مزید جنم لے لیا۔ بعد میں کارکنان کی قربانوں کو قیادت نے بڑا سراہا اور تقاریر میں اپنے بلند دہانگ دھوؤں سے حکام کو لٹکانا شروع کر دیا۔ لیکن عوامی سطح پر سب اس کھیل کو دیکھ کر ہستے کہ اس عظیم نے پہلے دن سے خاموشی اختیار کی تھی عرصہ دراز بعد انہیں مارشل لاء لابی کو لٹکانا کیسے آگیا۔ کارکنان نے بھی قیادت کی اس سیاسی چال پر گہری نظر رکھی۔ مرکزی قیادت کی طرف سے سال بعد منظم طریقے سے یوم سیاہ ماننے پر بھی پابندی ہوتی تھی۔

حتیٰ کہ ۱۹۸۵ء میں ملک میں غیر جماعتی انتخابات ملک گیر سطح کے ہوئے۔ برادر حامی محمد حنیف طیب نے الیکشن میں حصہ لیا۔ اپنے ساتھیوں سمیت جیت کو اسٹیبل میں پہنچ گئے۔ وفاقی وزارت بھی قبول کی اب برادر محمد اور یس مدنی صاحب نے ان کی خوبیاں منوانے میں ہی اپنا وقت صرف کرنا تنظیمی کام سمجھا۔ ان کے بعد برادر ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری صاحب کو ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت پروپیگنڈہ کے ذریعے سیشن ۷۸-۱۹۸۶ء مرکزی صدر منتخب کر دیا گیا۔ کیونکہ ان کے تقویٰ کے وصول پورے ملک میں پہنچے گئے لیکن جیسے میں نے پہلے عرض کیا کہ تاریخی لحاظ سے نوجوانوں کی فکر حیرت کو کچلنے میں جو خاموشی اور نام نہاد حکمت عملی کے مہرے بنے رہے ان کے ان بدنام

کارناموں کو پس پشت ڈال کر ان کی تقریروں کے پل باندھ کر انہیں مرکزی صدر A-T-I کی حیثیت سے سامنے لایا گیا کیونکہ اس سے پہلے مظفر آباد مرکزی کونشن کے موقع پر برادر حامی محمد حنیف طیب کی آمد پر کارکنان کے احتجاج اقدام کو انہوں نے اپنی آنکھوں سے بغور مطالعہ کیا تھا۔ ہاں حیدر آباد مرکزی کونشن کے موقع پر ہمارے اور بھی برادران تحریر کی گھر سے ہی لیڈر بن کر میدان کونشن میں اترے تھے مگر واپسی پر چلتی بھی لیڈری میسر آئی اسی پر ہی انکشاف کر کے سنبھل کر بیٹھ گئے۔ زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ جو تاریخی اہمیت کا حامل رہے گا کہ بھائی جان ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری نے بحیثیت رکن کے بھی عظیم کی اجتماعیت کو نقصان پہنچنے وقت اپنی کسی مثبت امداد میں سوچ کا اظہار نہ کیا پھر مرکزی صدر ۸۷-۱۹۸۶ء بنے پر کسی ایک چھوٹی سی شاخ میں ہی یوم سیاہ کے موقع پر کہیں احتجاج کر لیتے۔ مگر ان لحاظ میں وہ اپنے آقا و مولیٰ بھائی حنیف طیب کے دربار میں اسلام آباد حاضر رہے۔ مگر ذرا خمیر سے کلمہ طیب کی ضرب لگا کر پوچھیں کہ ان دنوں تو اتنا بے بس اور خاموش سا کیوں ہو گیا تھا بیٹھنا بھی خمیر کہے گا کہ تو نے تو پہلے ہی اسلام آباد سرکار کی خوشامد میں مجھے سیاہ کر دیا تھا اب تجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ تو مجھے زندہ سمجھے؟

اس کے بعد کارکنان انجمن طلباء اسلام نے جب اپنی خودداری کی تاریخ کو ایک نظر دیکھا تبھی تو سب نے یک زبان ہو کر اپنی نظریاتی تنظیم جو اپنے اندر برصغیر پاک و ہند کی طویل داستان حریت کی اٹین ہے۔ اس کو اپنے سے جدا ہونے کی سازش کو محسوس کر لیا تب بڑی شدت سے مطالعہ ہوا کہ انجمن طلباء اسلام کی واحد سیاسی نمائندہ عظیم جمعیت علماء پاکستان کا تحریری ثبوت ہونا چاہئے تاکہ آنے والے وقتوں میں کوئی نام نہاد سیاست دان اپنے مقاصد کے لئے ان عظیم تحریر کی سپہوں کو استعمال نہ کر سکے کیونکہ اس سے پہلے راقم الحروف کی طرف سے بہاولپور یونیورسٹی میں پنجاب طلبہ کونشن کے موقع پر دعوت نامہ ارکان کے نام پوسٹ ہوا تھا جس میں درج تھا کہ انجمن طلباء اسلام کی مذہبی، سیاسی و اجتماعی کن یوزروں اور تنظیم سے ہونی چاہیے اس سلسلہ میں ارکان کی ایک نشست ہوگی۔ ارکان میں سے وہ انقلابی نشست برادر ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری صاحب اور عبدالرشید



ارشاد صاحب برادر احمد وقار مدنی صاحب نے نہ ہونے دی بلکہ بھانا بنایا کہ بھی یہ مشاورت کا مسئلہ ہے اس لئے اسے مشاورت حل کرے گی لیکن اس کنونشن میں ایک مذہبی رہنما تھے جنہوں نے دوران تقریر اطلاع اس وابستگی کی مخالفت کی تھی دوسرے برادر ڈاکٹر ظفر اقبال لوری صاحب نے اپنے جوش خطابت میں وابستگی کے نقصانات گوائے تھے پھر بعد میں سب احباب مجھے پوچھتے کہ معاملہ تو مشاورت حل کرے گی۔ آپ بتائیں کہ آپ یہ چیز کیوں چاہتے ہیں۔

میں نے ساری داستان حریت کارکنان کے سامنے رکھی اور کہا کہ ہمارے کام کرنے کا آخر ایک مقصد ہے اس کو یقیناً ایک اہم منزل سیاسی نظام ہی تحفظ دے سکتا ہے۔ سب مارشل لائی غلطیے سوالیہ انداز میں مجھ پر برستے تھے کہ منہاج القرآن اور جماعت اہل سنت کے دو گروپ پھر نظام مصطلح گروپ بھائی حنیف طیب اور ادارہ تعلیمات اسلامیہ سے وابستہ کارکنان کا کیا ہے گا۔ میں نے بھی کہا کہ بھی آپ ارکان کے سامنے صورت حال تو رکھ دیں پھر دیکھا جائے گا۔ ساتھ ساتھ میں یہ عرض کرتا چلوں کہ جن اہل سنت کے گروپوں کے ٹیم میں آپ پریشان ہیں۔ وہ تو ہم کارکنان کی وجہ سے ہی قائم ہیں جی تو وہ بھی مرکزیت کے قریب نہیں جانتے۔ جب ہم مرکزیت کی تلاش کر لیں گے ان کا معاملہ آپ ان کے ذمہ رہے دیں۔ آپ A-T-I کے اعراض و مقاصد کو سامنے رکھ کر انقلاب کے عملی لائحہ عمل کے بارے میں بات کریں۔ مگر بھی کہا جاتا کہ مشاورت کا معاملہ ہائر ڈیمرجٹ لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب ۸۷-۱۹۸۶ء کے سیشن میں قائم الحروف مشاورت کا رکن ہونے کے ساتھ ساتھ مرکزی جوائنٹ میکر ٹری بھی تھا۔

اب تو معاملہ کو قانونی لحاظ سے بھانوں میں نہیں چھوڑا جاسکتا تھا۔ مشاورت کی پورے سال کی بحث میں لا حاصل نتائج سامنے رہے۔

اب دوستوں کے پاس ایک بھانا ہے کہ ہم نے لکھ کر دیا تھا عبدالرؤف مرزا صاحب نے بزرگوں کو بتایا نہیں۔

آپنے ذرا غلطے دل اور غور سے سوچیں کہ ہماری آنکھوں پر تعصب کی عینک

تو نہیں ہے پھر ذرا دیکھتے کہ اگر عبدالرؤف مرزا صاحب نے غلط ہی بتا دیا تھا کیا اس کے بعد کوئی ایسا چانس نہ تھا وہ تحریر کہ انجمن علماء اسلام جمعیت علمائے پاکستان کو اہل سنت کی واحد سیاسی نمائندہ عظیم تسلیم کرتی ہے۔ اس کو بزرگوں کے حضور پیش کیا جاسکے۔ کیا مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان فاضل ۲۹/۱۸ ستمبر ۱۹۸۷ء کو لاہور میں نہ تھے انہیں بھی یہ تحریر پیش کر دی جاتی۔ یقیناً ہم یکم، دو اکتوبر کو لاہور میں اپنا کنونشن نہیں کروا سکتے تھے اس کے بعد ۱۲ اکتوبر جمعیت علماء پاکستان نے اپنی ذیلی تنظیم انجمن توحیدان اسلام کی بنیاد رکھی۔

اس دن پاکستان کے چاروں صوبوں سے آئے ہوئے لوگوں کے سامنے یہ تحریر پیش کر دی جاتی جس میں جمعیت کی مرکزی قیادت کے پاس آج کوئی بھانا نہ ہوتا۔ بلکہ جمعیت کے افراد جو اس اجتماع میں شریک تھے وہ اس تحریر کے گواہ ہوتے۔ حد با مواقع جان بوجھ کر گتوانے گئے ذرا سوچئے کہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۷ء تک اس A-T-I کے بھڑے کو کتنا عرصہ ہو چکا تھا۔ اب ساہا سال سے یہ معاملہ بڑی چالوں کے ذریعے بار بار کیوں باعث نزاع کے طور پر قوم کو پیش کیا جاتا ہے۔ کیا اپنے والدین کو بھی بازو دکھائے جاتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ایسی اولاد کو حوام الناس کی زبان میں جو کہتے ہیں۔ یہ سب کچھ کارکنان جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے انجمن علماء اسلام اور جمعیت علماء پاکستان کے خوشگوار تعلقات جو ملتان شریف اور رائے وٹ کے اجتماعات کے موقع تک تھے وہ تعلقات کارکنان نے بحال کر لئے ہیں۔ جمعیت علماء پاکستان اور انجمن علماء اسلام کی علیحدہ علیحدہ شوری ہے ہر کوئی اپنے فیصلوں میں آزاد ہے۔ ذیلی تنظیم وہ ہوتی ہے جس میں ایک دوسرے کی جماعت کی شوری میں غلطیوں کے نمائندے ہوتے ہیں۔ ملتان شریف اور رائے وٹ کے اجتماعات سے پہلے بھی ملک پاکستان میں کچھ سیاسی گروپ موجود تھے۔ اس وقت ان کی امدادیاں کیوں نہ حاصل کی جاتی تھیں۔ اس وقت ان کے اتحاد کے بارے میں احباب کیوں نہ کوشاں ہونے کی کوشش کرتے تھے کارکنان اچھی طرح بات کو سمجھ چکے ہیں کہ ملک کے اندر یہ دو روحانی تربیتی، انقلابی اجتماعات کے بعد جمعیت علماء پاکستان کے جو احباب کم ہمت پست حوصلہ بزدل، صرف اتانیت کے لئے ذمہ تھے وہ سامراج



کے ملے چڑھ گئے۔ انہوں نے A-T-I کا رخ بدلنے کی کوشش کی مگر کارکنان نے ان کے مرموم مقاصد کو ناکام بنا دیا ہے۔

۴ اور ۵ فروری ۱۹۸۷ء کی درمیانی شب ادارہ تعلیمات اسلامیہ میں تربیتی نشست اراکین کے اختتام پذیر ہونے کے بعد رات ساڑھے گیارہ بجے سے رات اڑھائی بجے تک میرے اور بھادر ڈاکٹر ظفر اقبال نوری صاحب کے درمیان تنظیمی امور کے سلسلہ میں با التفصیل گفتگو طوط سے عظیم کو دور لے جانے کے قصاصات کے سلسلہ میں گفتگو ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کا مطررت غلامانہ رویہ کل کر سامنے آ گیا تھا۔ اپنے آقاؤں کی کھل کر امداد و تعاون کے سلسلہ میں مرکز سے ہٹ جانے پر تلے رہنے پر اصرار کیا۔ مگر انہوں نے اب بزرگوں کو درمیان میں لا کر بدنام کرنے کا ایک منصوبہ بنا رکھا ہے جب کہ معاملہ ہمارا اپنا تنظیمی نوعیت کا ہے۔

کارکنان امجن طلباء اسلام ۱۰۰ سالہ داستان حریت بلکہ ایک عظیم تحریک جمعیت علماء پاکستان سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ قیادتیں وقت کے ساتھ ساتھ بدلتی رہیں گی مگر طلباء کی عظیم تحریک امجن طلباء اسلام کے کارکنان اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں ہمارے عقائد و نظریات کے تحفظ کے لئے سیاسی و مذہبی فکری تشخص کے لحاظ سے جمعیت العلمیۃ المرکزیہ پلیٹ فارم تھا جس کے پہلے مرکزی صدر امیر ملت حافظ عبد بھاعت علی شاہ تھام اعلیٰ سید قسیم الدین مراد آبادی تھے۔ پاکستان معرض وجود میں آ جانے کے بعد اسی کا نام جمعیت علماء پاکستان ہے۔ اس پر کسی قسم کی آنچ نہ آنے دیں گے۔ بلکہ ان کے شانہ بشانہ چل کر مقام معظّم کے تحفظ اور انقلاب نظام معظّم کے عملی نفاذ کے لئے کام کریں گے۔ انقلاب کے راستہ سے چھوٹے چھوٹے بیکار پھروں کو پاؤں کی شوکر سے ہٹا دیں گے۔ یقیناً جو طلباء نظام معظّم کے عملی نفاذ کے لئے کام کرنا چاہیں گے وہ ان کے ساتھ چلیں گے مگر جو بے راہ روی کی دعوں اور بے مقصدیت کے ساتھ وقت گزارنا چاہیں گے وہ امجن طلباء اسلام کے عظیم قافلے کے ساتھ نہیں چلیں گے۔

میں جانتا ہوں جینوں پہ نکل پڑیں گے قلم کا فرض تھا آخر ادا تو ہوتا تھا

اشاعت خاص  
نور انورانی زندہ

نور انورانی زندہ

قادیانی فتنہ کے خلاف  
اصل سنت کی  
نورانی تماریح  
کی چند جھلکیاں

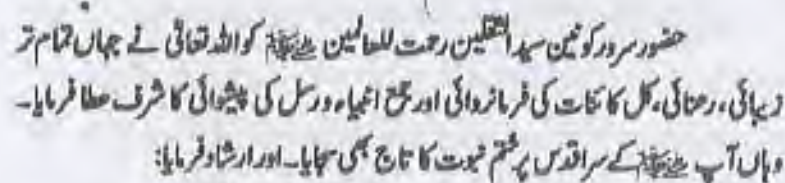
تحریر: مرزا فہیم اختر نورانی

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

زاویہ قادریہ سیدہ طوٹ اعظم شریعت دارالعلوم اسلامیہ ۱۱۱ امرتسار روڈ لاہور (412001)

032103000315-9429027 mahboobqadri787@gmail.com





اس آیت کریمہ میں خاتمہ النبین ﷺ کے اس معنی پر کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی ظلی، مدد دی، حقیقی یا غیر حقیقی نبی کا آنا نہ صرف محال بلکہ ناممکن ہے۔ پوری امت محمدیہ ﷺ کے ملت و خلف کا قطعی اجماع ہے۔ غور و سہ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "انا خاتم النبیین ولا نبی بعد" اس "لا" کو نبی جنس کا "لا" کہا جاتا ہے جس کا معنی ہے جنس نبوت میں سے کوئی حضور ﷺ کے بعد نہیں آسکتا۔

حضور اقدس ﷺ کے ارشادات مگر ای لا تعداد موجود ہیں جو اس اجماعی مسئلہ پر قطعی فیصلہ دیتے ہیں۔ حضور ﷺ کے تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین، علما امت، محدثین، مفسرین، علماء اور فضلاء بھی معنی فرماتے چلے آئے ہیں لیکن اس معنی سے بغاوت قرن مقدس سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات ظاہری میں یمن کے شہر یمامہ میں ایک شخص میلہ نامی پیدا ہو چکا تھا۔ جس نے سیدنا صدیق اکبر ﷺ کے عہد مدلول مگر میں اپنے اس جرم کی مزا پائی اور یمامہ کے مقام پر مجاہدین ختم نبوت کی غلام شکاف شمشیر سے جہنم رسید ہوا۔ لیکن یہ چنگاری اعدا ہی اعدا دہکتی رہی۔ ”اسودھسی“ اور ”بنت سہان“ نامی لوگ فتنہ الکافر ختم نبوت کو ہوا دیتے رہے ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے دور میں مرادیا

هَذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي

امت مسلمہ کے لیے خوشخبری

عالم اسلام کے عظیم مفسر امام فخر الدین رازیؒ (م: ۶۰۶ھ)

ان کے قلوب اور ذہنیں ان معانی کے عجیب و غریب عالم کی مخلوق ہیں زبان ان کے دلوں میں بکلی بار

فضل قدر

----- از -----

مفتی امیر مفتی محمد خان قادری

☆ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے رخصت و محبت و غلامی کو مضبوط و مستحکم بنانے  
 ☆ فرقہ واریت کے ظلمت کدوؤں سے نکل کر حقیقی اسلام سے شناسائی حاصل کرنے  
 ☆ عقائد و اعمال کی اصلاح کی غرض سے مؤثر رہنمائی کے حصول  
 اور  
 ☆ فکر قرآن سے ایسے قلوب و افواہان کو منور کرنے کے لیے

اُمت کے مشن امام کی تفسیر کا مطالعہ کیجیے

مرکز تحقیقات اسلامی لاہور

042.35300353...03004407048



حق آگاہ کو برأت طار فرمائی اللہ کے اہل قانون نعم نبوت کی بقاوت کبھی پتہ نہ گئی۔ اصل میں مکررین، مقام مصطفیٰ ﷺ کی عظمت و شان رسالت کو دیکھ نہیں سکتے۔ اس لیے اس اہل حسد و انقام میں جلتے رہتے ہیں۔ مگر امت محبوب خدا ﷺ کی جنگاتی تاریخ اس کی گواہ ہے کہ ایسے فتنے کی سرکوبی بھی قاضائے حالات کے مطابق ہوتی رہی۔ اگر مکررین مقام مصطفیٰ ﷺ انقام اور حسد کے آتش کدے دہکاتے رہے ہیں تو عاشقان حسن حبیب کبریا کی مشق و محبت کے چمن سجاتے اور تنہا بہار سے عباد کی سوس کو مٹاتے رہے ہیں۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلام فاتح کی حیثیت سے محمد بن قاسمؒ کے ذریعے پہنچا۔ یہ پہلی صدی ہجری کو اعزاز حاصل ہے کہ بگداد ہند میں نعرہ تکبیر و رسالت بلند ہو گیا اور زحمت تو حید سے غوغائے شرک مٹنے لگا۔ بندگان مصطفیٰ ﷺ جو حق در جوق برصغیر میں وارد ہوئے اولیائے امت محمدیہ نے چشتی، قادری، سہروردی، شاذلی، اویسی اور نقشبندی سجادے سجائے اور مشق مصطفیٰ ﷺ کی خیرات تقسیم کی۔ جس سے شرک کی کڑوٹ گئی۔ حتیٰ کہ ۱۸۳۰ء میں خلیفہ گردانہ پور (پنجاب) کی ایک بھتی رسول پور قاضیاں جس کا بعد میں بکڑ کر نام (قادیان) ہو گیا میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوا۔ مثل خاندان پیشہ صحیح عقیدہ خلیفہ سنی خاندان تھا۔ تصوف سے ہندوستان کا ہر باشعور فرد حلق تھا۔ غلام احمد قادیانی نے بھی تصوف کا مطالعہ کیا۔ اس زمانہ میں پنجاب میں فرید الزمان امیر عاشقان، قادیانی افسطی حضرت خواجہ غلام فریدؒ (چاچا اں شریف) کا روحانی تذکرہ عروج پر تھا۔ ایسے عالم میں مرزا غلام احمد قادیانی تصوف کے راستے سے فیض لینے کی بجائے خلافت میں آگیا۔ اگر وہ فرید الزمان کے حضور زانوئے عقیدت تہہ کر لیتا تو تصوف کا یحسان اس کو گچ بنا مگر اس نے تصوف سے تکلف اور اس کے بعد فتنہ کو عروج دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بعد میں یہ جھوٹا پروپیگنڈہ کیا کہ اسے حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی سرپرستی حاصل ہے۔ حالانکہ یہ بھی اس کی جھوٹی نبوت کی طرح جھوٹا دعویٰ تھا جس کو اسی وقت "فرمان فرید الزمان" کے نام سے بہاول پور سے چھپنے والے ایک رسالہ نے علشہ الزہام کر دیا تھا۔ خواجہ صاحب کا تصوف، حضوری والا تھا لیکن قادیانی نے تصوف کے نام پر

سرکار دو عالم ﷺ سے دوری کا کھیل کھیلایا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اردو، عربی اور فارسی کی واجبی تعلیم رکھتا تھا۔ اسے سب سے زیادہ ڈنگا ہٹ عقیدہ توحید میں ہوئی حالانکہ ہر عالم کا یہ بنیادی فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے عقیدہ سے آشنا ہو، لیکن قادیانی کو سب سے زیادہ اسی علم (کے حصول) میں ناکامی ہوئی وہ عقیدہ توحید، رسالت، معاد اور آخرت پر سب سے زیادہ پریشان خیالی اور توحید کے بارے میں سب سے زیادہ جہالت کا شکار ہوا۔ چنانچہ مرزا کا قول ہے کہ "اللہ تعالیٰ روزہ رکھتا ہے، نماز پڑھتا ہے، سوتا ہے، جاگتا ہے، لکھتا ہے اور دھنسا کرتا ہے۔ یاد رکھتا ہے، بھول جاتا ہے، عجمت کرتا ہے اس کا تجربہ ہو سکتا ہے اس کو تفسیر دی جاسکتی ہے اس کی تجسیم بھی ہو سکتی ہے۔" (مسائل اللہ) (البخاری جلد نمبر ۱۲، صفحہ ۹)

یہ کتاب قادیانی صاحب کی اپنی تصنیف اور یہ عقیدہ ان کا اپنا بیان کردہ ہے۔ مرزا صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ "وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ وہ ایک کھا جانے والی اگ ہے۔" (سراج منیر صفحہ ۵۵ روحانی خزائن جلد ۷، صفحہ ۱۲)

تیسری جگہ مرزا صاحب کا فرمان ہے۔ "ہم تجلی طود پر فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود ہے جس کے بے شمار ہاتھ ہیں بے شمار پر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض طول رکھتا ہے۔" (فتح المرام صفحہ ۷)

توحید کے بارے میں قادیانی کا یہ عقیدہ ایسے ملک میں پھیلا دیا گیا جس میں اولیائے عظام اپنی روحانی اور علمی قوتوں سے شرک کا مقابلہ کر رہے تھے۔ وہاں پر وہ ثابت کر رہے تھے کہ "اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے۔ جسم، تجلی اور تجوی طول و عرض موت و حیات سے پاک ہے۔" یہ شریعت فقہ حنفی کی مستند ترین کتاب، جامع صفیہ، جامع کبیر، شامی اور قاضی خان سے بھی مستند اردو تصنیف ہے۔ حدود الشریعہ، ہدایہ الطریقہ حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمیؒ نے پہلی دو جلدوں میں عقیدہ کی وضاحت فرمائی ہے۔ قادیانی رضویہ امام لاسنت اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی کی لا ذوال تصنیف ہے۔ بہار شریعت اس کا نکتہ جمیل ہے جس میں حکام کے تمام اجزاء پر تفصیلی بحثیں موجود ہیں مگر آنجنابی قادیانی نے کائنات عقیدہ میں بے پناہ خیانتیں اور جہالتیں نکھری ہیں۔ عقیدہ



رسالت کے بارے میں بھی قادیانی کی وہی جاتی اس کی کتابوں "انجامِ اہم"، "البشری"، "سراجِ منیر" اور "نماہینِ احمدیہ" وغیرہ کے ورق ورق میں بکھری پڑی ہیں۔  
 علماء حق نے اس کے عقائد باطلہ کو اسی طرح مسترد کیا اور شمشیرِ خاتمہ سے انکارِ باطلہ کا سرگرم کیا جس طرح اصدقِ الصادقین، سیدِ اکتھین، علیہ السلام، فضلِ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی شمشیرِ جبرہ دار سے مسلمہ کذاب کوئی انکار کیا۔ اسی سنت کے مطابق علما نے رہائی کے قادیانی کا تعاقب فرمایا۔ قادیانی نے طسلی کام تقریباً ۱۸۹۰ء سے شروع کیا۔ ۱۹۰۰ء تک اس کے عقائد اسی طرح ملتے ہیں جس طرح دیگر اہلسنت کے ہیں۔ ۱۹۰۰ء میں اس نے مسیحیت کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس سے پہلے نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے موضوع پر اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت مجددِ اعظم بریلوی نے ایک لاہوال تصنیف شائع فرمائی تھی جس کا نام تھا "جزاء اللہ بآلہ عبد النبوا" کیونکہ ۱۸۹۰ء میں ایک صاحب نے اثرِ ابنِ عباس کی آڑ میں حضور ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف کسی اور نبی کے آجانے کا امکان تراشا تھا۔ اس میں یہ کہا گیا کہ اگر "ہالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی اور نبی بھی آجائے تو حضور ﷺ کی ختم نبوت میں فرق نہیں آئے گا۔" اس میں "ہالفرض" کے ہمدے میں حضور ﷺ کے بعد نبوت کے امکان کا شائبہ ملتا ہے۔ علماء حرمین نے اس عقیدہ کو بھی کفر قرار دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنی اس تصنیفِ لطیف میں اسی امکانی نظریہ کا رد کیا تھا ایک مسئلہ یہ بھی پیدا ہوا تھا۔ قلمِ دناغرمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں لیکن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے حضور ﷺ کی تاخر زمانی کے مجرے کو بھی معیارِ فضیلت اور مدارِ ختم نبوت قرار دیا تھا۔ اسی پر امت کا اجماع نقل فرمایا۔ ۱۹۰۱ء میں قادیانی کا دعویٰ نبوت اصل میں ۱۸۹۰ء کے اسی امکانی نظریہ کی بازگشت تھا۔ قادیانی کے اس باطل نظریہ اور اعلانِ کفر کے خلاف امامِ اہلسنت مجددِ بریلوی کے صاحبزادے جید عالم دین محمد الاسلام، مولانا حامد رضا خان نے انصارِ الہامی علی اسرافِ قادیانی کے نام سے لاہوال تصنیف مرتب فرمائی۔ سنی علماء نے السواء للہاب علی مسئلہ کذاب اعلیٰ حضرت کی قاضیہ تصنیف کی روشنی میں قادیانی کا بھرپور تعاقب فرمایا۔ اور پنجاب کی سرزمین میں

قادیانیت کے خلاف برقِ الہی اللہ کی عظیم برہان مہرِ عالم تاب، غوث الاسلام حضرت علامہ عبد سید مہر علی شاہ گلزوی قدس سرہ ابھرے۔ انہوں نے قادیانیت کے گریبان میں ہاتھ ڈالا طسلی میدان میں قادیانی کی خرافات کی چھتار کر دی، اس پر قادیانی اپنی مدافعتی زبان میں گالی گلوچ پر اتر آیا۔ چنانچہ "تحدہ گلزویہ" کے نام سے باقاعدہ تصنیف میں مرشد الاسلام غوث گلزوی کو قلعی گالیوں سے لوارا۔ حضرت عبد سید مہر علی شاہ رحمہ اللہ نے قادیانیت کا سب سے اہم مسئلہ "حیاتِ کج" کے انکار کو نوکِ قلم پر رکھا۔ کتاب و سنت، دلائل و شواہد کی بلغار فرمائی اور یادگار کتاب "سیفِ چشتیانی" تصنیف فرمائی۔ اس میں قادیانی کے تمام مروجات اور خرافات کا بھاب دیا آج تک قادیانی امت کا کوئی بزرگوار ایسا نہ ابھر سکا۔  
 اس لاہوال کتاب کا بھاب دینا پنجاب میں امیر ملت قبلہ عالم عبد سید حافظ جماعت علی شاہ علی پوری رحمہ اللہ نے بھی قادیانی کا طسلی، تحریری، تقریری تعاقب فرمایا۔ قادیانی ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو لاہور کے براہِ رتھ روڈ کی احمدیہ ملنگ میں ولت کی موت مرا۔ ۲۶، ۲۷ اور ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء کو امیر ملت کی صدارت میں شاہی مسجد لاہور میں لاکھوں افراد کے جلو میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ اس میں ملک بھر کے علماء اہلسنت موجود تھے۔ حضرت عبد سید جماعت علی شاہ رحمہ اللہ نے ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو یہ اعلان فرمایا کہ اگر قادیانی ۳۳ گھنٹے کے اندر ولت کی موت نہ مر جائے تو مجھے سید نہ کہنا۔ خدا کا کرنا ہی ہوا حضرت کی دعا سے ۳۳ گھنٹے گزرنے سے پہلے مر گیا۔ (سیرت امیر ملت، ابوالاعلیٰ فیضی، امیر ملت جبرہ دار)

پنجاب میں ایک عاشقِ رسول رحمہ اللہ حضرت علامہ مولانا نواب الدین رضا علی اسی زمانہ میں ابھرے۔ مولانا نواب الدین رضا علی کے داماد مشہور مصنف چوہدری محمد شریف السروف نسیم حجازی مرحوم اور دوسرے داماد سلطان الواسطین حضرت مولانا ابوالاعلیٰ محمد بشیر (کوٹلی لوہار) خدا کے فضل سے موجود ہیں۔ مولانا نواب الدین کے نامور صاحبزادے بزمِ شعر و سخن کے تاجدار حضرت مولانا حافظ مظہر الدین رحمہ اللہ جو برس برس روزنامہ کوہستان راولپنڈی کے ایڈیٹر رہے اور نشانِ راہ کے عنوان سے لاہوال کالم لکھتے رہے۔ مولانا نواب الدین مرحوم کے اس پس منظر میں ان کا طسلی اور روحانی کردار اپنی جگہ



پر قابل فخر ہے۔ مگر قادیانی کے خلاف بھی مرد و علیل تھا۔ جس نے سب سے پہلے قادیانی کی اپنی عبادت گاہ میں جا کر اس سے مناظرہ کیا اور اس کو شکست لاش سے آشنا کیا۔ ”ماہ طیبہ“ کوئی نو ہمارا لاہور میں مولانا نواب الدین پر تفصیلی مضامین چھپ چکے ہیں۔ ختم نبوت کی تحریک کو عظیم علمی سرمایہ حیدر آباد (دکن) کے علمی آفتاب اور خالص سنی حلقی رہنما حضرت علامہ پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ نے ”قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ“ لکھ کر فراہم کیا آج تک قادیانی امت اس کتاب کا جواب نہیں دے پائی۔

حضرت پروفیسر الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف سے اس کتاب میں کچھ نہیں لکھا صرف مضامین کی سرخیاں ان کے موئے قلم کا شاہکار ہیں۔ دوسرا تمام مواد مستند قادیانی لٹریچر کا خلاصہ ہے اور قادیانیت کے تضادات کو خوبصورت ترتیب دیا گیا ہے۔ حضرت پروفیسر مرحوم نے قادیانیت کا محاسبہ حیدر آباد دکن میں میر عثمان علی خان مرحوم والی حیدر آباد کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والی محافل میلاد میں تقاریر کے ذریعہ فرمایا۔ بعد میں اپنی تقاریر کو کتابی شکل میں مرتب فرمادیا۔ قادیانی امت کے خلاف ہمیشہ اہل سنت کا لٹریچر اور کام نمایاں رہا ہے۔ پاکستان میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی قیادت جمعیت علماء پاکستان کے پہلے صدر حضرت علامہ سید ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ اس وقت مسلم لیگ کی مجلس عاملہ میں اہلسنت کے بزرگ علمی قائد حضرت سید احمد سعید گامی رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ جنس منیر نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ مسلم لیگ کی صوبائی کونسل میں سب سے پہلے علامہ گامی رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کے خلاف شرعی فیصلہ کرنے کا مطالبہ کیا کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ خواجہ ناظم الدین مرحوم اس وقت پاکستان کے وزیرِ اعظم تھے۔ ان سے تمام دینی جماعتوں کے رہنماؤں نے ملاقات کر کے قادیانیوں کے خلاف شرعی فیصلہ نافذ کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ اس وفد میں اہل سنت کے اکابرین حضرت مولانا عبدالجبار بدایونی اور قائد اہلسنت علامہ امام شاہ احمد نورانی موجود تھے۔ جس کی تفصیلی مجلس احرار کے رہنما چانہاز مرزا کی کتاب ”سوانح امیر شریعت“ خورش کاٹھیری کی مشہور کتاب ”سید عطاء اللہ شاہ بخاری“ اور جنس منیر کی رپورٹ میں موجود ہے۔

پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں اگرچہ ۱۹۳۹ء میں نادر اسلمی میں بھی علماء تھے۔ ۱۹۶۲ء کے ایوانِ آئین کی تشکیل اور اس کے ذریعہ اسلمی میں بھی علماء موجود تھے۔ دن بھٹ کی مغربی پاکستان اسلمی میں علماء موجود تھے۔ پاکستان کے کسی پارلیمانی فورم پر قادیانیت کا مسئلہ اٹھانے کی کسی کوشش حاصل نہیں ہوئی۔

۱۹۷۰ء کے انتخابات کے بعد ۲۳ اپریل ۱۹۷۲ء کو بحیثیت السیف پاکستان میں اسلمی کا اجلاس بھٹو نے بلایا اس میں پہلے ہی روز قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی نے قادیانیت کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس سے پہلے بنگی خان سے قائد اہلسنت نے ڈھاکہ میں مذاکرات کئے اس میں بھی مشہور قادیانی ایم ایم احمد کی سازشوں سے صرف قائد اہلسنت نے پردہ اٹھایا۔ جمعیت کا وفد شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر عجیب الرحمن سے مذاکرات کرنے گیا تھا۔ جس کی قیادت قائد اہلسنت نے فرمائی جس میں جناب پیر محمد کرم شاہ اور ظہور الحسن بھوپالی مرحوم شامل تھے۔

قائد اہل سنت نے عجیب الرحمن کو بھی قادیانیوں کے خلاف اپنا ہم خیال بنالیا تھا۔ قائد اہلسنت نے قادیانیوں کے خلاف ۱۹۷۳ء کے دستور میں ترمیم پیش کی۔ آج تک ۱۹۷۳ء کے دستور میں بارہ ترامیم ہو چکی ہیں۔ ان میں ترمیم نمبر ۴ ہی مختلف ہے۔ جو قادیانیوں سے متعلق ہے۔ یہ اہلسنت کے قائد امام شاہ احمد نورانی نے پیش کی تھی اور اہل سنت کی جمیں قادیانیت کے انتہا کے فخر سے جھگڑائی۔ اہل سنت کی تاریخ روشن ہے۔ آج بھی قادیانیوں کے خلاف سب سے موثر آواز اہل سنت کی ہے۔

دلوں عالم میں تمہیں مقصود گر آرام ہے

ان کا دامن تمام لو جن کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نام ہے

اس لیف لٹ کے آخر میں سنی ریسرچ سنٹر سلمان روڈ بھائی پھیرہ (قصور) کی طرف سے اہم اعلان اور چمکا دینے والے چند سوالات بھی شائع ہوئے تھے۔ مرزا فہیم اختر نورانی کا یہ کتابچہ سال ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا۔ (ادارہ)



زکوٰۃ و صدقات اور عطیات کا بہترین معرف

زکوٰۃ، صدقات، کفارات، یمین و صیام، فدیہ صوم

اور عطیات کے ذریعے

اہلسنت و جماعت کی عظیم دینی درس گاہ

## دارالعلوم نعیمیہ

کے مستحق طلبہ کی اعانت کیجئے

(علامہ مولانا) جمیل احمد نعیمی ضیائی

ناظم نشر و اشاعت و استاذ الحدیث

## دارالعلوم نعیمیہ

بلاک نمبر 15۔ فیڈرل بی ایریا کراچی

فون نمبر 021-36314508-36324236



اشاعت خاص  
کمار نورانی زعمہ

## فاتح مرزا نیت

حضرت قائد اہلسنت

امام شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہ

صدر راجست علماء پاکستان و چیئر مین ورلڈ اسلامک مشن

مرتبہ

محمد سلیم مست قادری



علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

زاویہ قادریہ سہیل نعت اعظم شریعت (لاہور) اسلام آباد (40200)

0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com







(10-11 ستمبر 1970ء)



نقشہ پاک کہانی میں ایک کافر نے کئی فقہاء کبار ائمہ سے شرع کے مسائل پر سوال کیا اور ان کے جوابات کو ایک کتاب میں جمع کیا۔ یہ کتاب "نقشہ پاک" کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس کتاب میں کئی ایسے مسائل درج ہیں جن پر کئی کبار ائمہ نے فتویٰ دیے ہیں۔

انجمن کربلا، انجمن کوثر، شمارہ ہمارے سیدتی سیدتی اور شرف بخوبی



ہم جو اس امر پر اذہم ہیں کہ ایسے موقع پر فطرت کا اعلیٰ منتزعا کا تعالیٰ کا طوبہ کریم سے خلقت کا سوال





جمہوریت، پاکستان کے رہنما علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی جمہوریت

کی طرف سے دیئے گئے استقبال میں خطاب کر رہے ہیں

پنجاب کے صدر ایف ایچ سی ایم ایف راجہ راجہ



### ختم نبوت کے مسئلہ اجماعی عقیدہ میں نقب زنی کرنے والے:

دیوبندی مکاتب فکر کے مولوی صاحبان نہایت کمال ہوشیاری کے ساتھ ختم نبوت کے موضوع پر جلے منعقد کرتے ہیں۔ نشر و اشاعت اور اشتہار بازی کے ذریعے سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات راسخ کرنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت کے ہم ہی محافظ ہیں۔ حالانکہ حقیقتاً صورت حال اس کے بالکل برعکس ہے جیسا کہ قادیانی حضرات مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت ثابت کرنے کے لئے ہائی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی کی درج ذیل تحریر کو پر زور انداز میں اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں۔

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نئی پیدا ہو جائے تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصرہ کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے“ اور خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کرنا عوام کا خیال ہے اہل علم کا نہیں۔“ (تعلیذ الداس (کتاب خانہ امدادیہ) ص ۱۳)

قاسم نانوتوی کی یہ گستاخانہ تحریر قرآن وحدیث سے کھلم کھلا بغاوت اور انحراف ہے۔ حضور پر نور ﷺ کا آخری نبی ہونا نص قطعی یعنی قرآن پاک اور حدیث معلوئی سے ثابت ہے چنانچہ دیکھئے رب تعالیٰ جل جلالہ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

”خاتم نانوتوی کو بانی دارالعلوم دیوبند مشہور کیا گیا ہے جبکہ حقیقت میں اس کے بانی حضرت سید حامی عابد حسن احمدی ہیں جو راست العقیدہ سنی حنفی تھے اور سلسلہ عالیہ قادریہ شریف کی عظیم نسبت کے حامل مولیٰ تھے۔ علما کے حامل افراد نے درس گاہ پر قبضہ جما لیا۔ (ادارہ)



مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِنِ الرَّسُولَ الَّذِي وَعَظَمَهُ النَّبِيُّ  
 محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پہلے۔

(کنز الایمان)

مشہور حدیث پاک ہے:

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَأَنِّي بَعِثْتُ فِيهِمْ  
 میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت نبی مکرم شفیع معظم (ﷺ) نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر فاروق (خلیفہ ثانی) ہوتے۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے آخری رسول ہیں۔ اور امام الانبیاء (ﷺ) پر باب نبوت ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے اور ہر مسلمان یہ بھی پختہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور (ﷺ) کے بعد کوئی نبی پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ مسئلہ ختم نبوت کا مفہوم بہت سیدھا سادہ عام فہم واضح اور شل آفتاب روشن ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اب اگر کوئی شخص اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلواتا ہو مگر اسے حضور پر نور (ﷺ) کے ختم المرسلین ہونے پر پختہ یقین نہ ہو اور وہ یہ کہے کہ "حضور (ﷺ) کے بعد کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے اور حضور (ﷺ) کو آخری نبی خیال کرنا محام کا خیال ہے اہل علم کا نہیں۔"

تو ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مسلمان نہیں رہتا۔ بلکہ وہ قرآن وحدیث کی تعلیمات سے بے بہرہ، گمراہ، گمراہ کن اور دائرہ اسلام سے خارج ہے؟

"اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت علامہ مولانا مفتی محمد احمد رضا خان فاضل بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس عبارت اور مکتبہ دیوبند کے دوسرے اکابر جن میں مولوی رشید احمد کنکوی، مولوی غلیل احمد انصاری، مولوی اشرف علی تھانوی اور مرزا قادیانی کی مختلف عنوانات پر لکھی گئی کتابوں میں کفریہ عبارات کے سلسلے میں یکے بعد دیگرے طبعہ طبعہ مخطوط ارسال کئے یا تو ان عبارات کا صحیح عمل بیان کیجئے یا پھر توبہ کر کے ان عبارات کو اپنی

تحریروں سے نکال دیجئے۔ اس سلسلے میں رسائل بھی لکھے گئے۔ مرزا قادیانی اور علماء دیوبند اس سے مس نہ ہوئے۔ علامہ محمد عبدالکیم شرف قادری کتاب حسام الحرمین کے (مقدمہ) ہراء آثار میں رقم طراز ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں نے تحذیر الناس کی تصنیف کے تیس سال بعد ان عبارات کی بناء پر ۱۳۲۰ھ میں المستند المسند کے حاشیہ المستند المسند میں مذکورہ افراد پر فتویٰ کفر صادر فرمایا۔ ۱۳۲۳ھ میں اعلیٰ حضرت نے المستند المسند کا وہ حصہ جو فتویٰ پر مشتمل تھا حرمین طہن کے علماء کی خدمت میں پیش کیا۔ جس پر وہاں کے بیستیس جلیل القدر علماء کرام نے زبردست تقریریں لکھیں اور واشکاف الفاظ میں تحریر کیا کہ مرزا قادیانی کے ساتھ ساتھ افراد مذکورہ بھی بلا تک وشبہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور امام احمد رضا خان قادری بریلوی کو حمایت دین کے سلسلہ میں بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ علماء حرمین طہن کے یہ فتویٰ حسد الحرمین علی منہرا الکفر والفسن (۱۳۲۳ھ) کے نام سے شائع کر دیئے گئے۔ تحذیر الناس کے حامی بڑے دھڑلے سے یہ بات پیش کیا کرتے ہیں کہ فلاں فلاں جگہ مولوی تالوتوی نے عقیدہ ختم نبوت امت مسلمہ کے مطابق پیش کیا ہے۔ وہ ختم نبوت (زمانی) کے کیسے منکر ہو سکتے ہیں؟ لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک دفعہ کا انکار سینکڑوں دفعہ کے اقرار پر پانی پھیر دیتا ہے۔ کیا دعویٰ نبوت کے باوجود مرزا قادیانی کی حدود تصریحات موجود نہیں ہیں۔ جن سے عقیدہ ختم نبوت کی حمایت کا پتہ چلتا ہے؟ اس عنوان پر غزالی زبان حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی (رحمۃ اللہ علیہ) کی تصنیف "التشہید بود التصدید" کا مطالعہ سودمند رہے گا۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ امام احمد رضا خاں بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اکابر دیوبند کے خبیث باطن کا پردہ چاک کر کے ناموس رسالت کی پاسداری کا کما حقہ فریضہ ادا کیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ بریلوی اور دیوبندی نزاع (جھگڑا) کی اصل بنیاد یہ عبارات ہیں نہ کہ فروغی مسائل۔" (علامہ محمد عبدالکیم شرف قادری، حسام الحرمین: مقدمہ، ہراء آثار)

### اکابر دیوبند محافظ ختم نبوت یا محسن قادیانیت؟

دراصل قادیانی جماعت کے محسن بھی یہی اکابر دیوبند ہیں جنہوں نے قادیانوں کے بھولے نبی مرزا قادیانی کو دعویٰ نبوت کی بنیاد فراہم کی۔ اب آپ خود فیصلہ کریں کہ



اکابر دیوبند حافظ ختم نبوت ہیں یا حسن قادیانیت؟ کیا قاسم نانوتوی نے مسئلہ ختم نبوت کے خلاف کام سہی کر کے ناقابل طافی جرم کا ارتکاب نہیں کیا؟ اگر موجودہ دیوبندی حضرات ختم نبوت کے مسئلہ میں غفلت ہیں تو وہ تصب و فرقہ واریت سے بالاتر ہو کر جرأت مندی کے ساتھ مذہبی غیرت کا مظاہرہ کریں اور قاسم نانوتوی و دیگر اکابر دیوبند کی کفریہ عبارات سے اظہارِ لافظی کریں اور مذکورہ افراد کو کافر جانیں۔

۱۹۵۳ء میں مرزائیوں کے خلاف کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کانفرنس کا انعقاد ہوا تو آپ اس بورڈ کے اہم رکن مقرر ہوئے۔

(ماہنامہ ترجمان اسلام، کراچی، ختم نبوت نمبر، ش۔ اگست ۱۹۷۲ء)

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں آپ کراچی میں مولانا عبدالخالق بدایونی علیہ الرحمۃ اور دیگر علماء کے ساتھ تحریک میں شامل ہوئے آرام باغ میں جمعہ کے دن تحریک کا آغاز ہوا تو امام نورانی پیش پیش تھے۔ گرفتاری کے لئے رضا کاروں کی تیاری کے علاوہ دیگر ضروری انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ (رپورٹ: تحقیقاتی عدالت، جلسہ منیر پورٹ ص ۸۰)

۱۹۶۹ء میں امام نورانی نے پاکستان آنے کے بعد سب سے پہلا قادیانوں کے بارے میں بیان جاری کیا تھا۔ آپ نے یحییٰ خان (سابق صدر پاکستان) کو مخاطب کرتے ہوئے صاف کہا تھا کہ تمہارا قادیانی شیر ایم۔ ایم۔ احمد پاکستان کی معیشت کو تباہ کر رہا ہے۔ جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے۔ (ماہنامہ نیاں، حرم ص ۱۹۷۲، ص ۱۲)

قومی اسمبلی میں امام نورانی کی نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی آواز:

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت امام نورانی کو مستقبل میں ہونے والے واقعات و حالات اور ملک کو آمدہ درپیش سنگین مسائل پر قبل از وقت تجویز کرنے کا وافر ملکہ عطا فرمایا ہے۔ وقت کے دھارے نے یہ ثابت کیا ہے کہ اس دور میں قائد کے مستقبل کے بارے میں تجربے اکثر اوقات بالکل صحیح ثابت ہوئے جو آپ کے علم و فضل، فہم و فراست اور سیاسی بصیرت کا منہ بولا ثبوت ہے۔ قومی اسمبلی کا رکن منتخب ہوتے ہی آپ نے مستقبل کی منصوبہ بندی تیاری کر لی تھی۔ امام نورانی نے نظام مصطفیٰ کے نفاذ و مقام مصطفیٰ

کے تحفظ کے لئے پارلیمنٹ کے اندر آئینی و قانونی جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ آپ نے اس آئینی جدوجہد کا آغاز کرتے ہوئے قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں ہی نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور مسئلہ ختم نبوت کے بارے میں صدائے حق بلند کی۔ آپ نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کی بنیاد رکھنے کے لئے معزز ایوان میں مطالبہ کیا کہ آئین میں مسلمان کی تعریف درج ہونی چاہیے۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو قومی اسمبلی کے پہلے اجلاس میں عبوری آئین پر تقریر کرتے ہوئے امام شاہ احمد نورانی نے اسلام اور ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی آواز بلند کرتے ہوئے سب سے پہلے یہ نعرہ حق بلند فرمایا کہ جو آئین فریم میں سجا کر پیش کر دیا گیا ہے اس میں اسلام کو قطعاً کوئی حق نہیں دیا گیا۔ میں اس دستور کو اس معزز ایوان کے لئے قابل قبول نہیں سمجھتا ہوں اور میں اس دستور کی مخالفت کرتا ہوں اگر اس دستور کو نافذ ہی کرنا ہے تو وہ دفعات جو اسلام کے اندر اسلام کے حقائق ہیں۔ ان دفعات کے حقائق کسی کینپی کے سامنے میں بیان دے سکتا ہوں بہت سے یہاں عالم موجود ہیں۔ وہ بھی بیان دیں گے اسلام کے مطابق دستور کی دفعات بنانے میں تعاون کریں اور ان دفعات کی تصحیح کی جائے جو اسلام کے خلاف ہیں پھر اس عارضی دستور میں ترمیم کر دی جائے تب یہ قابل قبول ہو سکتا ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا مگر مسلمان کی تعریف کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہے؟ ہر شخص مسلمان بننے کی کوشش کرتا ہے اس ملک میں اسلام کے بدترین قسم کے دشمن موجود ہیں۔ وہ مسلمان بن کر یہاں حکمران بن سکتے ہیں اور چور دروازے سے حکومت کرنے کے لئے یہاں آسکتے ہیں۔ مسلمان کی تعریف کروں گا آپ نے فرمایا کہ آئین میں یہ بات درج ہونی چاہیے کہ مسلمان وہ ہے جو خدا کی وحدانیت قیامت کے آنے، قرآن پاک خدا کی آخری کتاب ہونے، رسول اللہ کے خاتم النبیین ہونے اور رسول کریم کے سنت و حدیث اور قرآن پاک کے احکامات پر کامل یقین رکھتا ہوں۔ اس قسم کی تعریف اور پابندی اس کے اندر موجود نہیں اگر کوئی کیونسٹ ہے تو وہ بھی صدر مملکت بننے کے قابل نہیں ہے۔ سوشلسٹ اگر کیونسٹ ہے تو وہ بھی اس



قابل فہم ہے میں عرض کر رہا تھا وہ یہ ہے کہ دستور میں مسلمان کی تہذیب نہیں ہے جو آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے ہم ان کو مسلمان نہیں سمجھتے تو پھر یہ کیسے چور دروازے سے آکر اسلام کے نام پر حکمران بن سکتے ہیں اور تاجی کا سامان پیدا کر سکتے ہیں میں وزیر قانون کی خدمت میں عرض کروں گا کہ دستور جو وہود اسلام کے مطابق ہو۔ یہ آئین وزیر قانون کے نزدیک صحیح ہو سکتا ہے اور مکمل ہو سکتا ہے مگر ہم اس میں ترمیم کرنے کے بغیر اسے ٹھیک نہیں سمجھتے۔ اسے بڑا خوشنما بنا کر ہمارے سامنے سجا کر رکھا گیا ہے اس میں خوشنما ہی خوشنما ہے مگر کام کی بات نہیں رکھی گئی اور اس کے اندر اسلامی روح موجود نہیں ہے بلکہ اسلامی روح کو سبک کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(روایت قومی اسمبلی: مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء صفحہ ۱۱۸)

لہذا آپ کی کوششوں سے آئین میں مسلمان کی تہذیب درج کی گئی۔

### مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا عظیم کارنامہ

امام انقلاب حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب نے مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی عظمت و رفعت اور شان و شوکت کو بلند رکھنے کے لئے ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد پیش فرمائی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے قرارداد کا مسودہ تیار کرنے کے بعد خان عبدالولی خان سے آپ نے فرمایا۔ خان صاحب! آج شام میں آرہا ہوں قرارداد کے مسودے پر آپ کے دستخط کروانے ہیں شام کو آپ خان صاحب کے پاس تشریف لے گئے خان صاحب نے پوچھا ”مولانا فرمائیے! کیا حکم ہے؟ علامہ نورانی نے فرمایا کہ یہ مسودہ ہے یو لے کیا اس پر میرے دستخط چاہیں میں نے کہا آپ کے دستخط سب سے پہلے ہوں گے۔ علامہ نورانی صاحب نے کہا کہ آپ مسودہ ایک نظر دیکھ لیں۔ یو لے، کوئی ضرورت نہیں اور بلا کسی تردد کے انہوں نے قرارداد کے مسودے پر دستخط کر دیے اس وقت غوث بخش بزنجو صاحب ان کے پاس بیٹھے تھے انہوں نے بھی بغیر کسی ایت دلیل کے دستخط کر دیے۔

اس قرارداد پر حزب اختلاف کے ۲۲ افراد (جن کی تعداد بعد میں ۳۷ ہو گئی) نے دستخط کئے۔ البتہ جمعیت العلمائے اسلام کے (دیوبندی مکاتب فکر) مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے اس قرارداد پر دستخط نہیں کئے۔ اس تحریک میں امام نورانی کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کا ممبر بھی منتخب کیا گیا۔ آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں شرکت کی۔ آپ نے قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے ممبروں پر تقسیم کرنے کے علاوہ ممبروں سے ذاتی رابطہ بھی قائم کیا اور ختم نبوت کے مسئلہ سے آگاہ کیا۔ اس تحریک میں تین ماہ کے دوران آپ نے صرف پنجاب کے علاقہ میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عام جلسوں سے خطاب کرتے کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔

(کتاب: مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا احمد رضا، مولانا محمد صادق ص ۱۶۰)

مذکورہ قرارداد اسمبلی میں پیش کرنے سے پہلے آپ نے اس کی ایک ایک کاپی تمام اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کو بھجوا دی تھی اور اخبارات نے اسے سرخیوں کے ساتھ شائع کر دیا تھا آپ کی قرارداد میں مردانہ صبر (ناسور) نے ایک بیان دیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ علامہ مولانا شاہ احمد نورانی کی قرارداد ایک طرف ہے انہوں نے ایک بیان میں مطالبہ کیا تھا کہ اگر شاہ احمد نورانی اس قرارداد کو قومی اسمبلی میں پیش کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی اس بات کا حق دیا جائے کہ ہم بھی قومی اسمبلی میں اپنے موقف کی وضاحت کر سکیں جب آپ قرارداد کا مسودہ صاحبزادہ فاروق علی خان پٹیکر قومی اسمبلی کو پیش کرنے کے لئے ان کے چیمبر میں تشریف لے گئے وزیراعظم مسٹر بھٹو اور حفیظ جتوئی بھی اس وقت وہاں موجود تھے مسٹر بھٹو اس وقت بہت پریشان تھے اور وہ اس قرارداد کے پیش کرنے پر علامہ نورانی سے فضا تھے ان کا موقف تھا کہ مولانا! آپ نے میرے لئے خواہ خواہ ایک مسئلہ اور مصیبت کھڑی کر دی ہے۔ مسٹر بھٹو آپ سے کہنے لگے دیکھئے مولانا! قومی اسمبلی کو قومی اسمبلی رہنے دیں کیا اب اسمبلی میں مجلس مناظرہ ہوگی ویرہ وغیرہ۔ مسٹر بھٹو کا موقف یہ تھا کہ آپ لوگ قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔ اس مسئلے میں علماء کرام کے فتوؤں سے ہم نے انکار تو نہیں کیا پھر اس معاملے کو قومی اسمبلی میں لانے کی



کیا ضرورت تھی؟ بھٹو نے کہا کہ یہ سب مذہبی جنوں کی باتیں ہیں علامہ نورانی صاحب نے کہا بھٹو صاحب ایسے سب محض مذہبی مسئلہ نہیں ہے پاکستان کے اندر یہ مسئلہ بہت حد تک سیاسی بن چکا ہے مسٹر بھٹو نے کہا کہ مرزا ناصر احمد نے جو بیان دیا ہے کہ یہ سب یک طرفہ ہے آپ نے کہا کہ اس کا حل یہ ہے کہ آپ مرزا ناصر کو بلا لیجئے بھٹو کہنے لگے مرزا ناصر الدین کو اسمبلی میں کیسے بلایا جاسکتا ہے؟ علامہ نورانی نے کہا کہ مرزا ناصر الدین کو کیمرے میں بلایا جاسکتا ہے اسے "پارلیمنٹ ان کیمرہ" کہتے ہیں کوئی بھی شخص اس میں ترمیم نہیں کر سکتا ہم اراکین اسمبلی الیت ہوں گے مرزا صاحب آئیں اور وہ اپنا بیان دے دیں آپ ان کی سن لیجئے اس کے بعد قومی اسمبلی جو مناسب سمجھے وہ کرے اس قرارداد پر قومی اسمبلی میں دو ماہ سات روز تک عام بحث ہوتی رہی۔

اسی دوران بھٹو صاحب سے اسی سلسلہ میں آپ کی تین میٹنگز ہوئیں۔ ایک میٹنگ رات دو بجے تک چلتی رہی۔ اس میں سردار شیر باز مزاری، حامی مولا بخش سومرو (الچی بخش سومرو کے والد) اور جنس افضل چیمہ بھی موجود تھے۔ بھٹو صاحب نے کہا کہ اس قرارداد کے منظور ہونے سے پاکستان پیپلز پارٹی کی بہت بدنامی ہوگی۔ لوگ پاکستان پیپلز پارٹی کو ایک سیکولر پارٹی سمجھتے ہیں۔ امام نورانی نے کہا کہ اگر کچھ لوگ اس طرح کی باتیں کرتے بھی ہیں تو آپ کو ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ یہ بات پیپلز پارٹی کے منشور میں شامل ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ بھٹو صاحب بڑی مشکل سے قائل ہوئے تو انہوں نے یہ قرارداد اسمبلی سے باہر اپنی پارٹی کے اراکین کے سامنے رکھی۔ بے رحم اور شیخ رشید نے اس کی بہت شدید مخالفت کی۔ مگر بھٹو صاحب نے کہا کہ یہ اسلام کی بات ہے مذہب کا معاملہ ہے۔ پیپلز پارٹی اس کی مخالفت نہیں کرے گی۔ بے رحم نے قرارداد کی مخالفت میں بہت ہنگامہ کیا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ قرارداد اسمبلی میں منظور ہوا۔ اس دوران قادیانی بھی اپنا کام کرتے رہے اور مسلمان ممبروں کے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا کرتے رہے۔ چنانچہ ایک رکن اسمبلی نے حضرت امام نورانی سے کہا کہ مرزا ناصر کہتا ہے کہ جب کوئی مسلمان قادیانی الرسول کے جذبے سے سرشار ہو کر مقام صدیقیت پر فائز ہو جاتا ہے تو اس کے لئے نبوت کی کمزری کھل جاتی ہے۔ امام نورانی نے یہ بات سن کر اس

ممبر سے کہا کہ مرزا ناصر کا یہ کہنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ جب مسلمان عبادت و ریاضت سے قادیانی اللہ کا درجہ حاصل کر لے تو کیا اس کے لئے الوہیت کی کمزری کھل جاتی ہے؟ یہ جواب اس ممبر کی سمجھ میں آگیا۔ اس نے کہا کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔

### اسمبلی میں حضور ﷺ کا زندہ مجرہ

قومی اسمبلی میں جب قادیانوں کے سربراہ مرزا ناصر پر جرح ہو رہی تھی اس موقع پر قومی اسمبلی کے اراکین نے اپنی ٹکٹوں سے حضور نبی کریم ﷺ کے زندہ مجرے کا مشاہدہ کیا۔ اسلام آباد میں کئی منزلہ عمارت میں جو چاروں طرف سے بند اور ایئر کنڈیشنڈ ہے قومی اسمبلی کا اجلاس ہوتا تھا اور اسمبلی کے اجلاس کے دوران کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ اوپر سے کوئی چیز کسی بھی رکن پر پڑی ہو۔ لیکن اس وقت کے اراکین قومی اسمبلی اس امر کے شاہد ہیں کہ جب مرزا ناصر نے اپنا ۸۰ صفحات پر مشتمل محضر نامہ پڑھنا شروع کیا تو کسی پرندہ کا ایک پر جو غلاطت سے بھرا ہوا تھا۔ چھوٹے پتھے سے نکل کر آہستہ آہستہ گھومنا ہوا سید حامد ناصر کے محضر نامہ پر گرا اور لوگوں نے دیکھا کہ مرزا ناصر کا محضر نامہ گندم سے بھر گیا اور وہ بری طرح کانپ گیا اور اس کے منہ سے لکھا "آئی ایم ڈسٹربڈ" بہر حال محضر نامہ پڑھا گیا۔ اراکین اسمبلی نے مرزا ناصر سے ختم نبوت، حیات کج علیہ السلام اور دیگر متعلقہ ضروری مسائل پر ایک سو اسی سوالات کئے جن میں ۵۷ سوالات جمعیت علماء پاکستان کے اراکین کی طرف سے کئے گئے۔

سوالات لکھ کر اسمبلی کے سیکرٹری کو دیئے گئے اور ان سوالات کو پوچھنے کی ذمہ داری انارنی جنرل پاکستان جناب یحییٰ بختیار کے سپرد کی گئی۔ مسلسل گیارہ روز تک مرزا ناصر سے جرح ہوتی رہی اور سوال اور جوابی سوال کیا جاتا رہا۔ مرزا کو صفائی پیش کرتے کرتے پینٹ چھوٹ جاتا اور آخر تک آکر کہہ دیتا کہ بس اب میں تھک گیا ہوں۔ ایئر کنڈیشنڈ کمرے میں پچاس سے زائد گلاس پانی کے مرزا ناصر روزانہ پیتا تھا اسے یہ گمان نہیں تھا کہ اس طرح عدالتی کٹہرے میں بیٹھا کر اس پر جرح کی جائے گی۔



## مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلانے کا سہرا امام شاہ احمد نورانی کے سر ہے

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مسلمہ کذاب جوئے مدی نبوت کا سرگرم کر کے اس فتنے کا قلع قمع کیا تھا۔ مرزا غلام قادیانی انگریزوں کا پروردہ ایجنٹ اور مسلمہ کذاب کا بھروسہ رکھتا تھا۔ مرزا غلام قادیانی کے باطل نظریات کی بنیاد کئی کا سہرا بھی اسی خانوادہ صدیقی کے چشم و چراغ عاشق رسول مقبول ﷺ، جانشین حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، مدعی انقلاب نظام مصلوکی، امام اہلسنت حضرت علامہ مولانا القاری الیافہ الشیخ الشاہ احمد نورانی صدیقی صاحب مدظلہ العالی کے سر ہے۔ چنانچہ آپ کی پیش کردہ قرارداد پر ۱۹ ستمبر ۱۹۷۳ء کو قومی اسمبلی میں قادیانی جماعت و لاہوری جماعت کے مرزائی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

ماہنامہ ضیائے حرم لاہور (ش۔ دسمبر ۱۹۷۳ء) کے نمائندہ خصوصی کے ایک سوال کہ کسی بات کو آئین کا حصہ بنادینے سے عوام کو کیا حاصل، عوام تو معاشرتی زندگی میں اس کا نفاذ چاہتے ہیں؟ کا جواب دیتے ہوئے امام نورانی نے فرمایا ”ٹھیک ہے“ آئین پر عمل درآمد نہایت ضروری ہے۔ قادیانی مسئلہ میں ہم اللہ کے فضل سے کامیاب رہے ہم نے سخت جدوجہد کے بعد اسمبلی میں اس مسئلہ کو حل کرایا ہے۔ الحمد للہ اب فیصلہ اب دستور کا حصہ بن چکا ہے اب اگر کوئی حکمران اس پر عمل نہیں کرتا تو یہ اس کی اپنی بدبختی ہے حضرت امام نورانی نے اس فیصلے کے بعد ملکی اور عالمی سطح پر اس کے اثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیانی ملک کے وفادار نہیں ان کی ہمدردیاں آج بھی اس ملک کے ساتھ ہیں جہاں ان کا ”قادیان“ ہے وہ ہمیشہ اکھڑ بھارت کی علمبردار رہے ہیں۔ اس فیصلے سے ملک کی سالمیت کا تحفظ ہو گیا ہے اب وہ ہمارے ملک کے خلاف کوئی سازش نہیں کر سکیں گے جہاں تک عالمی سطح پر اس کے اثرات کا تعلق ہے تو قادیانی اخبار اور رسائل بھی چھپنے لگے ہیں کہ اب وہ دنیا میں تبلیغ کس طرح کر سکیں گے؟ قادیانیوں نے دنیا بھر میں مشہور کر رکھا تھا کہ پاکستان میں ”احمدیوں“ کی اکثریت ہے۔ اب یہ لوگ وہاں تبلیغ کرنے جائیں تو ان سے کہا جائے گا کہ پاکستان کے مسلمانوں نے تو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے تم یقیناً ہمیں اسلام کی نہیں بلکہ کسی اور مذہب کی دعوت دے رہے ہو۔ حضرت امام نورانی

نے اپنے ایک اخباری بیان میں ایک اہم انکشاف فرمایا کہ پارلیمنٹ نے قادیانیوں کے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے اس فیصلے کے بعد پچاس ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا اگر اس فیصلے کی موثر طریقے سے تشہیر کی جاتی تو باقی ماندہ قادیانی بھی اسلام قبول کر لیتے۔

## قادیانیوں کی طرف سے پچاس لاکھ کی پیشکش

کراچی کی ایک دعوت کے موقع پر حضرت مولانا مفتی ظفر علی نعمانی صاحب اور مفکر اسلام پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب سے آگرہ کے اکبر عادل صاحب سی۔ ایس۔ پی ریٹائرڈ سیکرٹری وزارت صنعت و حرفت حکومت پاکستان نے ذکر کیا کہ ”آپ کے صدر جمیعت عجیب آدمی ہیں کہ محض اپنی قرارداد سے دولختوں کے اخراج پر انہیں بہت بڑی رقم مل رہی تھی جو انہوں نے لشکرادی مفصل واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اسلام آباد میں تحریک ختم نبوت کے دوران میرے مکان پر علامہ شاہ احمد نورانی کی دعوت تھی کچھ اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ بعض آدمی مرزائی فرقہ کے لاہوری گروپ سے متعلق تھے وہاں آئے اور پوچھا کہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ہاں مولانا نورانی تشریف فرما ہیں ہم ان سے بات کرنا چاہتے ہیں ان کو اندر لے گیا اور حضرت نورانی صاحب سے کہا کہ یہ لوگ آپ سے کوئی بات کرنا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا کیا بات ہے؟ ان لوگوں میں تین چار سرکاری افسر بھی تھے ایک صاحب نے کہا جناب ہم نے سنا ہے کہ آپ نے اپنی قرارداد میں لاہوری گروپ کو بھی غیر مسلم قرار دیا ہے حالانکہ ہم مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے لہذا آپ کی قرارداد میں ہمارا ذکر درست نہیں ہے آپ یوں کریں کہ اپنی قرارداد سے ہمارا نام نکال دیں ہم اس کے عوض آپ کو پچاس لاکھ روپے پیش کرتے ہیں۔

علامہ نورانی نے فرمایا آپ کی پیشکش ہمارے جوتے کی ٹوک پر ہے اس لئے کہ ہمارا جوتا اس پیشکش سے قیمتی ہے مرزا مدعی نبوت ہے اور جہاں سے جہد مصلح یا مسلمان مانتا ہے وہ بھی کافر ہے اور میری قرارداد سے کوئی لفظ حذف نہیں ہوگا آپ لوگ یہاں سے نکل جائیں وہ لوگ چلے گئے تو علامہ نورانی نے فرمایا کہ کئی ایسے سرکاری افسر ہیں کہ وہ بار بار ان لوگوں کی سفارش کرتے ہیں کہ صاحب ان لوگوں کا آپ کیوں ذکر لے آئے ہیں یہ تو نبی نہیں مانتے لیکن الحمد للہ اللہ کریم نے استقامت عطا فرمائی ہے یہ پیسے آتی جاتی چیز ہے اصل



دولت و ملت ایمان ہے اور سرمایہ آخرت۔ (کتاب: جلالہ شاہ احمد لورانی، مولانا ابوالکلام آزاد ص ۱۵۷)

**قادیانیوں کے لئے فکلی تلواریں**

حضرت علامہ ارشد القادری صاحب جواہل سنت و جماعت کے عالمی مبلغ، کثیر الاشاعت کتب کے مصنف اور ورلڈ اسلامک مشن کے سابق نیکرٹری جنرل ہیں نے ۱۹۹۱ء میں حیدر آباد (پاکستان) میں منعقدہ امام احمد رضا کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امام شاہ احمد لورانی کی جرأت و بے ہاکی کا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ سرینام جو ساتھ افریقہ میں واقع ہے۔ وہاں پر عید میلاد النبی ﷺ کا جلسہ تھا اس جلسہ میں سرینام کے وزیراعظم کو مدعو کیا گیا تھا۔ جلسہ گاہ میں سٹیج پر پروفیسر سید شاہ فرید الحق، میں (علامہ ارشد القادری) اور دیگر علماء کرام تشریف فرما تھے۔ امام شاہ احمد لورانی صاحب تقریر فرما رہے تھے وزیراعظم سرینام اپنے ساتھ ایک وزیر کو ساتھ لے آیا۔ سوہ اتفاق کیسے کہ وہ وزیر قادیانی تھا اور امام شاہ احمد لورانی اسے جانتے تھے کہ یہ قادیانی ہے۔ جیسے ہی اس وزیراعظم نے سٹیج پر قدم رکھا امام لورانی نے ان کا خیر مقدم کیا اور فرمایا کہ پرائم مشر صاحب آپ ہمارے مہمان ہیں۔ آپ تشریف رکھیے اور قادیانی وزیر کی طرف دیکھتے ہی فرمایا کہ یہ ”غیبیت“ کہاں سے آگیا؟ پرائم مشر صاحب آپ اس کو یہاں سے ہٹائیے گا آپ کی مہربانی ہوگی۔ یہ قادیانی ہے یہ ہماری سٹیج پر نہیں بیٹھ سکتا۔ چنانچہ وزیراعظم کو مجبور ہو کر اس قادیانی وزیر سے کہنا پڑا کہ اچھا تم چلے جاؤ۔ اس طرح وہ قادیانی وزیر چلا گیا۔ علامہ ارشد القادری صاحب نے درود پڑھنے کے بعد میں کہا کہ لوگوں نے امام شاہ احمد لورانی کو سمجھا نہیں ہے جب وہ نہیں رہیں گے اس وقت آپ سمجھیں گے۔ اس وقت سمجھنا بے کار ہے۔ امام لورانی نے پاکستان کی قومی اسمبلی میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور پوری دنیا نے اس فیصلے کی بیخودی کی۔

قسم خدا کی، اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ایسا مرد مجاہد، بے لوث، ہمدرد و بے خوف، مجرم بحق و صداقت، قادیانیوں کے لئے فکلی تلواریں اور ایسا مستحقِ قاتلہ میں نے آج تک نہیں دیکھا اس لئے آپ کو ایسے بے باک قاتلہ کی قدر کرنی چاہیے۔

اگست ۱۹۷۲ء کے ماہنامہ ترجمانِ اہلسنت کراچی کے شمارہ میں امام شاہ احمد

لورانی صدیقی کا مرزائیت و قادیانیت کے بارے میں ایک انٹرویو شائع ہوا اس مضمون کی مناسبت سے آپ سے کئے گئے چند سوالات کے جوابات تحریر کئے جاتے ہیں۔

**سوال:** بیرونی ممالک میں کبھی قادیانیوں سے آپ کا واسطہ پڑا ہے؟

**جواب:** بیرونی ممالک میں متعدد بار قادیانیوں سے واسطہ پڑا ہے۔ نیرولبی، دارالسلام، مارشس اور لاطینی امریکہ میں سرینام، برٹش گیانا اور فرینی ڈاؤ کے مقامات پر بھی ساتھ پڑا اور مناظرے بھی ہوئے۔

الحمد للہ ان مناظروں میں جو پانچ پانچ چھ چھ کھینے جاری رہتے تھے۔ مجمع عام میں قادیانیوں کو مکمل شکست دی۔ قادیانیوں کا لندن سے رسالہ ۱۹۹۱ء ہے ”اسلامک ریویو“ اس کے ایڈیٹر سے ۱۹۶۸ء میں فرینی ڈاؤ میں مناظرہ ہوا جو ساڑھے پانچ گھنٹے چلتا رہا۔ اور بالآخر وہ کتابیں لے کر بھاگ گئے دوسرا مناظرہ جنوبی امریکہ میں سرینام کے مقام پر ہوا۔

قادیانیوں کے مشہور مناظر موجود تھے اور انہوں نے راہ فرار اختیار کی نیرولبی میں مرزائی مناظر مبارک احمد کے نام سے تھا۔ مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوئی لیکن وہ فرار ہو گیا اس طرح بے شمار مناظرے ہوئے رہے اور یہ لوگ میدان چھوڑ کر بھاگتے رہے اس طرح میں نے عقیدہ ختم نبوت کو ثابت کیا اور ان کے کفر کو باطل کیا۔

**سوال:** اس کے نتیجے میں کچھ لوگوں نے توبہ کی یا ان پر کوئی اثر نہ ہوا؟

**جواب:** الحمد للہ اس کے نتیجے میں اب تک ۶۰۰ قادیانیوں نے توبہ کی ہے اور یہ مناظروں اور ان کے راہ فرار اختیار کرنے کے بعد ہوا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ جھوٹے اور فریبی ہیں۔

**سوال:** تحریری طور پر اس سلسلے میں آپ نے کیا کچھ کام کیا ہے؟

**جواب:** انیسویں کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے جذبہ دینی میں کوئی شبہ نہیں لیکن اس کا عملی مظاہرہ کچھ دیر سے ہوتا ہے۔ تحریری طور پر ختم نبوت پر انگریزی زبان میں میرے پاس ایک کتاب ہے جس میں میں نے ایک سو سے زائد آیات اور تین سو سے زائد احادیث نبوی ﷺ سے مراجعہ حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو ثابت کیا ہے۔ لیکن وہ کتاب طبع



نہیں ہو سکی اور نہ ابھی اس کے طبع ہونے کی امید ہے اس لئے کہ وہ ختم بھی ہے اور اس کی طباعت کے اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں۔ پہلے اس کی طباعت پر ۲۵ ہزار کے خرچ کا اندازہ تھا اب کاغذ کی گرانی کے سبب اس کے اخراجات میں مزید اضافہ ہو گیا ہے اس لئے فی الحال اس کی طباعت ممکن نہیں اور دوسری کتاب میں نے اس سلسلے میں لکھی تھی جس کو مرزائی اپنے عقیدے کی بنیاد بتاتے ہیں۔ ”حیاتِ محراب“ اس میں حضرت یحییٰ عیسیٰ کی حیات کو ثابت کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ مرزا قلام احمد کے دعویٰ کہ میں مسیح ہوں جھوٹ پر مبنی ہے اور حضرت یحییٰ عیسیٰ کا تصور ابھی نہیں ہوا ہے۔ باہر کی دنیا چونکہ مرزائیوں کے حالات سے بہت غلامی کم باخبر ہے اور ان میں دھوکہ دینے کا موقع (قادیانیوں کو) آسانی مل جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ انگریزی اور فرانسیسی میں لٹریچر زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے اور تقسیم کیا جائے اگر صاحبِ خیر مسلمان اس طرف توجہ فرمائیں اور ان کی طباعت کا انتظام کروادیں اور انہیں مفت تقسیم کروادیں کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ان کا معاوضہ لوں۔ کوئی بھی انہیں شائع کر کے کسی بھی قیمت پر فروخت کر سکتا ہے۔ میرا مقصد مسلمانوں کو قادیانیوں اور مرزائیوں کے خطرناک عزائم سے آگاہ کرنا ہے۔

سوال: قیام پاکستان سے لے کر ۱۹۷۲ء کے مالی سال تک بیرونی ممالک کے تبلیغی اداروں پر جو رقم خرچ کی گئی اس میں قادیانیوں کا حصہ تھا یا نہیں؟

جواب: حکومت تبلیغی مقاصد کے لئے جو بھی رقم خرچ کرتی رہی ہے وہ اس سلسلے میں بڑی فراخ دلی سے رابطہ مرزا ایم ایم احمد کی معرفت تقسیم کرائی تھی۔ ہر مرزائی مبلغِ براء راست ایم ایم احمد کی اجازت سے اسٹیٹ بینک پہنچتا تھا اور بڑی آسانی سے غیر ملکی زرمبادلہ حاصل کر لیتا تھا اور اس کے اعداد و شمار اسٹیٹ بینک سے حاصل کئے جاسکتے ہیں اور اس کے ساتھ ۱۹۵۴ء سے لے کر ۱۹۶۸ء تک میں نے تبلیغی دورے کئے۔ ایک ایک سال باہر رہا لیکن جب بھی اسٹیٹ بینک سے غیر ملکی زرمبادلہ کا مطالبہ کیا تو مجھے انکار کر دیا گیا اور کوئی زرمبادلہ نہیں دیا گیا میرا پاسپورٹ اس چیز کی وضاحت کرتا ہے۔

حضرت امام لورانی کی مخالفت کرنے والے بد نصیب ہیں

بعض علماء و مشائخ حضرت امام لورانی کی بین الاقوامی شہرت اور خدمات پر داد

حمین دینے کی بجائے بغض و حسد کے مرض میں مبتلا ہو کر آپ کی بلا جواز مخالفت پر اتر آئے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ اس مردِ مجاہد نے مختصر عرصہ میں ملک پاکستان، عالم اسلام اور بالخصوص اہل سنت و جماعت کے لئے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ وہ آپ کی خدا داد صلاحیتوں کا حصہ ہیں اور تاریخ کا ایک اہم روشن باب۔ میں پوری ذمہ داری کے ساتھ بھانگ دلی یہ کہتا ہوں کہ حضرت امام لورانی کی مخالفت برائے مخالفت کرنے والے بد نصیب ہیں بالخصوص خوابوں کا شہزادہ جناب پروفیسر طاہر القادری صاحب اس میں پیش پیش ہیں۔ انہوں نے نوجوانوں کو حقائق سے بے خبر رکھنے کے لئے اپنے تربیتی پروگراموں میں برملا اس بات کا اظہار کیا کہ ”امام لورانی ۱۹۷۰ء سے وادی سیاست میں ہیں انہوں نے تین سال میں کیا کیا؟ وہ فرماتے ہیں ۱۹۷۰ء میں انہوں نے قومی اسمبلی کی سات نشستیں حاصل کیں جب کہ ۱۹۸۸ء کے انتخابات میں صرف چار نشستیں ہی حاصل کر سکے۔ جس مکاری کے ساتھ یہ اعتراض گھڑا گیا ان شاء اللہ تعالیٰ بڑی آسانی کے ساتھ اس بھوڑے اعتراض کا قلع قمع کیا جائے گا۔ حضرت امام لورانی نے رکن اسمبلی کی حیثیت سے جو خدمات انجام دی ہیں۔ پروفیسر صاحب نے ان کا کوئی ذکر نہیں کیا بلکہ وہ سب قایم کر دیں اس کے جواب میں نیکی کہا جاسکتا ہے۔

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

میں پروفیسر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ جمعیت علمائے پاکستان نے تو ۱۹۷۰ء میں پہلی مرتبہ عام انتخابات میں حصہ لیا اور اللہ کے فضل و کرم سے قومی اسمبلی کی سات سیٹوں پر کامیابی حاصل کی جب کہ ان کی نومولود سیاسی جماعت ۱۹۹۰ء کے انتخابات میں نہ صرف سیاسی میدان میں بری طرح مات کھا گئی بلکہ قومی و صوبائی اسمبلی کی کوئی نشست بھی حاصل نہ کر سکی۔ کسی پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں ضرور جھانک لینا چاہئے پاکستان کا کوئی بھی عالم دین ہو یا سیاست دان وہ حضرت امام لورانی کی خدمات جلیلہ سے چشم پوشی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آپ کی چھٹھ سالہ زندگی ہمارے سامنے کھلی کتاب کی طرح ہے نوجوان نسل کو معلومات بہم پہنچاتے ہوئے اختصار آپ کی خدمات جلیلہ کی جھلک پیش کی جاتی ہیں جو آپ نے رکن اسمبلی کی حیثیت سے انجام دیں مرزائیوں کو غیر



مسلم اقلیت قرار دلانے کا تفصیلی ذکر ہو چکا اور یہ بھی ذکر ہو چکا کہ آپ کی کوشش سے پاکستان کے آئین میں پہلی مرتبہ مسلمان کی تعریف درج کی گئی۔ علاوہ ازیں آپ نے اہل سنت و جماعت کے اکتیس مدارس کو فوج میں منظور کرایا۔ یاد رہے کہ اس سے قبل کسی بھی سنی مدرسے کے خارج التحصیل عالم کو فوج اور دیگر سرکاری محکموں میں سرکاری ملازم نہیں رکھا جاتا تھا بلکہ سرکاری اداروں میں غیر مقلد و ہابی و دیوبندی چھائے ہوئے تھے۔

اس کے بعد آپ نے درسِ نظامی کی سند کو قومی اسمبلی میں ایم اے کے برابر تسلیم کرایا۔ آئین میں لفظ سوشلسٹ کے اندراج کے بعد اس کو آئین سے نکالنے میں کامیاب ہوئے۔ ۱۹۷۳ء کے آئین میں یہ بات شامل کرائی کہ اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہوگا۔ اس سے قبل پاکستان کے کسی بھی دستور میں یہ بات شامل نہ تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ امام نورانی نے بیرون پاکستان تبلیغی دورے فرما کر ہزاروں غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کیا۔ آپ کی خدمات جلیلہ کا تفصیلی ذکر آئندہ کتابچہ جو ابھی زیرِ تحریر ہے میں کر دیا جائے گا ان شاء اللہ۔ خود ساختہ ”مفکر اسلام“ کہلانے کے شوق میں اخلاقی تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حقائق و استدلال کو چھپانا نہیں چاہئے بلکہ حقائق و استدلال کا چہرہ سرخ کرنے کی بجائے بزرگوں کی خدمات پر وسعت قلبی کے ساتھ سر تسلیم خم کرنا ہی سعادتِ مندی ہے۔ حقائق کو جانتے ہوئے یہ کہنا کہ نورانی صاحب نے بیس سال میں کیا کیا؟ حقائق سے چشم پوشی ہے جو دانشِ مندی نہیں بلکہ تعصب و جنگِ نظری ہے۔ ایسا شخص احمقوں کی جنت میں رہتا ہے یا پھر ذہنی مریض۔ امام نورانی نے ایسے تاریخی کارنامے انجام دیئے ہیں اگر ایک ہزار طاہر القادری بھی پیدا ہو جائیں تو وہ امام نورانی کی گردِ نواہ کو نہیں پہنچ سکتے۔ دعا گو ہوں کہ مولیٰ کریم بغض و حسد کے مرض میں مبتلا افراد کو حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت کے طفیل حق اور سچ کہنے کی ہمت و توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

### عراق کی پسپائی میں ایران کا مجرمانہ کردار

۲۷، ۲۸ جولائی ۱۹۹۱ء بروز ہفتہ اتوار جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی مجلس عاملہ و شوریٰ کے مشترکہ اجلاس سے حضرت امام نورانی نے اپنے صدارتی خطبہ میں ارشاد فرمایا اس وقت عراق کے لئے تمام راستے بند ہیں۔ صرف اردن کے راستے سے بارہ گھنٹے

میں کار کے ذریعے بغداد پہنچا تھا۔ قائد نے فرمایا کہ انہوں نے بغداد شریف میں جامعہ بغداد کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی اور ورلڈ مسلم پارلر کونسل کے اجلاس سے بھی خطاب کیا انہوں نے کہا کہ میں نے عراق میں دس دن گزارے اور مختلف علاقوں جن میں کربلا اور نجف اشرف بھی ہیں کا دورہ کیا۔ بغداد شریف سے کربلا مطلقاً ۸۰ اور نجف اشرف ایک سو چالیس میل ہے۔ امام نورانی نے کہا کہ میں نے عراقی حکومت کی باتوں پر ہی اعتبار نہیں کیا بلکہ بغداد شریف، کربلائے معلیٰ، نجف اشرف، سامرہ اور وحیدہ اور دوسرے شہروں میں محوام سے مل کر حالات کی تحقیق کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فوج کی حالیہ جنگ نے عراق کی جاہی کے لئے امریکہ کے ساتھ ساتھ بعض مسلم ممالک نے بھی گمناؤں کا کردار ادا کیا۔ مسلمان ملکوں نے خاص طور پر ترکی اور سعودی عرب نے مکمل کر عراق کی مخالفت کی۔ ترکی نے امریکہ اور سعودی عرب سے ۵۰ کروڑ ڈالر نقد رقم وصول کی۔ جب کہ سعودی عرب نے جو کردار ادا کیا وہ کسی سے مخفی نہیں مگر ابھائی افسوس ناک کردار ایران کا ہے کہ اس نے دوستی کے رنگ میں عراق کی کمر میں پتھر گھونپا ہے اور عراق کی جاہی کی پوری کوشش کی کیونکہ عراق کی جاہی ایران کا صدیوں کا خواب ہے کہ مصلوبوں نے اور اس سے قبل عباسی خلافت کے خاتمہ میں ابنِ علیؓ پیچھے تباہیوں سے مل کر بغداد پر جاہی نازل کی تھی اور پھر ایرانیوں نے امریکہ سے زیادہ عراق کو نقصان پہنچایا کہ جنگ کے دوران اس نے امدادی سامان کے ساتھ اپنے کماؤ کو بھی بھیجے اور کربلا، نجف اشرف میں جاہی نازل کی۔ سنیوں کے گھروں میں گھس کر لوگوں کو چن چن کر قتل کیا گیا۔ ہزاروں سنی لڑکیوں کی عصمت دری کی سنیوں کے گھروں کا مال لوٹا۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور مولائے کائنات شیر خدا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حواریات مقدسہ کے گنبدوں پر لگے ہوئے سونے کے پترے اتار کر لے گئے انہوں نے کہا کہ ایرانیوں نے نہ صرف سنی لڑکیوں کی عصمت دری کی بلکہ ہوس کا نشانہ بنانے کے بعد انہیں قتل بھی کر دیا۔ امام نورانی نے کہا کہ نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ میں واقع حواریات کے ارد گرد حجروں میں اب بھی گھنٹوں گھنٹوں خون کھڑا تھا اور بے پناہ قہقہے اور ہلچل کے ماحول کو متعفن کر دیا ہے انہوں نے کہا کہ ایمانی تحریک کاروں نے جنگ کے دوران نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ پر قبضہ کر لیا اور امریکہ نے ترکوں کے ذریعے کروڑوں کو ہتھیار دیئے انہوں نے بھی ہتھکوت کی



ان حالات کے پیش نظر صدر صدام حسین کو کویت سے فوری طور پر ہٹانا پڑا۔ گویا صدام حسین کو امریکہ نے انہیں ایران اور کردوں نے کویت سے ہٹنے پر مجبور کیا۔ امام نورانی نے کہا کہ میں نے عراق کے نائب صدر جناب عزت ابراہیم سے کہا کہ آپ ایرانیوں کی تاریخ سے واقف تھے۔ آپ نے ان لوگوں پر اکتھار کیسے کیا؟ اس پر جناب عزت ابراہیم نے اعتراف کیا کہ انہیں دھوکہ ہوا۔ امام نورانی نے بتایا کہ جنگ نے شدت اختیار کی تو عراق نے حوام کے تحفظ کے لئے ایران سے ملحق سرحد کو اس لئے کھول دیا کہ حوام ایک مسلم ملک میں پناہ حاصل کر سکیں مگر ایرانیوں نے تو اپنی روایتی دھوکہ بازی سے عراق پر ظلم و ستم دہرایا۔ امام نورانی نے بتایا کہ عراق میں جب سے صدام حسین برسر اقتدار آئے ہیں تو انہوں نے محرم میں گھوڑے اور ماتم وغیرہ کے جلوس پر پابندی لگا دی تھی۔ اس وقت پورے عراق میں کوئی گھوڑا نہیں لٹکا ہزار میں کہیں ماتم نہیں ہوتا۔ عزاداری صرف امام ہاروں تک محدود ہے انہوں نے کہا کہ عراق میں ۷۰ فیصد سنی مسلمان ہیں جب کہ شیعہ صرف ۳۰ فیصد ہیں۔ امام نورانی نے بتایا کہ نجف اشرف اور کربلا معلیٰ سے ایرانی قبضہ ختم کروانے کے لئے عراقی فوج نے اہم کردار ادا کیا۔ ایرانی مخرب کار نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ کے حجروں میں اور آس پاس گھس گھسے تھے۔ عراق کو مجبوراً انہیں لٹکانے کے لئے کارروائی کرنا پڑی تو ایران نے پوری دنیا میں مقدس مقامات پر بمباری کا شور مچایا۔ امام نورانی نے بتایا کہ عراق کو کھلے کرنے میں امریکہ کی طرح ایران نے بھی پوری کوشش کی مگر صدام حسین نے پھر قبضہ پالیا۔ آپ نے بتایا کہ ۲۲ دن تک عراق دفاعی جنگ لڑتا رہا جس میں اس کے ۸۰ فیصد کارخانے تباہ ہو گئے گیارہ ہزار بچے قتل ہوئے انہوں نے کہا کہ اس وقت اقوام متحدہ کی تمام قراردادیں منظور کرنے کے باوجود عراق کی ناکہ بندی ختم نہیں ہوئی بچوں کے لئے دوائیں اور دودھ بھی نایاب ہے مگر پورے عالم اسلام میں کوئی حجاج کی آواز نہیں اٹھی۔ (بشکریہ پندرہ روزہ دعائے سلامت لاہور۔ ش۔ یکم اگست ۱۹۹۱ء)

(نوٹ: جمعیت علماء پاکستان چوک اعظم ضلع لہ نے گرامی قدر محمد سلیم مسٹ قادری کا یہ کتابچہ چوک اعظم میں سنی کانفرنس کے موقع پر ۲۳ فروری ۱۹۹۲ء کو شائع کیا جو اس کتابچہ کا چوتھا ایڈیشن تھا۔ اس کتاب پر حضرت علامہ ابراہیم نظامی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد کی ترقی بھی ہے۔)

اشاعت خاص  
کردار نورانی زندہ ہے

کردار نورانی زندہ ہے

## منظوم و منشور..... منتخبات

جناب شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری  
جناب پاسان مسلک رضا علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق رضوی  
جناب ملک التحریر علامہ شبیر احمد ہاشمی  
جناب علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی  
جناب قمر یزدانی، دوقہرہ صدیقی، جہاں بی اسے سنگ

مرتبہ

محمد طاہر فاروق نورانی



علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

زاویہ قادریہ سیداعظم مشریت (راولپنڈی ۱) سرگودھا، راولپنڈی (41200)  
0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com





ہر زمانے کی ضرورت ہے نظام مصطفیٰ ﷺ سب سامنے ہیں حقیقت ہے نظام مصطفیٰ ﷺ  
 سلب کر لیتا ہے ذہن و دل سے تحریک فساد امن کامل کی ضمانت ہے نظام مصطفیٰ ﷺ  
 نظریں اغیار تک سے بھی روا رکھتا نہیں بس محبت ہی محبت ہے نظام مصطفیٰ ﷺ  
 آج اپنا لو تو آجائیں بہاریں آج ہی آج بھی زعمہ حقیقت ہے نظام مصطفیٰ ﷺ  
 غیر اہم کوئی کسی عنوان رہ سکتا نہیں اک اساس قدر و قیمت ہے نظام مصطفیٰ ﷺ  
 چاہتا ہے اور کیا فطرت سے صحرائے وجود اک بہار رنگ و گہکت ہے نظام مصطفیٰ ﷺ  
 دستبردار اپنی عظمت سے نہ ہونا چاہیے باعث اعزاز و عظمت ہے نظام مصطفیٰ ﷺ  
 درمیان خلق و خالق کوئی بت رہتا نہیں ایک عالمگیر وحدت ہے نظام مصطفیٰ ﷺ  
 غیر فطری اشتراکیت پنپ سکتی نہیں صین حق ہے صین فطرت ہے نظام مصطفیٰ ﷺ  
 کیوں نہ ہو انسانیت کے واسطے وجہ وقار حسب غنائے مشیت ہے نظام مصطفیٰ ﷺ  
 (دکار صدیقی: کتاب شاہ احمد نورانی، حصہ دوم صفحہ ۹۶)

☆☆☆

☆☆☆

السلام اے قائد فرخندہ خو السلام اے رہبر رشیدہ تو  
 از صدائے نعرۂ مستانہ تو شیبت لرزہ ما دیوانہ تو  
 السلام اے بیکر علم و عمل پھر فیض حبیب عزوجل



ہمارا ہدف

تحفظ مقام مصطفیٰ ﷺ نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ

اہلسنت کا ووٹ صرف اہل سنت ہی کی امامت ہے

ووٹ بہت بڑی طاقت ہے اس کا درست استعمال آپ کی اجتماعی قوت  
 کے اظہار کا بہترین ذریعہ ہے

موجودہ ملکی حالات میں جس طرح اہل سنت کا مسلکی استحصال ہو رہا ہے  
 سابقہ ادوار میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

سُنّی بھائیو! وقت بہت ضائع ہو چکا ہے مزید ضائع نہ کریں اپنی سیاسی قوت کو  
 اکٹھا کر کے ملک میں اپنی شناخت بنائیے۔

اپنے نمائندے اسمبلیوں میں بھیجئے

تاکہ آپ کے انفرادی اور اجتماعی حقوق کا تحفظ یقینی بن سکے

یاد رکھیے! یہی انتظام کے بغیر آپ کے وقاری بحالی ناممکن ہے۔

مولانا دلدار حسین رضوی (خلیب: جامعہ مال فاضل بازار غوثیہ)

0300-6077287 0454-711287



آمدی و ماند اسم آمدی بسط فی العلم و الجسم آمدی  
السلام اے کاشف رعد و نہاں واقف راز و دون خسر و ال  
ناشر حق ناصر دین شہین حامی دستور قرآن مبین  
عبری صبر فقر روزگار کو استقلال بحر بے کنار  
اے شہ روشن ضمیر مومنین یک کلامی بر فقیر رہ لہین  
نتیجہ کلام: علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی

(بکریہ ماہنامہ "ترجمان المسلم" کراچی کلام مصطفیٰ ﷺ نمبر ۱۹۷۶ء ستمبر ۱۳۳۷ھ)

☆☆☆

ملو عظمت اسلام کی برحان نورانی بظاہر ایک قاری ہے مگر قرآن نورانی  
شرافت کا، صداقت کا، محبت امن عالم کا اخوت، عشق و مستی کا ہے اک بیان نورانی  
جلال دین قیم ہے جمال رحمت عالم جناب عشق کے کرب و عمل کی جان نورانی  
عدو سرور کونین پر ہے قہر قاروقی جناب حضرت صدیق کی پہچان نورانی  
یہ علم و فضل حیدر ہے حیا و علم حثانی وقار دین قیم کا ہے اک عنوان نورانی  
نشان قرن اول ہے یہ پرچم ہے صحابہ کا ہے گویا ایک فیض حضرت نعمان نورانی  
محمد بن حسن شیبانی عصر رواں سمجھو ابو یوسف و فرقاری کا ہے فیضان نورانی  
جناب شیخ اکبر کا نصوص اہلکم ہے یارو محمد الف ثانی کا وجود آن نورانی  
جناب غوث اعظم کی کرامت و شہادت ہے شہد احمد رضا کی ہے عز و شان نورانی  
فنائے جبر میں ہے بدر کی لٹکار نورانی فنائے کیف میں ہے عشق کی اک کان نورانی  
رسول ہاشمی کے دین قیام کی صداقت ہے جناب سید شہید کی سمجھیں سیادت ہے  
(علامہ شہید احمد ہاشمیؒ)

مستار عالم و روحانی پیشوا حضرت علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی کے جذبات عقیدت  
و محبت پر مشتمل زیر نظر منقبت ان کے پہلے مجموعہ کلام "شان جمال" کے صفحہ نمبر ۱۱۶ پر شائع  
ہوئی یہ مجموعہ ۱۱ صفر ۱۳۲۰ھ بمطابق ۲۷ مئی ۱۹۹۹ء کو پہلی بار شائع ہوا۔ غالباً یہ  
منقبت ۸۳-۱۹۸۳ء میں لکھی گئی۔ (ادارہ)

آپ میر کارواں ہیں قبلہ نورانی میاں قوم کی صبح رہاں ہیں قبلہ لطفی میاں  
انکار ملک و ملت آبروئے الہی دیں الموحق کے پاساں ہیں قبلہ نورانی میاں  
حالم عالم پناہ ہیں حامی ارشاد الہی رہبر بندہ جواں ہیں قبلہ نورانی میاں  
بہاؤں باغ وطن کی گاہی ہیں روز و شب نو بہار بوستاں ہیں قبلہ نورانی میاں  
اللہ اللہ چنگی عزم و استقلال میں غیرت کو گراں ہیں قبلہ نورانی میاں  
ایک اک نقش کف پا زعمہ و جاوید ہے پائیدار و جاوداں ہیں قبلہ نورانی میاں  
باخبر رہتے ہیں ہر دم دہر کے حالات سے واقف سود و زیاں ہیں قبلہ نورانی میاں  
المواہل سے وفا ہوشیانت سے جنگ ہو کامیاب و کامراں ہیں قبلہ نورانی میاں  
آتش سہاں بن جاتا ہے خون محمد ﷺ کیا شطہ میاں ہیں قبلہ نورانی میاں  
تشنہ کا مان محبت، مژدہ ہاد و مژدہ ہاد فیض کے بحر رواں ہیں قبلہ نورانی میاں  
اک زمانہ معترف ہے آپ کے اوصاف کا رفعتوں کے آساں ہیں قبلہ نورانی میاں  
(علامہ صاحبزادہ محمد اسماعیل فقیر الحسنی، سہادہ لہین: شاہ والا شریف)

☆☆☆

کل آئے ہیں میدان میں کلام مصطفیٰ ﷺ محمد عظیمیؒ حبیب کبریا ﷺ والے  
پرستار ان ہاں پائل سے شہینے کے لئے ہر دم کفن و عشاں ہیں لب بھی زمانے میں خدا والے  
احد میں، بدر میں، اور کربلا میں ہو گیا ثابت خدا کی راہ میں مرکز بھی زعمہ ہیں خدا والے



یہی سارے زمانے میں ہم صحت رہے ہیں  
جنگی قہریلوں پر آکر ان کے غرور و عظمت کو  
خدا کی راہ میں مرکز کہ غالب آئے ہاں یہ  
اگر ہمت ہو ہاں میں تو اب بھی آئے میدان میں  
(انور علی انور)

☆☆☆

### قید و بند کی آزمائش میں بخوبی عہدہ برآ ہو کر آنے پر خیر مقدم

مبارک ہو کہ نورانی میاں تشریف لے آئے  
لکالے گا جو گرناب بلا سے قوم کی کشتی  
ترقی کی طرف ہے گامزن یہ کارواں اپنا  
ہماری قوم جن کے دم سے ہے زندہ و پاینده  
کیا ہے ملبہ خوابیدہ کو بیدار جنہوں نے  
جمعیت کی قیادت جن پہ فخر و ناز کرتی ہے  
(گزشتہ صفحہ کتاب: شاہ احمد نورانی ص ۲۳)

☆☆☆

نورانی تو ہے دین محمد ﷺ کی آمد  
دنیا میں کر دیا ہے جمعیت کو سرخرو  
لکڑی ہر اسان ہوا عدد

ملت کو ہر محاذ پر درہم عمل دیا  
قتلوں کو اپنے نعرہ حق سے بچل دیا  
دشمن کو جو جواب دیا بھل دیا

زندہ کیا ہے دین رسالت مآب ﷺ کو  
روکے اب ارض پاک میں اس انقلاب کو  
یہ حوصلہ کہاں کسی غارتہ غراب کو

اے شاہ عبداللطیم کے فرزند ارجمند  
ہر قول دل نشین سے ہر فعل دل پسند  
ہر قول دل نشین سے ہر فعل دل پسند

یہ تیرا دہدہ یہ تیری شان مرجا  
یہ تیرا عزم راسخ و اچان مرجا  
یہ تیرا عزم راسخ و اچان مرجا

ہر قلب مضطرب کی دعا تیرے ساتھ ہے  
سرکار دو جہاں کی رضا تیرے ساتھ ہے  
اے رہنمائے قوم خدا تیرے ساتھ ہے

تو وارث شریعت شاہ انام ہے  
تازاں ہے جس پہ قوم وہ عالی مقام ہے  
چاتی کو حیری مدح میں بھر کیا کلام ہے

یہ حیری کھتیں تیرے اسلوب زندہ ہاد  
تو نے کیا ہے کفر کو مغلوب زندہ ہاد  
(جاتی۔ بی۔ اے۔ علی)

☆☆☆

فہم میں سوز ہے جس کے ظلم میں معافی ہے  
فہم میں سوز ہے جس کے ظلم میں معافی ہے



طہر دار حق ہے وہ صداقت کی نشانی ہے ہمیں کوئی انسان یہ حقیقت کی کہانی ہے  
 نظام مصطفیٰ جس کا قرار دہا گئی ہے ہونا ہم ہر جگہ یہ دین اکمل کس نے ظانی ہے  
 اسی کی چار سو ہائیں اسی کی کوہ کو ہائیں اسی کی غریب ہائیں وہی دور دہانی ہے  
 وہی بے جان محفل کی وہی ہے شان محفل کی وہی ہر ایک محفل میں جان خوش بانی ہے  
 ہے صورت نور سے ملو ہے سیرت حسن کا پرتو ہے مرد حق وہ نورانی نقیب شادمانی ہے  
 شرف یہ اہل سنت کو ہے حاصل ایسے کام کا دکھاؤ کسی اگر جو اس کا کوئی دانی ہے  
 ہمیں حیرے سا کوئی بھی کام اہل سنت کا تری ہی اہل سنت کے دلوں پر عکسائی ہے  
 ہے ترا مظلہ احقاق حق ابطال باطل ہی ترا مسک نظام مصطفیٰ کی پاسپالی ہے  
 امام احمد رجا کی تو ہی ہے شک عہد حاضر میں سراپا ترجمانی ہے سراسر مہرانی ہے  
 رہے انوار کی ہارش شہ میرٹھ کی تربت حلاوت کو جس نے گفتہ اک نشانی ہے  
 تری حکمت اسیرت اور تدبیر کے ہیں کن گاتے جنہوں نے کی ہر دشت سیاست میں جہانی ہے  
 دین سے بھی کھن گونے کے سر سر ملے سکتے حقائق نے تجھے کی خاص طرز چالطانی ہے  
 بھلا کے لئے تو کوئی لوستے کی ہے یہ چاشا ہا حیرے جسے میں آئی حد سے بڑھ کر دل مستانی ہے  
 ہزاروں بیگلوں کنار کو تبلیغی دوروں میں عطا دین مبین کی تو نے اک اک نشانی ہے  
 تجھے حق کوئی سے کوئی بھی بھٹا نہیں سکتا یہ دولت جس کو ملتی ہے تو ملتی جاودانی ہے  
 ہوا کچھ بھی شامل ہے حیرے جاں نثاروں میں ہمیں پورا مجھے اس کی کہ جاں تو آتی جانی ہے  
 (سید عارف محمود مجبور رضوی)

☆☆☆

حق کے حامی دعوہ ہارا دین کے شیدا ہوں و شاہ  
 صدیقی سہرے والا نورانی چہرے والا

حق نے ہم کو بخشا ہے قوم کا سچا رکھوالا  
 شاہ نورانی دعوہ ہار بدخواہ سرگرم آباد  
 ساتھی آپ کے قادی ہیں ساقی شیر ہادی ہیں  
 یہ نظر ام نے فرمایا ان ہی پر ہم راضی ہیں  
 خواجہ ملت یک ہوا دانی تونہ دعوہ ہار  
 پاک نظام مصطفیٰ برکت رحمت خوش بختی  
 دل کی حسرت ہے مولا دیکھیں ہماری آنکھیں بھی  
 سن یہ نکالی کی فریاد پاک دین پابند ہار  
 (راشد نکالی ایم جی)

☆☆☆

اے زحیم اہل سنت شاد کام مصطفیٰ قریب قریب کو دیا تو نے پیام مصطفیٰ  
 حیرتی ہر اک سانس وقف احترام مصطفیٰ کاش حیرتی طرح بن جائیں تمام مصطفیٰ  
 حکمران روئے زمین پر ہو قلام مصطفیٰ حل زمانہ کے مسائل کا قلام مصطفیٰ

حیرے دم سے لڑے برا تمام کفر و ارتداد ہو گئی دعوہ حیرتی تبلیغ سے رسم جہاد  
 عالم اسلام میں پھوکی وہ روبرو اتحاد دے رہا ہے دشمن جاں بھی حیرتی ہمت کی راہ  
 تیرا چہرہ ہے معلوم کلام مصطفیٰ حل زمانہ کے مسائل کا قلام مصطفیٰ

خوشنما انجام پنہاں ہے حیرے آغاز میں سحر رکھا ہے خدا نے وہ تری آواز میں  
 لوگ نغمے گائیں گے جب بھی ترے انداز میں اک ہی آئے گی آواز ہر اک ساز میں



کیفیت میں اک سے ہیں صبح و شام مصطفیٰ ﷺ حل زمانہ کے مسائل کا نظام مصطفیٰ ﷺ

غیرت اسلامیان پاک کو یہ کیا ہوا اہل ایمان پر مسلط آج ہیں اہل دنیا  
شاہ احمد کی قیادت میں یوحنا کا لہ بن سے عشق نبی ہوگا نہ ملے یہ مرحلہ  
حاصل تنہم و کوثر ایک جام مصطفیٰ ﷺ حل زمانہ کے مسائل کا نظام مصطفیٰ ﷺ

ہر کس و ناکس کی محفل میں بھی ہے محفل ہاغبان نے لوٹ لی اپنے چمن کی آمد  
پھر نئے انداز سے مقصد کی پہچان جو رنگ نکھرے گا جو دیں اہل وطن تازہ لبو  
مردمیں پاک آئی ہے عام مصطفیٰ ﷺ حل زمانہ کے مسائل کا نظام مصطفیٰ ﷺ

کاش یہ کتبہ سمجھ جائے غلام مصطفیٰ ﷺ ہے وہی آزاد جو ہے زیر نام مصطفیٰ ﷺ  
خاص میں شش دو عالم انتظام مصطفیٰ ﷺ آؤ مل جل کر کریں قائم نظام مصطفیٰ ﷺ  
آدمیت کو بہت کافی ہے نام مصطفیٰ ﷺ عظمتوں کی حد سے آگے ہے مقام مصطفیٰ ﷺ  
(جیل نظر)

☆☆☆

اشاعت خاص  
کرامتوں کی روشنی میں

کرامتوں کی روشنی میں



نفاذ نظام مصطفیٰ ﷺ کی نورانی تحریک  
جمعیۃ علماء پاکستان  
..... ایک ولولہ، ایک لہکار.....

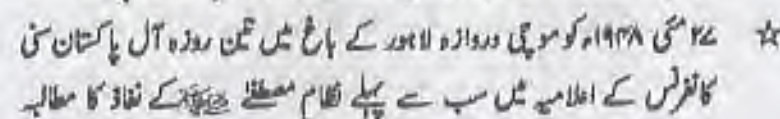


تحریک  
رشید احمد رضوی: علامہ شبیر احمد ہاشمی

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

زاویۃ قادریہ سیدہ خاتون اعظمہ ستریت (جگہ کی خبر) داسر گودہ بارہ بھویرا (41200)  
0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com





**0333-3322022**



- ☆ کیا۔ (۱۹۳۹ء میں قرارداد مقاصد منظور کروانے میں اہم کردار ادا کیا)۔
- ☆ ۱۹۵۲ء میں سب سے پہلے علامہ سید احمد سعید کالمی نے قادیانوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ (منیر رپورٹ)
- ☆ فروری ۱۹۵۲ء میں جمعیت علماء پاکستان مغربی پاکستان کے انتخابات میں قائد اہلسنت، علامہ امام شاہ احمد نورانی نائب صدر منتخب ہوئے۔ ہفت روزہ رضوان لاہور ۱۰ مارچ ۱۹۵۲ء)
- ☆ مارچ ۱۹۵۲ء میں آرام باغ میں علامہ شاہ احمد نورانی کی صدارت میں مشفقہ سنی کانفرنس میں سندھ میں حضرت سید صبغت اللہ شہید رحمہ اللہ کی گدی بحال کرنے اور موجودہ سر صاحب پگارا کی وطن والہی کا مطالبہ جمعیت نے کیا۔
- ☆ اگست ۱۹۵۲ء میں حضرت علامہ سید ابوالحسنات قادری نے جس الحارثین حضرت علامہ سید محمد اسماعیل بخاری حضرت کرناوالہ بیٹیلہ کی چائیدادوں کی بحالی کروائی۔ جبکہ خود حضرت کرناوالہ نے کسی سے چائیداد کا کوئی مطالبہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔
- ☆ ۱۹۵۳ء میں قادیانوں کی پارحیت کے خلاف تحریک ختم نبوت کی قیادت جمعیت کے صدر علامہ سید ابوالحسنات قادری بیٹیلہ نے فرمائی۔ جبکہ مولانا عبدالحمید بدایونی، مولانا مفتی صاحبزادہ خان، علامہ شاہ احمد نورانی نے تمام مکاتب فکر کی آل پارسیز میں اہم ترین کردار ادا کیا۔ (منیر رپورٹ ص ۸۰)
- ☆ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ۱۰ ہزار مسلمانوں نے شہادت کا درجہ پایا۔ فوج کی گولیوں کے سامنے سید کھول کر یا رسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگا کر جان دو عالم ﷺ پر جان قربان کر دی۔ (تحریک ختم نبوت شورش کشمیری)
- ☆ ۱۹۵۳ء کی ختم نبوت مومن میں حضرت جس الاصفاء سید غلام محی الدین گولڑوی عرف حضرت بابو جی نے خصوصی کردار ادا کیا۔

- ☆ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا صاحبزادہ غلیل احمد قادری کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔
- ☆ ۱۹۵۳ء کی جنوری سے جمعیت کے لاہور سے تین اخبار جاری ہوئے۔ روزنامہ مغربی پاکستان (ایڈیٹر مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش)، ہفت روزہ سواد اعظم (ایڈیٹر علامہ سید غلام محسن الدین کا کاخیل ہفت روزہ الجمعیت) (ایڈیٹر مولانا سید غلیل احمد قادری)
- ☆ ۱۹۵۶ء میں چوہدری محمد علی نے پہلا آئین بنایا۔ اس میں پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھے، کتاب و سنت کی بالادستی قائم کرنے، کوئی قانون شریعت کے خلاف نہ بننے کے لئے جمعیت نے بھرپور کردار ادا کیا۔
- ☆ ۱۹۵۶ء کے دستور میں کتاب کے ساتھ سنت کا لفظ شامل کرنے پر طلوع اسلام کے چوہدری غلام احمد پرویز نے مخالفت کی مگر علامہ سید احمد سعید کالمی نے ان سے تحریری مناظرہ کیا۔ حکومت کو لفظ "سنت" شامل کرنا پڑا۔
- ☆ ۱۹۵۶ء میں جمعیت نے فہمہ خنی کو پبلک لائبریری کی بھرپور تحریک چلائی۔ مولانا مودودی مخالفت کرتے تھے مگر ملتان پھول ہٹ کی مسجد میں علامہ سید احمد سعید کالمی نے تین دن مودودی صاحب سے مناظرہ کیا۔ علامہ دیوبند مولانا خیر محمد چاندھری، سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مفتی محمود، مولانا محمد علی چاندھری نے علامہ کالمی کو فہمہ خنی کا ترجمان تسلیم کیا بالآخر مولانا مودودی فہمہ خنی کو پبلک لاء بنانے کے قائل ہو گئے اور زندگی بھر اس کے قائل رہے۔
- ☆ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں ایوب خان کا مارشل لا آگیا۔ تمام جماعتوں کے ساتھ جمعیت کو حکمت عملی بدلنا پڑی۔
- ☆ جمعیت نے ایوب کے بالواسطہ بی ڈی نظام کو قبول نہ کیا۔ ۱۹۶۲ء کے آئین کو غیر اسلامی اور غیر جمہوری کہا کہ اس میں عورت کی سربراہی کی بھی اجازت تھی۔



☆ محترمہ فاطمہ جناح نے ایوب خان کے خلاف احتجاج لڑا۔ جمہوریت نے عورت کی سربراہی کے عدم جواز کی بناء پر ان کی حمایت نہ کی۔ جبکہ مولانا مودودی نے عورت کی سربراہی کو اس وقت جائز قرار دے دیا۔

☆ جمعیت نے ایوب آمریت میں پیدا شدہ مسئلے جاگلی قوانین، مسجد بھگون کی طرف سے پنجابی میں نماز، ڈاکٹر فضل الرحمن کی طرف سے مشیقی وسیعہ وغیرہ کی زبردست مخالفت کی۔

☆ ۳ اپریل ۱۹۷۰ء کو لاہور میں حضرت سید محمد شین امام المفسرین علامہ سید ابوالبرکات رحمہ اللہ کی دعوت پر جمعیت کے ۶ گروپوں کا مشترکہ اجلاس ہوا۔ اس کی صدارت حضور سید صاحب کے حکم پر علامہ شاہ احمد نورانی نے کی۔

☆ ۱۳ اپریل ۱۹۷۰ء کو علامہ نورانی کی صدارت میں تمام گروپ توڑ دیئے گئے۔ تمام گروپوں نے جمعیت کا نام سنی مجلس عمل جمعیت علماء پاکستان رکھا۔

☆ سنی مجلس عمل جمعیت علماء پاکستان کے کنوینئر علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ مقرر ہوئے۔

☆ سنی مجلس عمل کے اجلاس میں امام نورانی ۱۳ جون ۱۹۷۰ء کو جمعیت علماء پاکستان کے نئے انتخابات بھی ٹوپے تک سگمہ میں جمعیت علماء پاکستان کے زیرِ اہتمام آل پاکستان سنی کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا کیونکہ ٹوپے تک سگمہ میں کمیونسٹ لیڈر مولانا..... نے ملک میں کمیونسٹ نافذ کرنے کا اعلان کیا تھا۔

☆ ۳۱ جون ۱۹۷۰ء کو جمعیت علماء پاکستان کے نئے انتخابات بھی ٹوپے تک سگمہ میں ہوئے۔ حضرت شیخ الاسلام خواجہ علامہ حافظ محمد قمر الدین سیالوی صدر، علامہ سید محمود احمد رضوی سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔

☆ جمعیت نے اسی دن دسمبر ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کیا۔

☆ اسی دن پوری مجلس شورٰی نے حضرت قائد اہل سنت علامہ امام شاہ احمد نورانی اور

☆ حضرت ضیاء الامت علیہ الرحمہ کرم شاہ رحمہ اللہ کو جمعیت کا نائب صدر منتخب کیا اور سندھ کے پارلیمانی لیڈر کا چیئر مین بھی امام نورانی کو مقرر کر دیا گیا۔

☆ جمعیت نے دسمبر ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں قومی اسمبلی کی سات، پنجاب اسمبلی کی چار، سندھ اسمبلی کی چھ نشستیں جیت لیں اور ۱۰ لاکھ ووٹ حاصل کیا۔

☆ جنوری ۱۹۷۱ء میں سرگودھا اجلاس میں پوری شورٰی نے امام نورانی کو پارلیمانی لیڈر (قومی اسمبلی)، ناصر بلوچ (پارلیمانی لیڈر پنجاب)، پروفیسر شاہ فرید الحق (پارلیمانی لیڈر سندھ) منتخب کیا۔

☆ انتخابات کے بعد مشرقی پاکستان سے شیخ مجیب الرحمن اکثریتی پارٹی کے چھ نکات پر بات چیت کے لئے حضرت خواجہ سیالوی نے امام نورانی کی قیادت میں حضرت محمد کرم شاہ اور ظہور الرحمن بھوپالی مرحوم کا تین رکنی وفد بھیجا۔

☆ شیخ مجیب الرحمن کے سامنے امام نورانی نے چھ نکات کے مقابلہ میں چھ نکات دیئے جسے انہوں نے تسلیم کرنے کا عندیہ دیا۔

☆ یحییٰ خان اس وقت صدر پاکستان تھے انہوں نے ایوان صدر ڈھاکہ میں مغربی پاکستان کے پارلیمانی لیڈروں کا اجلاس بلایا۔ اس میں امام نورانی نے تمام پریشان کن حالات کا ذمہ دار ٹاڈیاٹھوں کو قرار دیا۔ اس وقت یحییٰ خان کے پاس شراب پڑی تھی۔ امام نورانی واحد لیڈر تھے جنہوں نے جام وینا کی موجودگی میں صدر پاکستان سے بات کرنے سے انکار کر دیا۔

☆ یحییٰ خان نے ڈھاکہ میں قومی اسمبلی کا اجلاس بلایا تھا۔ بھٹو نے اعلان کیا کہ ادھر تم ادھر ہم جو مغربی پاکستان سے ڈھاکہ جائے گا اس کی ٹانگیں توڑ دیں گے۔ جواب میں فشر پارک کراچی کے تاریخی جلسے میں امام نورانی نے ڈھاکہ جانے کا اعلان کیا۔

☆ دسمبر ۱۹۷۱ء میں مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان فیاضی جمعیت علماء پاکستان



میں ہا کا عدہ طور پر شامل ہوئے۔

☆ جنوری ۱۹۷۲ء میں حضرت شیخ الاسلام سیالوی نے مجاہد ملت مولانا نیاز کی جمعیت پنجاب کا کنوینئر مقرر فرمایا۔

☆ بھٹو نے دسمبر ۱۹۷۱ء میں اقتدار سنبھال لیا تھا۔ اس سے پہلے دن جمعیت نے اپوزیشن میں بیٹھنے کا اعلان کر دیا۔

☆ مارچ ۱۹۷۲ء ملتان میں پنجاب کے انتخابات میں مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیاز کی جمعیت پنجاب کے صدر، شیخ الحدیث مولانا محمد شریف جنرل سیکرٹری اور محمد اکبر ساقی مرحوم سیکرٹری اطلاعات منتخب ہوئے۔

☆ دسمبر ۱۹۷۲ء میں حضرت شیخ الاسلام سیالوی نے صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ اڈاکاڑہ کانفرنس میں امام نورانی کو حضرت عہد کرم شاہ کی تجویز پر قائم مقام صدر جمعیت منتخب کر لیا گیا۔

☆ ۲۷ مئی ۱۹۷۳ء کو خانیوال کے جامعہ حناجید مہزی منڈی کے اجلاس میں ۱۶ گھنٹے کی بحث کے بعد جمعیت کا تنظیمی دستور منظور ہوا۔ یہ دستور مولانا محمد حسین حقانی نے پیش کیا تھا۔ علامہ سید محمود احمد رضوی، حضرت صاحبزادہ محمد فضل رسول بھی شریک تھے۔

☆ ۲۷ مئی ۱۹۷۳ء کے اجلاس خانیوال میں قومی اسمبلی کے اندر مشترکہ جدوجہد کرنے کے لئے پارلیمانی پارٹی کو اجازت دی گئی۔

☆ اسی اجلاس میں امام نورانی صدر، عہد طریقت مولانا حامد علی خان نائب صدر، صاحبزادہ سید محمود شاہ گجراتی نائب صدر اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیاز سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔

☆ اسی اجلاس میں شیخ القرآن مولانا قلام علی اڈاکاڑی صدر پنجاب اور ملک محمد اکبر ساقی جنرل سیکرٹری پنجاب منتخب ہوئے۔

☆ قومی اسمبلی کے اندر حصہ پارلیمانی پارٹی تشکیل دی گئی۔ ولی خان اپوزیشن لیڈر، امام نورانی سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے۔

☆ امام نورانی کے ایم این اے ہاشم کے کمرہ میں بھٹو کے خلاف حصہ جمہوری محاذ تشکیل دیا گیا۔

☆ ۱۹۷۳ء کا آئین بنانے کے لئے ۲۵ مئی آئین ساز کمیٹی میں امام نورانی نے دستور سازی میں تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ اس میں سوشلزم کا نام شامل نہ ہونے دیا۔ بھٹو صاحب نے جب آئینی معاہدہ سے انحراف کیا تو پاکستان ٹی وی پر امام نورانی نے تاریخی تقریر کی۔

☆ بھٹو صاحب نے اسمبلی کی اکثریت کی بنا پر آئین منظور کروا لیا۔ مگر امام نورانی نے آئین کو اس بنا پر روٹ نہ دیا کہ یہ مکمل اسلامی آئین نہیں ہے۔

☆ اسی موقع پر امام نورانی نے نظام مصطفیٰ ﷺ کی اصطلاح قومی سیاست میں داخل کی۔

☆ آئین کے نفاذ کے بعد قومی اسمبلی کے اندر وزیراعظم کا انتخاب ہوا۔ امام نورانی نے بھٹو کے مقابلہ میں اپوزیشن کی طرف سے وزیراعظم کا انتخاب لڑا۔

☆ امام نورانی کی جدوجہد سے آئین میں اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب، پاکستان کا سربراہ مسلمان ہونا قرار پایا اور مسلمان کی تعریف آئین میں شامل ہوئی۔

☆ امام نورانی نے ۳۰ جون ۱۹۷۳ء کو قومی اسمبلی کی تاریخ میں پہلی مرتبہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کی۔ جو ۷ ستمبر ۱۹۷۳ء کو مکمل اتفاق رائے سے منظور ہو کر آئین کی ترمیم نمبر ۲ قرار پائی۔ اب تک آئین میں ۱۲ ترامیم ہو چکی ہیں۔ یہی ایک ترمیم مکمل قومی اتفاق رائے سے منظور ہوئی۔

☆ ۱۹۷۴ء کی ختم نبوت تحریک میں امام نورانی نے حصہ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے لئے شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی رحمہ اللہ کو سیکرٹری جنرل اور مجاہد ملت



- ☆ مولانا عبدالستار خان نیازی کو نائب صدر مقرر کر دیا۔
- ☆ امام نورانی نے بھٹو سے شدید اختلاف کے باوجود عظیم المدارس اہل سنت کی سند ایم اے تک منظور کروائی اور جی ایچ کیو G.H.Q میں نئی مدارس منظور کروائے۔
- ☆ بھٹو نے امام نورانی کو شہید کروانے کی کئی بار کوشش کی۔ آپ فرین میں ستر کر رہے تھے اس پر حملہ ہوا۔ آپ کے مکان پر کئی حملے ہوئے۔
- ☆ امام نورانی نے بھٹو کے خلاف ۱۹۷۷ء کی تحریک کو تحریک نظام مصطفیٰ علیہ السلام کا نام دیا۔
- ☆ امام نورانی ان سیاستدانوں میں شامل تھے جن کو بھٹو اپنا شدید حریف سمجھتے تھے۔
- ☆ انجی ایچ ہے کہ امام نورانی کو سندھ میں چیکب آباد کے قریب گڑھی خیر میں شدید گرمی میں نظر بند کیا گیا۔ جبکہ دوسرے سیاست دان سہالہ ریست ہاؤس میں نظر بند کئے گئے۔
- ☆ بھٹو کے خلاف P-N-A کی تشکیل بھی مولانا نورانی کی دعوت پر اس وقت جمعیت کے نائب صدر رفیق باجوہ صاحب کے گھر پر ہوئی۔
- ☆ بھٹو کے خلاف تحریک کے دوران مساجد میں اذانیں دینے کا تصور بھی امام نورانی نے دیا۔
- ☆ علامہ شاہ احمد نورانی نے بھٹو کے زوال کے بعد ضیاء الحق کی حکومت کے خلاف ایک سال تک کوئی بات نہ کی۔ کیونکہ نظر بندی کے دوران مری میں ملاقات پر ضیاء الحق نے سال کے اندر اسلام کے خلاف کا وعدہ کیا تھا اس لئے اس کو موقعہ دیا گیا۔
- ☆ ضیاء الحق نے جب وعدہ کے مطابق نفاذ اسلام نہ کای تو ایک سال تک اسے وعدہ یاد دلایا گیا۔
- ☆ ضیاء الحق نے ایک بیان دیا کہ اکتوبر ۱۹۷۹ء میں ہونے والے انتخابات میں نے سیاستدانوں کے کہنے پر ملتوی کئے ہیں۔ اسی اجلاس میں امام نورانی نے سوال کیا کہ ان سیاست دانوں کا نام لو مگر ضیاء الحق کو جرأت نہ ہوئی۔

- ☆ بھٹو اور ضیاء الحق نے غلطیہ ایجنسیوں سے امام نورانی کے خلاف پوری تحقیقات کروائیں مگر ایک پھوٹی کوڑی کی کوئی بد عنوانی تلاش نہ کی جاسکی۔
- ☆ ضیاء الحق نے محکمہ اوقاف سے آرڈر جاری کروایا کہ اذان سے قبل صلوٰۃ و سلام نہ پڑھا جائے۔ اس کے خلاف امام نورانی کی قیادت میں جمعیت نے نعرہ حق بلند کیا۔ مقابلہ کا اعلان کیا حکومت نے اعلان واپس لے لیا۔
- ☆ ضیاء الحق نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب التوحید کی سرکاری سرپرستی کی۔ امام نورانی نے اس کو فرقہ داریت قرار دے کر مذمت کی۔
- ☆ ضیاء الحق کے دور میں سعودی حکومت نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کنز الایمان پر پابندی لگائی۔ امام نورانی نے اس کی عالمی سطح پر مذمت کی۔
- ☆ ضیاء الحق کے دور میں نجدی حکومت نے حرمین مطہرین میں محفل میلاد پر پابندی لگائی۔ جمعیت علماء پاکستان نے لاہور میں مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کی قیادت میں تاریخی جلوس نکالا۔ جس پر پولیس نے شدید لاشمی چارج کیا۔
- ☆ ضیاء الحق نے غیر جماعتی انتخابات کے لئے امام نورانی سے مشورہ طلب کیا۔ آپ نے بھرپور دلائل سے اس کو لا جواب کیا اور غیر جماعتی انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔
- ☆ ۱۹۸۶ء میں جو نچو مرحوم کے غیر جماعتی قریب اسبلی کے دور میں امام نورانی نے نثر پارک کراچی اور موچی دوداڑہ لاہور میں تاریخی جلسے کئے۔
- ☆ ضیاء الحق کے پورے دور میں امام نورانی زبردست مارشل لا و دشمن شخصیت کے طور پر ابھرے۔
- ☆ جو نچو مرحوم نے وزیراعظم کی حیثیت سے مسئلہ افغانستان پر گول میز کانفرنس منعقد کی۔ امام نورانی نے اس میں ضیاء الحق پر شدید تنقید کی اور مسئلہ افغانستان میں امریکی مفادات کے تحفظ کا الزام لگایا۔ جو نچو کا بیٹہ کے وزیراعظم تنک کی امام



نورانی سے جھڑپ ہوئی۔

☆ ضیاء الحق نے جو نیچو اسمبلی کو برخواست کرنے کی تقریر میں مولانا نورانی کی اس تنقید کا بھی ذکر کیا۔

☆ امام نورانی نے اوچڑی کپ میں آتش زدگی کی عدالتی تحقیق کا مطالبہ کیا۔

☆ امام نورانی پہلے سیاست دان ہیں جنہوں نے سیاحتی کلچر پر بھارتی قبضہ کا انکشاف کیا۔

☆ امام نورانی نے ضیاء الحق دور کے کراچی میں پیدا کردہ لسانی دہشت گردوں سے کبھی صلح نہ کی۔

☆ ضیاء الحق نے جو نیچو اسمبلی برخواست کی۔ جو نیچو مرحوم نے مسلم لیگ کا اپنا گروپ تشکیل دیا۔ وہ ضیاء الحق کی نفرت میں بڑا گروپ تھا۔ جو نیچو نے دھوت اتحاد دی۔ امام نورانی نے مولانا نیازی سے مشورہ کے ساتھ جو نیچو سے اتحاد کیا۔

☆ ۱۹۸۸ء کے انتخابات سے قبل مسلم لیگ جمیعت علماء پاکستان اور تحریک استقلال پر مشتمل پاکستان حمایتی اتحاد تشکیل پایا۔ جمیعت نے دونوں پارٹیوں سے تحریری ضمانت لی کہ برسر اقتدار آکر فحش کی روشنی میں غلام مصطفیٰؒ نافذ کریں گے۔

☆ جو نیچو کے بروقت سکرین سے آؤٹ ہونے اور نواز شریف کی شدید دشمنی کے باوجود جمیعت کے چار ارکان قومی اسمبلی منتخب ہوئے۔ ۱۸ لاکھ جمیعت نے ووٹ لیے۔

☆ ضیاء الحق کی موت کے بعد ۱۹۸۸ء کے انتخابات میں بے نظیر بھٹو وزیراعظم اور نواز شریف پنجاب کے وزیراعلیٰ اور جسٹس کا محاذ حزب اختلاف بنے۔ جمیعت نے دونوں کو کھولے سبک قرار دیا۔

☆ امام نورانی اور جمیعت نے بے نظیر بھٹو کی شدید مخالفت کی۔ بے نظیر کے خلاف عدم

احکام کا ووٹ دیا مگر یہ عدم احکام نواز شریف کی سازش سے کامیاب نہ ہو سکی کہ نواز شریف کو وزیراعظم بننے کی امید نہیں تھی۔

☆ ۱۹۹۰ء میں نواز شریف جیت گئے۔ جمیعت نے مولانا فضل الرحمن کے ساتھ مل کر اسلامی جمہوری اتحاد بنایا۔

☆ نواز شریف نے امریکا کی غلامی کرنے کے لئے عراق کے خلاف فوج کو استعمال کیا۔ یہ فوج نگران وزیراعظم غلام مصطفیٰ جتوئی نے کبھی تھی مگر نواز شریف نے اس فیصلہ کو برقرار رکھا۔

☆ امام نورانی نے عراق کے مسلمانوں کی حمایت کے لئے ملک گیر دورے کئے۔ عراقی بھائیوں کی امداد کے لئے رضا کار بھرتی کرنے کا اعلان کیا۔ تین لاکھ مسلمانوں نے جمیعت کا فارم پر کیا۔

☆ نواز شریف کے خلاف سیاسی جماعتوں کے لاکھ مارچ میں جمیعت نے شمولیت کا اعلان کیا۔

☆ نواز شریف کی اسمبلی کو غلام الحق نے برطرف کیا مگر سپریم کورٹ نے بحال کر دیا۔ لیکن ایک فوجی امریکی چھڑی دیکھ کر نواز شریف نے اسمبلی توڑنے کا اعلان کر دیا۔

☆ ۱۹۹۳ء کے انتخابات میں پھر بے نظیر بھٹو اقتدار میں آ گئیں۔ جمیعت علماء پاکستان واحد قومی سیاسی جماعت ہے۔ جس نے بے نظیر بھٹو کے پہلے بجٹ کو مسترد کرنے کے لئے اسلام آباد میں قومی کانفرنس منعقد کی۔ اس میں نواز شریف، نواب زادہ نصر اللہ، شیخ حراری، اجمل خٹک جیسے اکابر سیاست دانوں نے شرکت کی۔

☆ ۱۹۹۶ء میں نواز شریف جمیعت علماء پاکستان کے دفتر آئے۔ امام نورانی سے گزشتہ تینوں کی محفرت چاقی۔ جمیعت نے ۲۷ جماعتوں کے مشترکہ جلوس میں بے نظیر بھٹو کے خلاف بھرپور مظاہرہ کیا۔ پی پی سی نے اس جلوس کی نمایاں دو جماعتیں قرار دیں ایک مسلم لیگ اور دوسری جمیعت علماء پاکستان۔



☆ بے نظیر بھٹو کے اس دور میں نواز شریف اور شہباز شریف نے امام لورانی سے ملاقاتوں کا تاننا باندھ دیا۔ مگر ۱۹۹۷ء کے انتخابات کے موقع پر پھر بددیانتی کی۔ جمیٹ نے مجبوراً انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا۔

☆ انتخابات جیسے بھی تھے جمیٹ نے تصادم کا راستہ اپنانا مناسب نہ سمجھا کہ اس طرح بے نظیر بھٹو کی سیاست کو فروغ ملتا تھا۔

☆ ۱۹۹۱ء سے جمیٹ کے سیکرٹری جنرل کے منصب پر بزرگ سیاست دان، محب وطن لیڈر عہاد اسلام جناب جنرل کے ایم انظر خان فائز ہیں۔ انہوں نے ہر موقع پر بالغ نظری اور سیاسی بصیرت کا مظاہرہ کیا۔

☆ نواز شریف نے جمیٹ کے طلوس کی ہر موقع پر توجہ کی۔ جس کا غیاز وہ بھگت رہے ہیں۔

☆ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو نواز شریف اپنے مکانات عمل کا شمار ہو گئے۔ جنرل پرویز مشرف برسر اقتدار آ گئے۔

☆ جنرل پرویز مشرف نے اپنی پہلی تصویر شائع کی اس میں وہ دو چھوٹے چھوٹے پلے (یعنی کتے کے بچے) اٹھائے ہوئے تھے۔ اس پر سب سے پہلے امام لورانی کا بیان آیا کہ اسلام کا جنرل وہ ہوتا ہے جس کے ایک ہاتھ میں تلواریں اور دوسرے ہاتھ میں قرآن ہو۔

☆ جمیٹ اور امام لورانی نے نواز شریف کے دور میں خیر سگالی کے باوجود واجپائی کے دورہ لاہور، اعلان لاہور کی شدید مذمت کی تھی۔ نواز شریف حکومت کی کارگل پالیسی کی ہمیشہ مذمت کی۔ اس لئے فوجی انقلاب کو فلاح نہیں کہا۔

☆ پرویز مشرف نے آئین کو معطل کیا تو اس کی اسلامی دفعات بھی معطل ہو گئیں۔ قادیانی برسر عام غلغلہ گردی کرنے لگے۔ اس کا امام لورانی نے سخت فوجش لیا۔

☆ ۲۷ مارچ ۲۰۰۰ء کو منصورہ میں تمام دینی جماعتوں کے اجلاس کی صدارت امام لورانی نے کی۔ فوجی حکومت کے اس اقدام کی مذمت کی۔

☆ ۸ مئی ۲۰۰۰ء کو جمیٹ کی دعوت پر لاہور میں دینی جماعتوں کی تاریخی قومی شمع نبوت کانفرنس امام لورانی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس میں پانچ نکاتی مطالبہ پیش کیا گیا۔ جس میں اسلامی دفعات کا فوجی حکومت کے پی سی او میں شمولیت سرفہرست تھا۔ فوجی حکومت نے یہ مطالبہ مان لیا۔

☆ امام لورانی نے جمیٹ کی صدارت سے ۷ جنوری ۲۰۰۰ء کو استعفیٰ دے دیا۔ یہ اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔ ۲۵ جنوری ۲۰۰۰ء کو عاملہ نے استعفیٰ نامہ منظور کر دیا اور مفکر اسلام پروفیسر شاہ فرید الحق قائم مقام صدر جمیٹ علماء پاکستان فرائض انجام دینے لگے۔

☆ جمیٹ کی یہ جھلکیاں ملاحظہ فرمانے کے بعد یہ بھی ملاحظہ ہو کہ جمیٹ پنجاب میں ۱۶ مئی ۱۹۹۹ء اور پھر ۲۹ جولائی ۲۰۰۰ء سے انقلابی صورت حال پیدا ہوئی ہے کہ اس دن سے صوبائی انتخابات میں نوجوان رہنما قاری زوار بہادر صوبائی جنرل سیکرٹری اور پیر سید محمد محفوظ شہیدی پنجاب کے صدر منتخب ہوئے ہیں۔ اس کے بعد پنجاب میں جمیٹ کے اندر تحریک، محرک، دلولہ و جوش پیدا ہوا ہے۔ قاری زوار بہادر نے ہر ضلع کا دورہ کیا۔ کارکنوں سے براہ راست ملے اس پر الگ تفصیل آنے کی ان شاء اللہ۔

☆ جمیٹ علماء پاکستان کے اتحاد کے لئے گزشتہ ۵ سال سے کوششیں جاری تھیں۔ یہ کوششیں الحمد للہ ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو ہارآور ثابت ہوئیں اور جمیٹ علماء پاکستان کے دونوں بزرگوں قائد اہل سنت امام شاہ احمد لورانی اور عہاد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی نے جمیٹ کے اتحاد کا اعلان کر دیا۔ یہ تاریخ ساز اجلاس دارالعلوم جامعہ محمدیہ رضویہ گلبرگ III میں منعقد ہوا۔

☆ ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۰ء اتحاد کے بعد قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد لورانی چیئر مین، عہاد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی صدر، پروفیسر شاہ فرید الحق سیکرٹری جنرل اور پیر سید امیر شاہ گیلانی جمیٹ علماء پاکستان کے سینئر نائب صدر منتخب قرار پائے۔





تحریر..... مولانا محمد علی قسطنطینی

پچھلے دنوں نوائے وقت میں پاکستان میں سیاسی جماعتوں کا مستقبل کے عنوان سے مسٹر آفتاب علی خاں ایم اے نے مختلف جماعتوں کی ہیئت ترکیبی اور دائرہ اثر و اقتدار پر بحث کی ہے۔ اس میں انہوں نے جماعت اسلامی، جماعت پارٹی، جماعت جمیعت علماء اسلام، جمیعت علماء پاکستان، کونسل مسلم لیگ، پاکستان جمہوری پارٹی، تحریک استقلال پاکستان اتحاد پارٹی، تحریک خاکسار اور دیگر سیاسی، مذہبی گروہ بندیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ حرف آخر میں مسٹر آفتاب علی خاں نے یہ رائے قائم کی ہے کہ:

- ۱۔ اکثر جماعتیں حقیقی سیاست چلا رہی ہیں جو کسی طور پر بھی ملک و ملت کے لئے سودمند نہیں۔
- ۲۔ فحش اختلاف جب نظریاتی اختلاف کا روپ دھار لے اور یہ اختلاف اس کتب فکر کو جنم دے جو نظریہ پاکستان سے متصادم ہو تو ایسی حقیقی سیاست قوم و وطن کے لئے زبردست مہلک ہے۔

۳۔ حقیقی سیاست کے یہ رجحانات خود جماعتی قیادتوں کے لئے خطرہ ہیں۔ کیونکہ اعلیٰ قیادت کی بنیاد اثباتیت Positivism پر رکھی جاتی ہے۔

۴۔ ملک میں کسی جماعت کا اقتصادی پروگرام قومی انگوں کے مطابق نہیں۔ کسی کا بے حد قدامت پسند اور کسی کا نہایت جدید ہے۔

۵۔ اسلام سے انحراف کا تصور بھی پاکستان کے لئے گناہ عظیم ہے۔ اسلام کے اقتصادی پروگرام کی مناسب تشہیر نہ ہو سکی جس کے باعث عوام، اسلام کے اقتصادی

پروگرام کی عظمتوں سے واقف ہی نہ ہو سکے اور پھیلز پارٹی نے میدان خالی دیکھ کر ڈبہ بجالایا۔

الفرض ان کی اپنی تعینات کے مطابق کوئی جماعت معیار حق پر پوری نہیں اترتیت۔ برسرِ اقتدار پارٹی کے متعلق ان کی رائے یہ ہے کہ اس کی اٹھان لغزہ بازی سے ہوئی تھی جب لوگوں کو نہ سوشلزم نظر آیا اور نہ مساوات عمری تو ماسوائے بدودے چند مراعات غور اور احتیالی گروہ کے پارٹی کی اکثریت قیادت سے بیزار ہو کر نئی راہیں تلاش کر رہی ہے۔ تحریک استقلال مقالہ نگار کی منظور نظر عظیم ہے اور وہ مستقبل میں ایک مؤثر طاقت کی حیثیت سے اس کے ابھرنے کی توقع رکھتے ہیں۔ بشرطیکہ اصغر خاں عوام کو کوئی واضح جامع اور حقیقت پسندانہ اقتصادی و سیاسی پروگرام دے سکیں۔ دوسری متوقع قیادت ان کی نظر میں جماعت اسلامی کی ہے مگر اس کی ہایت بھی وہ لکھتے ہیں کہ جب تک جماعت قیامت کو مزید فعال نہیں باقی موجودہ حالت میں رہے گی۔

ان کی ساری تحقیق کا لب لباب یہ ہے کہ ملک کی تمام جماعتوں میں سے کسی ایک کی بے پناہ اور فیصلہ کن کامیابی کا دار و مدار حقیقت پسندانہ واضح اور جامع اقتصادی پروگرام پر ہوگا جو اسلام کے متافی بھی ہو اور جدید تقاضوں کا ساتھ دے سکے اور سیاسی توازن پیدا کرنے میں بھی مدد دے۔ گویا مسٹر آفتاب علی خاں کی تو سن فکر کی تک و تار موجود پر نہیں بلکہ ممکنات پر ہے۔

اس اعتبار سے جب سیاسی جماعتوں کے مستقبل بلکہ خود پاکستان کی ترقی اور سر بلندی کی ہایت جائزہ لیا جائے تو موجودہ مبہم، مستقبل، سندھش اور ممکنات شاعر ہیں جب ترقی کا تمام تر انحصار اور دواد ممکنات پر ہے تو پھر ایک جماعت کی دم پکڑ کر مصائب اور آلام کے دریاقوں کو عبور کرنا حماقت اور کوہ اندیشی ہے اس طرح کسی کی جزوی فضیلت کچھ حیثیت نہیں رکھتی کیونکہ انگریز کی آمد سے قبل برصغیر پاک و ہند میں سواد اعظم اہل ملت ملک کی واحد نمائندہ جماعت تھی جس کا مشترک قانون "قانونی حاکمیری" کے ماتحت ہی ملک کے تمام معاملات کو کنٹرول کرتا تھا۔ انگریزی اقتدار کے ابتدائی دس سال تک ہماری



عدالتیں ملتی کورٹ یہاں کا امن وامان قائم رکھتی تھیں۔ انگریز نے آتے ہی جہاں مسلمانوں کی اقتصادی و سیاسی برتری کو کھٹا کیا وہاں پر اس نے ہمارے تہذیبی، معاشرتی اور دینی نظام میں خلل ڈالنے کے لئے خوفناک سازشیں کیں کہیں توحید کی آڑ میں منصب رسالت کا اختلاف کرایا کہیں ماورِ پند آزاد اجتہاد کی آڑ میں ملت کی اجتماعی وحدت و استحکام کو پاش پاش کیا کہیں خانہ ساز خود کا شیعہ نبوت کے ذریعے اسلامی غیرت کو تباہ کرنا چاہا اور کہیں دین و سیاست میں تفریق پیدا کر کے قدیم و جدید طبقات میں خوفناک اہلکوں کی میں چند با غیرت فرزندِ انِ اسلام اٹھے اور نہایت ہی جرأت و ہامردی کے ساتھ ان تمام طوفانوں کا مقابلہ کیا بطلِ حریت مولانا فضل خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ ان عاشقانِ پاکِ طینت کے سالار و سرخیل تھے۔ انہوں نے ملت کے سوا دعوہ کو ایک مرکز پر لانے کے لئے ہر مصیبت کو دعوت دی۔ انگریز کی قہر مانی قوتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ان کے خلاف فتویٰ جہاد صادر کیا ان کے شانہ بشانہ کام کرنے والے دوسرے مراد ان حق حضرت العظام فضل رسول شاہ بدایونی، مجاہدِ اہل سنت مولانا کفایت علی کافی مراد آباد، مولانا شاہ احمد اللہ مداری، والدِ گرامی اہل حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مولانا فیض احمد عثمانی اور شیخ طریقت سید محمد احمد شاہ کچھ چھو، مولانا فضل امام خیر آبادی، مفتی صدق الدین خاں آذرودہ اور قاضی فیض اللہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سرگرم عمل رہے۔ جہاد کے نام پر اور بھی بہت لوگ میدان میں آئے مگر ان کا نقشہ جنگ سکھوں سے جہاد اور انگریزوں سے اتحاد کے گرد گھومتا رہا۔ تاہم روزگار، سراپا عشق و مستی ملائمہ فضل خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ فعلیات عطا فرمائی کہ سارے کفر سے جہاد اور صرف اسلام سے وفاداری و اتحاد ان کی جدوجہد کا نقطہ پر کار تھا بلکہ صاف کہہ دوں کہ ملت کو صرف اس تحریک کی ضرورت تھی جو سوا دعوہ اہل سنت و جماعت کو منظم کر کے مسائلِ دینی کا حل پیش کرے۔ میرا مقصد قارئین کو ماضی کی بھول بھلیوں میں الجھانا نہیں بلکہ ماضی سے حال اور حال کے حکم سے مستقبل کے گہرائی کے گہرائی نکال کر خلاصہ رہنمائی کرنا ہے اور وہ یہ کہ ہم جماعتوں، تحریکوں، لیگوں، پارٹیوں اور محاذوں کے گچھلوں سے نکال کر ساری ملت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیں۔

### قائدِ اعظم کا نسخہ اتحاد

قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسلام سچا دین ہے اس کے مطابق ہمیں دینی بسر کرنے کا موقع ملا تو دونوں جہانوں میں ہماری بھلائی ہوگی۔ کافروں کے ساتھ ایک سلطنت میں رہ کر ہماری اجتماعی ہیئت، قومی کردار اور سیاسی زندگی اسلام سے محروم ہو جائے گی۔ جب قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقصد کی خاطر ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر ایک جھڈے تلے اور ایک قیادت کے ماتحت متحد کرنے کا بیڑا اٹھایا تو مسلمان انگریز کے پیدا کردہ عطف مذہبی فرقوں، سیاسی جماعتوں، صوبائی جمعیاتوں، اقتصادی رقبوں اور قبائلی امتیازات میں الجھے ہوئے تھے۔ قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان فرقوں کی خدمت میں اپنا زیادہ وقت یا کوشش صرف نہیں کی۔ انہوں نے برصغیر میں بسنے والے مسلمانوں کے نیکے دارالسلام پاکستان کا مطالبہ کیا اور ہر گروہ کو دعوت دی کہ وقتی طور پر دیگر اختلافات کو ملتوی کرتے ہوئے اس مشترکہ نصب العین کو اپنالیا جائے۔

اب بھی ضرورت ہے کہ ہم اسی نسخہ اتحاد کو پیش نظر رکھ کر ملت کے سوا دعوہ کو منظم کریں اور نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کی خاطر اسلام کے ہمہ گیر اجتماعی نظام یعنی جمعیت علمائے پاکستان سے منسلک ہو جائیں اور مادی اقتدار کی خواہاں جماعتوں میں دیکر ادھر ادھر ناک ٹوئیاں نہ مارتے رہیں۔

مسٹر آفتاب علی خاں نے جمعیت علماء سے پاکستان کے پروگرام، نظام اور تاریخ سے ناواقفیت کے سبب ملت کی اس اجتماعی کوشش کو بالکل غیر اہم قرار دیا ہے اور جسارت کی انتہا کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ خود جماعت کے رہنما جماعتی شخص کے بارے میں زیادہ سنجیدہ معلوم نہیں ہوتے۔

### تحریک پاکستان میں سوا دعوہ

جمعیت العلماء نے پاکستان سوا دعوہ اہل سنت کی ترجمان ہے۔ ۱۸۵۷ء کے



انقلاب کے طہر دار سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے ہی مقتدا تھے پھر انگریزی دور میں کفر، الحاد، ذمہ اور اسلام کے نام پر گمراہ کن، انحرافی، تجزیاتی، اختزالی، خاریبانہ خود ساختہ اسلام کے داعیوں اور نچرلی تحریکات کا مقابلہ بھی انہی مردانِ حق نے کیا۔ انگریز نے جب مسلمانوں کو کرشنائن بنانے کے لئے پادری فٹز اور دیگر دشمنانِ حق کے ذریعے ارتداد کی تحریک شروع کی تو اس کا مقابلہ بھی علماء اہل سنت نے کیا حتیٰ کہ ملک کے اندر دور و زوال میں بھی سوادِ اعظم کا اجتماعی نظام قائم و دائم رہا۔ جمعہ، جماعت، خطبہ، ختم قرآن اور مجلسِ زعمی میں حلال و حرام میں تمیز، خیر و شر کے درمیان امتیاز اور عبادت و معاملات کے لئے انگریزی حکومت کے عدالتی نظام کے باوجود مسلمانوں کے اپنے طریقہ دارالافتاء دارالافتاء قائم رہے۔ پھر ملک میں جنگ طرابلس ہو یا بلقان، مسجد کا پتھر کے انهدام پر احتجاج ہو یا تحریکِ ہجرت و خلافت میں ایمار و قربانی کی قربانی بخشش اور تحریکِ عدم تعاون وغیرہ تمام موقعوں پر سوادِ اعظم نے ہی انہیں ہستی بنایا۔ ملک بھر میں داری دینی انجمنیں مثلاً ہر شہر میں انجمنِ اسلامیہ، مسجد کبلی، حیدر گاہ کبلی دارالافتاء، اسلامی اسکولز، کالجوز، دارالعلوم، مدارس اور مشائخِ عظام کی خانقاہوں میں نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی، ذکر و فکر کے حلقے اور تعلیمی و تبلیغی ادارے سب کی رونق سوادِ اعظم سے تھی۔ مسلم لیگ کی تحریک پاکستان کو بھی سوادِ اعظم نے کامیاب بنایا۔

### آل انڈیائی کونفرنس:

۱۲ اپریل ۱۹۳۶ء میں آل انڈیائی کونفرنس میں سوادِ اعظم اہل سنت کے ہزاروں علماء و مشائخ نے جمع ہو کر مطالبہ پاکستان (دارالسلام) کی پر جوش تائید کی بلکہ یہاں تک کہ ایک مفصل قرارداد میں اس قدر زور دیا کہ خدا خواستہ اگر قائدِ اعظم بھی اس مطالبہ کو ترک کر دیں تو ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔ سنی کونفرنس کے شرکاء میں امیر ملت سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری، خواجہ حافظ سید بدر الدین صاحب تونسوی، خواجہ حافظ قمر الدین صاحب سیالوی، خواجہ عبد غلام محی الدین صاحب گولڑوی، اشرف الحسنات عبد آف ماگی، مولانا عبدالحکیم صاحب صدیقی میرٹھی، مولانا مفتی مسعود علی

صاحب میرٹھی، مولانا عبدالبہاری فرنگی محلی، مولانا عبدالغفور ہزاروی، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا ظفر الدین بہاری، مولانا ابوالحسنات محمد احمد صاحب قادری، علامہ ابوالبرکات سید احمد لاہور، مولانا سید احمد سعید کاشمی، مولانا ابوالنور محمد بشیر صاحب مدیر ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں، مولانا محمد یوسف صاحب سیالکوٹی، مولانا محمد ابراہیم صاحب چشتی، قاضی ہند، مولانا نعیم الدین مراد آبادی، صدر الشریعہ مولانا حکیم محمد احمد علی اعظمی وغیرہم کے اسامہ خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

اس آل انڈیائی کونفرنس بتارس میں پاک و ہند کے دو ہزار علماء و مشائخ نے مندرجہ ذیل قراردادیں پاس کیں۔

- ۱۔ آل انڈیائی کونفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پر زور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت، اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکانی قربانی کے لئے تیار ہیں۔ اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن اور حدیث نبوی کی روشنی میں فقہی اصولوں کے مطابق ہو۔
- ۲۔ یہ اجلاس تجویز کرتا ہے کہ اسلامی حکومت کے لئے مکمل لائحہ عمل مرتب کرنے کے لئے حسب ذیل علماء کرام کی ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے۔ (اس سلسلہ میں مقتدر ترین تیرہ حضرات پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی)۔

- ۳۔ علاوہ ازیں فیصلہ کیا گیا کہ اس تحریک کو ہر حال میں جاری رکھا جائے گا اگرچہ قائدِ اعظم اس کو ترک بھی کر دیں اور اس سنی کونفرنس کے دولاکھ سے زائد حاضرین عوام نے پر زور نعروں کی گونج میں تائید و حمایت کا اعلان کیا۔

الختصر میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت صدرِ اول سے لے کر آج تک ایک مستقل اجتماعی نظام رہا ہے جو تحریک یا جماعت اس کی تائید سے محروم رہی وہ ناکام ہوئی اور جسے اس نے اپنایا وہ کامیاب و ہامراد ٹھہری۔ مسلمانوں کی جس قدر سیاسی اور مذہبی جماعتیں برصغیر میں کامیاب رہیں۔ صرف اسے مقبولیت



خاص و عام کی سند ملی جس کی پشت پناہی سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت نے کی۔ ہر قومی، معیشت اور اعتلاء کے موقع پر سوادِ اعظم کے حلقہ اداریے متحد ہو گئے۔ اور مسلمانوں کے اجتماعی مفادات کی پاسپائی کرتے رہے۔ قادی علم الدین کی تائید میں ناموس تحفظ رسالت کے لئے سوادِ اعظم نے بھرپور کردار ادا کیا۔ تحریک شہید گنج میں بھی انہیں کی قربانی کام آئی اور تحریک تحفظ شتم نبوت کی قیادت کا سہرا بھی سوادِ اعظم کے محبوب رہنما قادی کشمیر مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے سر رہا۔ اس تحریک کے موقع پر مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی دارورین کو چم کر آئے پنجاب اسمبلی میں پردہ مل، حرمتِ سودہ، مسئلہ کشمیر اور زرعی بل پیش کئے اور مصائب و آلام کی پرواہ کئے بغیر اہل سنت کا جھنڈا بلند رکھا۔

### جمعیت علماء پاکستان کا قیام

اپنی بکھری ہوئی قوت کو جمع کرنے اور حلف سیاسی و مذہبی جماعتوں میں شامل اپنے کارکنوں کو مرکز ملی پر واپس لانے کے لئے اور آنکھ کے لئے اعتزلی اور انحرافی تحریکات کے شر سے ملت کو محفوظ رکھنے کے لئے ۱۹۳۸ء میں باضابطہ طور پر علماء و مشائخ کے ایک عظیم اجتماع میں ہمارے سنی کانفرنس کے اجتماعی فیصلوں پر تعمیل کی خاطر جمعیت علمائے پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا جمعیت کا نصب العین تائیس خلافت علی منہاج نبوت یعنی قیام نظامِ مصطفیٰ ﷺ قرار دیا گیا۔

### جمعیت کی جدوجہد

۱۔ جمعیت العلماء پاکستان ملکی و ملی معاملات میں دلچسپی لیتی رہی۔ ..... مہاجرین اور تحریک آزادی کشمیر میں بھرپور حصہ لیا مگر اس کی اصلی جدوجہد آئین اسلامی کی تدوین تھی۔ اسلامی فقہ کی رو سے اصولی فقہ سے مراد آئین اور احکام و فقہ سے مراد ”قانون“ ہے۔ پھر بھی عہد حاضر کی زبان میں مستقل آئین ایک ناگزیر ضرورت تھی اس لئے جمعیت کی تمام سرگرمیاں اسی جانب مرکوز میں رہیں۔ چنانچہ ہم نے ۱۹۳۹ء کی قرارداد متعاصد ۱۹۵۲ء کی بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی رپورٹ (بی بی سی رپورٹ) ۱۹۵۳ء کے

معدری مسودہ آئین ۱۹۵۶ء کے آئین ۱۹۶۲ء کے ایوبی آئین سب کو نامکمل قرار دیتے ہوئے مثالی آئین کے لئے کوشش جاری رکھی۔ مذکورہ تمام مسودات آئین میں کوتاہی کی وجہ یہ تھی کہ قرآن و سنت کو پاکستان میں اساس جت تسلیم کر لینے کے باوجود فقہ کو اساس جت میں شامل نہ کیا گیا اور اس طرح نص کو تفسیر بالربائے سے مسخ کرنے اور تحریف و مطالبہ کے راستے کھلے رکھے گئے۔

۲۔ ۱۹۶۹ء میں جب بنگلی خاں نے مستقل آئین سازی کے لئے مجلس آئین ساز منتخب کرنے کے لئے عمومی انتخابات کا اعلان کیا تو سوادِ اعظم اہل سنت نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے جون ۱۹۷۰ء میں اہل سنت کا ایک آل پاکستان کنونشن دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں منعقد کیا اس کنونشن میں تقریباً دس ہزار علماء و مشائخ، خطباء و فقہاء اور آئمہ و قانون دان حضرات جمع ہوئے جہاں آئین اسلامی کی خاطر عمومی انتخابات میں حصہ لینے کا تاریخی فیصلہ کیا گیا۔ تقریباً اڑھائی لاکھ سنی عوام کے اجتماع میں اس قرارداد کی توثیق ہوئی، خواجہ حافظ محمد قمر الدین صاحب سجادہ نشین آستانہ سیال شریف کو آل پاکستان جمعیت کا صدر منتخب کیا گیا۔

۳۔ پانچ چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں خواجہ صاحب نے ملک بھر میں جمعیت کے پبلک جلسوں سے خطاب کیا۔ اگست میں عمومی انتخابات کے سرکاری اعلان کے بعد خواجہ صاحب نے بے سرسامانی کی حالت میں آئین اسلامی کی تدوین کی خاطر انکیشن کی تیاری شروع کی تین چار ماہ کی جدوجہد میں جمعیت العلماء پاکستان نے آئین ساز اسمبلی کی سات نشستیں حاصل کر لیں۔

۴۔ ۱۹۷۱ء کے پراشوب دور میں جمعیت ملکی دفاع کے لئے سرگرم عمل رہی۔ ۵۔ مارچ ۱۹۷۲ء میں جمعیت کی تنظیم کو محکمہ اساس پر قائم کرنے کے لئے حضرت خواجہ صاحب نے مولانا عبدالستار خان نیازی کو صوبہ پنجاب کا گونیز مقرر کیا مولانا نیازی صاحب کی مجاہدانہ، سرفروشانہ اور اسلامی نقطہ نظر فکر کے مطابق ..... ہمیں رسالہ خدایات ملک و ملت کے ہر کومہ فرد پر زور روشن کی طرح واضح ہیں کوئی تحریک کوئی لائحہ عمل اور



کوئی میٹنگ و اجلاس ایسا نہیں جس میں آزادی وطن عظمت اسلام، تحفظ مقام نبوت اور تدوین و تکمیل آئین اسلامی پیش نظر ہو اور اس میں مولانا نیازی صاحب نمایاں اور قابل فخر بلکہ لائق صدر شک انداز میں پیش کش موجود نہ ہوں۔ مولانا عبدالستار نیازی صاحب نے ستمبر ۱۹۷۲ء تک تمام صوبہ پنجاب کا قریب قریب تحصیل و ضلع اور قصبہ و قلعہ میں طوقانی دورہ کر کے جمعیت کی شاخیں منظم کیں۔ ستمبر ۱۹۷۳ء کے آخر میں ملتان میں صوبائی کنونشن کا انعقاد ہوا۔ جس میں تین روزہ جلسہ مطابقت اور پبلک جلسے منعقد ہوئے رہے۔ کنونشن میں کم از کم دو ہزار مندوبین شامل ہوئے اور ہر پبلک جلسے کی حاضری ایک لاکھ سے تجاوز تھی۔ اس کنونشن میں مولانا عبدالستار خاں نیازی مدظلہ کو متفقہ طور پر صوبہ پنجاب کا صدر چنا گیا۔ راقم الحروف کو بھی اسی موقع پر نائب ناظم کی خدمات سونپی گئیں۔

۶۔ مئی ۱۹۷۳ء میں بمقام خانیوال جمعیت کا کل پاکستان کنونشن منعقد ہوا جس میں صوبائی مجالس شوری، صوبائی مجالس منتظمہ مرکزی مجلس شوری اور مرکزی مجلس عاملہ کے علاوہ خصوصی دعوت پر مندوبین شامل ہوئے جن کی تعداد ڈیڑھ ہزار سے تجاوز تھی۔ اس کنونشن میں جمعیت کا نیا آئین منظور ہوا اسی خانیوال کنونشن میں مولانا شاہ احمد نورانی صدر ملی کو صدر اور مولانا عبدالستار خاں نیازی کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔

۷۔ پاکستان کے مستقل آئین کی تدوین کے سلسلہ میں جمعیت نے قابل قدر خدمات سر انجام دیں۔ مولانا نورانی صاحب کی خدمات زبان زد خاص و عام ہیں۔ اسمبلی کے اندر اور باہر آئین کی تدوین کے علاوہ بھگہ دیش کے قند سے قوم کو نہایت دلانے کے لئے اکابرین جمعیت نے ملک میں سینکڑوں جلسے کئے صرف مولانا نیازی صاحب نے اس سلسلہ میں بھگہ دیش کے خلاف اسی جلسوں سے خطاب کیا۔ مولانا کے خلاف مقدمات کمزے کئے گئے اور جیل میں ڈال دیا گیا مولانا کے علاوہ جمعیت کے دیگر اکابرین صوبائی ناظم، اعلیٰ نائب ناظم، ناظم اطلاعات اور صوبہ سندھ کے اکابرین پر مقدمات چلائے گئے۔

الغرض مسٹر آفتاب علی کا خیال کوتاہ اندیشی اور لامٹی پر مبنی ہے کہ جمعیت کی کوئی

عظیم انہیں جمعیت کی آل پاکستانی تنظیم موجود ہے کیونکہ عمومی انتخابات میں مجموعی طور پر جمعیت نے باقی جماعتوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ ووٹ لئے تھے۔

### جماعتوں کا مستقبل

جماعتوں کے مستقبل کی کامیابی کے لئے مسٹر آفتاب علی نے جو شرائط پیش کی ہیں وہ سب ایک مطالبہ نفاذ شریعت سے پوری ہو جاتی ہیں۔ کسی جماعت کا اپنی قیادت کو فعال بنا کر یا اپنے منشور میں اسلامی اقتصادی نظام شامل کر کے کامیابی سے ہمکنار ہونا اس وقت تک بے معنی رہے گا جب تک یہ جماعت شریعت مظاہرہ کو اوزحنا چھوٹا نہیں بناتی اب صرف اس جماعت کا مستقبل باقی ہے جو شریعت کی تعلیم دینی، تبلیغ کرنی، اور شریعت پر عمل کرتی ہے۔

کرنل محمد قذافی کی مثال آپ کے سامنے ہے۔ انہوں نے کوئی طیبہ اقتصادی منشور پیش نہیں کیا اس کا نعرہ تھا۔ لایا نکھولون مال نکھولون ہم بھی کہتے ہیں کہ اب صرف اسی جماعت کی ضرورت ہے جو اس ملک میں شریعت نافذ کرے۔ اب کسی سیاسی جماعت کی ضرورت باقی نہیں رہی جب کہ آئین میں اسلام کو سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔ قرارداد مقاصد کے چھوٹے بعد اگر اہل میں تمام مسلمانوں کو شریعت کا پابند بنانے کی ذمہ داری قبول کی گئی ہے۔ تمام قوانین کو شریعت کے مطابق ڈھالنے کا اقرار کیا گیا ہے۔ اسلامی کونسل کو شرعی قانون سازی کا گمراہ بنایا گیا ہے۔ اور صدر مملکت اور وزیر اعظم دونوں نے اپنے حلف منصبی میں ایمان باللہ، ایمان بالکتاب، ایمان بالرسالت مشروط باقرار ختم نبوت، ایمان بالآخرت اور شریعت کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کا اقرار صراحہ کیا ہے لہذا اب اسلامیہ جمہوریہ پاکستان میں صرف اس جماعت کی ضرورت ہے جو شریعت حق کو نافذ کرے اندرین حالات میں تو یہ کہوں گا کہ سواد اعظم اہل ملت و جماعت کے تمام افراد جو مختلف سیاسی جماعتوں میں شامل ہو کر وقت ضائع کر رہے ہیں اپنے مرکز ثقل پر واپس آجائیں۔



### الوکھا معیارِ حق

مسٹر آقاب علی نے دائیں بازو اور بائیں بازو پر مثبت تحریک اور منفی تحریک کی پامالی اصطلاحات بیان کر کے وضاحت کی بجائے غلط بحث کیا ہے۔ دائیں بائیں کی تقسیم جدید ذہن کی پیداوار ہے جس کی رو سے دایاں معتدل یا کسی حد تک رجعت پسند اور پایاں متحرک اور انقلابی ہوتا ہے لیکن اسلام کی رو سے دائیں بازو والے (اصحابِ الیمین) انسانیت کے سچے خادم، خدا ترس اور انقلابی ہوتا ہے لیکن ہیں اور بائیں بازو والے (اصحابِ الیشم) جاہل، بے کرد رجعت پسند تاریک خیال، کج دماغ اور دشمنانِ انسانیت لوگ ہوتے ہیں یعنی پہلے مؤمن اور دوسرے کافر۔

ملیٰ ہذا القیاس مسٹر آقاب علی کی مثبت اور منفی کی اصطلاح بھی محلِ نظر ہے۔ حق زرا مثبت ہے اور نہ محض منفی بلکہ نفی اور اثبات مل کر کلمہ حق ترکیب پاتا ہے۔ لا الہ کی نفی ہے اور الا اللہ اثبات بنا بریں یہ کہنا کہ اکثر جماعتیں منفی سیاست چلا رہی ہیں۔ مبہم اور لائینی ہے یہ کیوں نہیں کہتے کہ اکثر باطل پرست ہیں ان کے مقابلہ میں مثبت سیاست کا تصور بھی اپنی جگہ نامکمل اور ناکافی ہے۔ اعلیٰ قیادت کی بنیاد بقولہ ہمیشہ اثبات پر رکھی جاتی ہے کے بجائے یہ کہنا درست ہوگا کہ اعلیٰ سیاست کی بنیاد ہمیشہ حق و صداقتِ اذلی پر ہوتی ہے۔ مثبت اور منفی کے پیچھے جب تک الہامی نظریہ حق نہ ہو دونوں لغو ہیں اور پھر آپ کی دوڑ بھی اقتصادی سہولیات اور اقتصادی تحفظ تک محدود ہے حالانکہ اقتصادیات کے ساتھ ساتھ جب تک تہذیبی، تمدنی، اخلاقی، ثقافتی اور دینی انقلاب نہ ہو تو محالہ محض مساوات حکم تک محدود رہ جاتا ہے اسلام میں اقتصادی پروگرام کی عظمت، علیحدہ کوئی شے نہیں پورے ضابطہ حیات کا ایک پہلو ہے۔

مسٹر آقاب علی صاحب نے تحریکِ استقلال کی مقبولیت اور شاعرِ مستقبل کی وجہ یہ بتائی ہے کہ پیپلز پارٹی سے ٹوٹ ٹوٹ کر لوگ اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ دوسرے یہ کہ تحریک کے لوگ ظلم اور جبر کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہیں۔ ۶۹-۱۹۶۸ء میں بھی

کیفیت پیپلز پارٹی میں شامل ہوئے تھے اور آج..... اقتدار سے ہم کنار ہونے کے لئے مختصر رست (شارٹ کٹ) کے حلاشی تھے۔ آج بھی اقتدار کی خاطر لوگ بے طالع آزماؤں کے پیچھے لگتا چاہتے ہیں۔ ہماری قوم تلخ عاجلہ کی خواہاں ہے اور اقتدار کی حرص ہو گئی ہے جمہوریت کا راستہ مہر آزما انتظار بے لوث ایثار اور اعلیٰ رویات پر چلنے کا راستہ ہے اس لئے مقصد حصولِ اقتدار کی بجائے شریعت کی فرمانروائی اور قانون کی بالادستی ہونی چاہیئے۔

ظلم کا مقابلہ کرنا اور مار کھانا، صبر و استقامت کا مظاہرہ ہے مگر جب تک اس کے پیچھے کوئی جامع اور مضبوط فلسفہ حیات نہ ہو یہ محض اقتدار کی جنگ رہ جاتی ہے بقول حضرت علامہ اقبال **مُحِبُّ اَقْبَالِ**

زمام کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا طریق کوہ کن میں بھی دی جیلے میں ہدوی کل کے ظالم مظلوم ہیں تو آج کے مظلوم برسرِ اقتدار آنے کے بعد کل پھر وہ خود ظالم بن جائیں گے پھر ظلم کا مقابلہ اور صبر و استقامت صرف تحریکِ استقلال کی اجاری داری نہیں۔ حالیہ سول نافرمانی میں متحدہ جمہوری محاذ کے کارکنوں نے زیادہ ایثار و استقامت کا ثبوت دیا ہے۔

### مقصد سے فرار

جماعتوں کا مستقبل متعین کرنے سے پہلے مقاصد متعین کرنے ضروری ہیں اور یہ بتانا ضروری ہے کہ پاکستان کا قیام دو قومی نظریات کی بنیاد پر عمل میں لایا گیا تھا۔ اور دو قومی نظریہ کی بنیاد سوائے اسلام کے کچھ نہ تھی اور نہ ہے۔ لہذا جس قدر اسلام کو پاکستان کا ضابطہ حیات بنانے میں تاخیر ہو رہی ہے۔ اسی قدر پاکستان کی سالمیت، اتحاد و استحکام میں خلل پیدا ہو رہا ہے جب قوم کی توجہ اسلامی شریعت کے نفاذ سے ہٹا کی جاتی ہے تو سوائے صوبہ برقی، زبان برقی، علاقہ بحیثیت، ذاتیات، پارٹی بازی، اشتراکیت، اشتعالیت، لامرکزیت اور غیر جمعی تصادم کے دوسرا کوئی نصب العین سامنے نہیں رہتا۔ غرض اسلامی



شریعت سے جدا ہو کر انتشار و فساد پیدا ہوتا ہے اور اس کے اپنے دوستوں کے کام آنے کی استعداد بھی کم ہو جاتی ہے۔

### منافقت، سازش اور انتشار

قیام پاکستان کے فوراً بعد اس ملک میں اسلامی شریعت کا نفاذ عمل میں آنا چاہیے اسلامی حدود اور تصویرات کو فی الفور نافذ کیا جاتا۔ حلال و حرام کی حدود و معین کی جائیں اور کلی خزانے کو بیت المال المسلمین سمجھ کر اس امانت کی حفاظت کی جاتی۔ مگر افسوس ہے کہ ہر سر اقتدار طبقے نے منافقانہ طرز عمل اختیار کرتے ہوئے اسلام کی آڑ میں اسلام دشمنی کی۔ اس کلی منافقت نے دشمنان دین کے لئے سازش کا راستہ کھولا اور نتیجتاً سارا ملک خوفناک انتشار اور انحلال کی نذر ہو گیا۔ مسٹر آفتاب علی کو سب سے پہلے قوم کو ان خطرات سے آگاہ کرنا چاہیے تھا۔ اور تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کو ملانی، ماقات کی راہ دکھانی چاہئے تھی مگر انہوں نے اس بنیادی اساس سے ہٹ کر وقتی اور ہنگامی قاضوں کو پورا کرنے کے لئے اپنی حکمت و فلسفہ کا دفتر کھول دیا ہے۔

### صرف ایک آواز شریعت کا نفاذ

مسٹر آفتاب علی خاں کو چاہئے تھا کہ وہ تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں کو اس بحرِ ماند کو تباہی پر ٹوکنے۔ ان کا محاسبہ کرنے اور اصلاح احوال کا راستہ دکھاتے۔ ہمارے سامنے گزشتہ چھٹیس سالہ منافقت، سازش اور انتشار کا علاج یقیناً، محکم نظم اور عسکریت ہے جو اسلامی شریعت کی پابندی سے حاصل ہوتی ہے۔ جمیعت علماء پاکستان بفضلہ تعالیٰ اسی پروگرام پر گامزن ہے۔ ہم نے غیب، آخرت، توحید، رسالت، ملت اور خلافت کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں انسان کی اجتماعی زندگی کا جو نقشہ مرتب کیا ہے اس میں حاکم و محکوم اور سلطان یا رعایا کے متعلق تصورات کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ حکومت کا رعایا سے جدا کوئی وجود نہیں۔

### ہمارا نصب العین خلافت علی منہاج نبوت

خلافت کے نظام حکومت کے ماتحت خود ساری امت ہی اپنے آپ کو ایک اخوت کی صورت میں منظم کر کے امارت اور امامت کے فرائض ادا کرتی ہے امیر صرف اس لئے امیر ہے کہ وہ خدا اور رسول ﷺ کے احکام یا اوامر و انہی کو نافذ العمل کرواتا ہے امام اس لئے امام ہے کہ وہ شریعت نافذ کرانے کا فریضہ ادا کرتا ہے۔ اسلامی تاریخ میں سلاطین اور بادشاہوں کا ذکر اس لحاظ سے گمراہ کن ہے کہ مسلمان سلاطین کو کبھی فرنگی اور روسی سلاطین کی طرح حرام اور حلال یا فحش و تہلیل کرنے کا حق حاصل نہیں رہا۔

اسلامی ریاست کے دو پہلو قابل توجہ ہیں۔ داخلی طور پر اسلامی ریاست کسی ایک طبقہ یا گروہ کی نمائندہ نہیں ہوتی بلکہ اظہارِ عیال اللہ کے اصول کے ماتحت عکمران گروہ اگر کسی خاص نسل یا خاندان سے تعلق رکھتا ہے تو کم از کم اصولاً اسے یہ اقرار ضرور کرنا پڑتا ہے کہ حکومت رعایا کے تمام طبقات کی یکساں خبر گیری اور بہتری کے لئے قائم ہے یہ صورت تمام غیر اسلامی نظام ہائے حکومت کو اصولاً جامدہ قاہر اور صاحب تسلط تسلیم کیا جاتا ہے۔ مغرب میں ریاست کا یہی قاہرانہ تصور تھا جس نے مارکس کو اس نتیجے پر پہنچنے کی جانب مائل کیا کہ حکومت چونکہ اللہ جبر Weapon of Cossion ہے اس لئے یہ آلہ جبر سرمایہ دار کے ہاتھ سے چھین کر مزدور کے ہاتھ میں دینا چاہئے تاکہ مزدور اور باقی تمام معاشرتی طبقات پر جبر کر سکے۔ جمہوری نظام حکومت میں اقتصادی مسابقت اور مقابلہ کا اصول تسلیم کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ امیر چونکہ کمانے کی دوڑ میں آگے بڑھ گیا ہے اور غریب پیچھے رہ گیا ہے اس لئے سرمایہ دار کو حق ہے کہ وہ داؤد غیش دے اور غریب مستحق ہے کہ وہ محروم رہے۔ برعکس اس کے اسلامی ریاست میں انسانیت کا بطور ایک کنبے کے تصور یہ سکھاتا ہے کہ جس طرح کوئی خاندان اپنے نافرمان اور سرکش بچوں کو بھی ضرور ریاست زندگی اور تلقین و



ہدایت سے کبھی محروم نہیں کرتا اسی طرح گنہگار بلکہ کفار پر بھی ظلم اور محرومی مسلمانوں کی جاسکتی۔ مذہبی اسلامی شریعت کسی حاکم کی ذاتی برتری کی خاطر اس کے رقیبوں کو اس طرح قتل کر دینے یا ظہیر کی دسی مثالیں مہیا کرنے کی اجازت دیتی ہے جس طرح بعض کیونسٹ ممالک کے واقعات منظر عام پر آتے رہتے ہیں۔ جمہوری ممالک میں سیاسی رقیبوں کو رسوا کرنے اور ان پر بہتان تراشی کی مہم چلانے کی جیسی مثالیں سنچیر میکار تھی ہام پرنٹسٹ روز ویٹ یا فرانس اور برطانیہ کی بعض سیاسی پارٹیاں پیش کرتی ہیں۔ انہیں اسلامی اخلاق کی رو سے جائز تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ غرض داخلی طور پر اسلامی ریاست ایمان، عرفان، تقویٰ، حیا، مساوات، اخوت، حریت اور آخرت کے بنیادی اصولوں پر چلتی ہے خارجی طور پر اسلامی ریاست ملکوں اور قوموں کی تقسیم کو اصول تسلیم نہیں کرتی اسلامی ریاست اپنا دائرہ کار اعتقاد و اعمال کی حدود سے متعین کرتی ہے جغرافیائی کوائف کو اسلامی ریاست اپنا دائرہ کار کی حیثیت سے مد نظر رکھتی ہے۔ وہ ان کی کوئی اصولی حیثیت نہیں مانتی۔ اس طرح اسلامی ریاست کا وہ عالمگیر تصور شہد اعلیٰ الناس پیدا ہوتا ہے جو مغرب میں زوال روما کے بعد تاجید ہو چکا ہے اور جسے کیونزم نے فرانسیسی کے ساتھ ہی دفن کر دیا۔ ہم بلا خوف و تردد لائحہ اعلان کرتے ہیں کہ پاکستان میں لادینی پارلیمانی جمہوریت اشتراکیت اور ملوکیت کے نظریات کو ہمیشہ کے لئے رد کرتے ہوئے خلاف علی منہاج نبوت کے قیام کے لئے اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز۔

آخر میں ہم مسز آفتاب علی سے سوال کرتے ہیں کہ کیا ہمارا طرز استدلال جس میں نصب العین کو معیار حق قرار دیا گیا ہے اور اسی پر ملکی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں کا محاسبہ کرنا چاہیے یا ان کی روش ٹھیک ہے جہاں ان سب جماعتوں کو مسترد کرتے ہوئے اپنی منظور نظر صرف رد جماعتوں کو نمایاں کر کے ایک کی قیادت کو مزید فعال بنانے کا مشورہ دیا گیا ہے اور دوسری کو اقتصادی پروگرام پیش کر کے مستقبل کی ایک مؤثر طاقت کی حیثیت سے ابھرنے کی نوید جانفزا سنائی ہے حالانکہ ان دونوں جماعتوں سمیت تمام جماعتوں کو

اسلام کے مکمل ضابطہ حیات کو اپنانے کا مشورہ دیا جانا ضروری تھا۔

جمعیت علماء پاکستان تحریک نفاذ شریعت کے لئے انتہائی پروگرام پیش کرتی ہے اس کی رو سے شریعت کے راستے میں رکاوٹ ڈالنے کا قفا کر دیا جائے گا اور خود ہم سب (کارکنان جمعیت و خادین ملک و ملت) شریعت کی خاطر قفا کے گھاٹ اتر جانے کو حیات جاوداں تصور کریں گے۔ (اخبار میں شائع شدہ مقالہ یہاں تک ہے)

### وقت کا تقاضہ

جمعیت علماء پاکستان جس نصب العین، نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لئے معروف عمل ہے۔ یہ سواد اعظم اہل سنت کے لئے طرہ امتیاز اور سرمایہ افکار ہے۔ سواد اعظم اہل سنت کے سالاران و سرخیلان اولیاء کرام اور مشائخ عظام ہیں۔ جس طرح برصغیر پاک و ہند میں اسلام لانے اور پھیلانے اور حصول پاکستان کی جدوجہد میں مشائخ عظام اور علماء کرام نے عظیم کردار سرانجام دیا تھا اور جس طرح ماضی قریب میں ختم نبوت کا مسئلہ عالم اسلام اور اسلامیان پاکستان (سواد اعظم کچہ بن عفاکد اور اسلام کے مطابق حل ہوا ہے اس میں بھی اولیاء کرام، ان کے مریدین و متوسلین اور علماء کرام کی بے پناہ قربانیاں اور صحتیں شامل ہیں۔ اسی طرح آئندہ بھی۔ عظمت اسلام اشاعت اسلام، تحفظ ملک و ملت اور نظریہ پاکستان کو بروئے کار ملانے کے لئے یہی نفوس قدسیا و ران کے ہیرو کار حضرات عظیم کردار سرانجام دے سکتے ہیں۔

### حصول مقصد کی راہ

- 1۔ دور حاضر میں تمام مشائخ عظام و اولیائے کرام اپنے اپنے دامنوں سے وابستہ علماء و عظام، مفکرین و عمائدین، وکلاء و دانشور، صنعت کاراں و مزدور، زمینداران و حزارخان۔
- ب۔ خائفہ ہوں کہ متولیان و راہنمایان اپنے اپنے عقیدت مندان اور ذکر و فکر میں



اہلِ حلقہ۔

ج۔ درسگاہوں کے اساتذہ، محدثین و مفسرین کرام اپنے اپنے حلقوں کے ناظمین، معلمین و متعلمین۔

د۔ اہل علم قلم اپنے حلقہ کے ادباء، شعرا اور علامہ بلکہ بلا تفریق پوری ملت کے سب خواص و عوام کو صحیح اسلامی تعلیم و تربیت سے آراستہ اور مجاہدانہ خدمات سے بہرہ ور کریں تاکہ ہر کرمہ صمیم قلب، خلوص نیت اور مخلصانہ راہ ایثار اختیار کر کے ملک و ملت کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو سکیں اس کے لئے ضروری ہے (معذرت کے ساتھ) کہ یہ بزرگانِ دین اور راہنمایان ملک و ملت خود بھی اپنی ذمہ داری اور فرض منصبی کے مطابق تقویٰ، پرہیزگاری، فقر و خفا اور سادگی و انکساری میں سنت نبوی ﷺ، مکتبہ فی الدین میں حضرت امام اعظم ﷺ، نور و عرفان میں حضرت غوث اعظم ﷺ، دین و ایمان میں حضرت مجدد الف ثانی ﷺ اور علم و بصیرت میں اعلیٰ حضرت بریلوی ﷺ کے خصائل و شمائل کا عملی نمونہ ہوں اور اسی پیمانہ پر رشد و ہدایت کے فریضہ کو جاری ساری رکھیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے۔

سرکاری و غیر سرکاری اور ادنیٰ یا اعلیٰ ملازمین ہوں۔ زمیندار یا صنعت کار ہوں، مزدور یا دکاندار ہوں سب حضرات اپنے اپنے حلقہ کار اور دائرہ اختیار میں شرافت، دیانت، ایثار و ہمدردی اور خلوص محبت سے کام لیں۔

### ایک تجویز، ایک اپیل

اس مقصد کے حصول کے لئے ملک بھر میں ایک اجتماعی نظام قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے سوادِ اعظم کے سب احباب خصوصاً اولیائے عظام و علماء کرام اپنے اپنے علاقوں میں جمعیت علماء پاکستان کی شاخیں قائم کریں۔ جمعیت کے دستور کے مطابق رکن اور خادم بنائیں۔ والسلام مع الاکرام۔

اشاعت خاص  
کردار نورانی زندہ

انوارِ نبویؐ



مظلوم قوموں کی آواز

قائد اہل سنت حضرت علامہ

امام شاہ احمد نورانی صدیقی

تصنیف

محمد جہانگیر خان صدیقی

علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

زاویہ قادریہ سیدنا غوث اعظم مرتبہ (دعوتِ عالمی) سرگودھا روڈ جہاں آباد (41200)

0321/0300/0313-9429027 mahboobqadri787@gmail.com



# PINDI COACHES



## پنڈی کوچز

حاجی عبدالعزیز اینڈ حاجی رب نواز

راولپنڈی تا کراچی  
0303-5340786, 0303-5887586

راولپنڈی تا کوئٹہ  
0300-5340078

راولپنڈی تا ڈیرہ اسماعیل خان  
0336-5094786

راولپنڈی تا علی پور / صادق آباد  
0308-5094786

نام نمبر

ڈیرہ اسماعیل خان  
صبح 6:00 سے رات 11:30 تک  
ہر گھنٹے بعد سروس

0308-509786, 0308-9100786

شہید نمبر 35 ہیزل بس سٹینڈ پیرودھائی راولپنڈی



ڈیفرنٹیل کراچی کیلئے

صبح 10:00 بجے رات 2:00 بجے شام 6:00 بجے

نام نمبر

پروڈیویشن 3:00 بجے

نام نمبر

شام 4:00 بجے اور 6:00 بجے

نام نمبر

رات 8:00 بجے

0300-9100786



انسانیت کی تلاش اور کامرانی میں جہاں کتاب ہدایت رہنمائی کرتی ہے اور ایک بہترین دستور حیات ثابت ہوتی ہے۔ وہاں اس لاریب کتاب کے عالموں کا بھی بڑا کردار ہے جنہوں نے علم نبوت کی روشنی میں لوگوں کو اطاعت خداوندی اور اتباع رسول ﷺ پر کمر بستہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین (اسلام) کی نورانی کتبوں سے بنی نوع انسان کو باطل خداؤں کی پرستش کی محنت دور کر کے ایمان کی دولت عطا کی۔ قرآن عظیم کی تعلیمات جہاد کی ترویج دے کر اسلام اور ایمان کی جہاد وسلامتی اور طلبہ کا درس دیا۔ مسلمان مجاہدین اسی فکر کو لے کر میدان کارزار میں اترتے رہے اور باطل قوتوں کا ایمانی جذبے سے کبھی جہاد باللسان اور کبھی جہاد بالسیف کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔

قرآن و سنت کے ایسے ہی باعمل ہاکردار علماء و مشائخ میں ایک نام کا بدولت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی کا ہے۔ جن کی زندگی کا مقصد مسلم قوم کے افراد کو عزت و وقار سے چینی اور قلبہ دین کے لئے جہد مسلسل اور محکوم اور مظلوم قوموں کی حمایت کرنا اور غلامی سے آزاد کرنا رہا ہے۔ علامہ شاہ احمد نورانی اس جمعیت کا نام ہے جس نے مسلم قوم کو فرقہ پرستی سے باز رکھ کر مختلف انجمنوں کو اتحاد بین المسلمین کے پرچم تلے جمع کیا۔

اس پرچم کو انہوں نے دنیا کے طول و عرض میں لڑایا۔ یہود اور ہنود کے پروردہ انہیں اپنی راہ کا کاٹنا سمجھتے تھے۔ ان کے راستے میں ہمیشہ رکاوٹ کھڑی کرتے رہے لیکن مولانا نے حق و صداقت جہات اور بے باقی کا علم بلند کرتے ہوئے اپنی منزل کی جانب سفر جاری رکھا۔ کہیں محاذوں پر جھڑپیں لڑتے رہے۔ خواہ لسانی، علاقائی، صوبیتی، فرقہ واریت، ہو اسلام و ملک دشمن قوتوں کو ہمیشہ چیلنج کیا۔ مولانا نورانی مسلمانوں کی دلوں میں حالی کا ذمہ دار



بزدل اور بے حس مسلم حکمرانوں کو ٹھہراتے تھے۔ آپ کی جدوجہد اور مسائی جملہ کو دیکھ کر یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے کہ آپ لاجب و علیمہ و لاحد یحدون کی تفسیر ہے۔

آپ بیہودہ نصاریٰ، ہندو اور دیگر مسلم دشمن طاقتوں کے ہاتھوں اپنے والے محکوم اور مظلوم مسلمانوں کی آواز میں آواز ملا کر باطل قوتوں کے خلاف بولتے رہے۔ آپ نے بظاہر کبھی تیر و تلواریں چلانے لیکن جہاد باللسان کے ذریعے ثابت کیا کہ مسلمان بے بیخ بھی لڑتا ہے سچی احوالاً کہ وہ پوری دنیا کا تبلیغی سفر کرتے تھے۔ پابندی کے خطرات موجود ہونے کے باوجود معروف جہد رہے۔ تاریخ میں ایسے بے خوف لوگوں کی تعداد گلیل ہے لیکن ایسے ہی لوگوں کے کردار سے تاریخ حسین ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت نے شاید ایسے لوگوں ہی کے لئے فرمایا۔

الغالب من غلب من عباده العلماء

### مظلوم افغان

مولانا نورانی ایک صاحب بصیرت اور وسیع النظر سیاسی و سماجی و مذہبی رہنما تھے۔ روس دنیا کی مادی طور پر ایک سپر پاور کی حیثیت رکھتا تھا، نوآبادیاتی نظام کا خالق تھا جس کے پیش نظر اس نے کئی ریاستوں کو محرم سے تک غلام بنائے رکھا۔ اسی طرح افغانستان کے راستے پاکستان میں بھی داخلے کا خواہش مند تھا۔ جب وہ افغانستان میں داخل ہوا تو دوسری طرف سے امریکہ بھی کود گیا۔ مسلمان سرزمین پر دو بڑی مادی طاقتیں پنج آزمائی کرنے لگیں اس کا تمام تر نقصان مسلمانوں کو ہو رہا تھا۔ مسلمان کی زمین خون مسلم سے رنگین ہو رہی تھی۔ آپ نے روس و امریکہ دونوں کو مجرم جان کر افغان قوم کی حمایت میں آواز بلند کیا۔ امریکی اور روسی گماشتوں کو مسلم ممالک میں مفادات کی جنگ لڑنے سے باز رکھنے اور مسلمانوں کو ہوشیار کرنے کی غرض سے عالم دنیا میں احتجاج بلند کیا۔

گو آپ نے افغانستان میں اپنے لوگوں کو جمعیت کی صورت میں داخل نہیں کیا۔ لیکن مظلوم اور محکوم افغانوں کے سیاسی، سفارتی، اخلاقی، مادی مدد کے لئے اہم



نشر پارک کراچی کے تاریخی جلسہ عام سے  
حضرت قائد اہل سنت و جماعت کا تاریخی خطاب



..... ایک صوتی اور شیخ طریقت کا دلکش انداز .....



شیخ الاسلام حضرت قائد المسلمین مولانا شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ عید آپا دستہ میں  
ارادت مندوں کو سلسلہ طریقت سے وابستہ کرتے ہوئے

فیضانِ العصر مولانا پیر محمد بندہ یا لوی رحمہ اللہ کا سالانہ عرس مبارک  
16 اپریل 2002ء



قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی جامعہ مشہور یا اداویہ بندہ پال شریف میں  
استاذ احمد سار مولانا عبدالحق بندہ یا لوی سے ملاقات کر رہے ہیں ملک محبوب الرسول قادری  
بھی موجود ہیں جس منظر میں محمد زین بندہ یا لوی کھڑے ہیں



کردارِ ادا کیا۔ اسی طرح (۱۱/۹ تا ۱۱ جون کے بعد) جب امریکہ نے اتحادی فوجوں کے ساتھ افغانستان پر حملہ کیا۔ تو آپ نے دوسرے مکتب فکر کے علماء کے ساتھ مل کر دفاع افغانستان کونسل تشکیل دی۔ افغانستان کے تحفظ، امن اور تعمیر کے لئے کاندانہ کردار ادا کیا۔ اور مظلوم افغانوں کی ہر قسم کی حمایت کی۔

علامہ شاہ احمد نورانی نے افغانستان میں مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل کی شدید مذمت کی اور اسے بڑا انسانی اور اسلامی جرم قرار دیا۔ حکمرانوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بے ہادہ انداز میں متنبہ کیا کہ اس کا انجام بہت بُرا اور بھیانک ہوگا۔ مقامی صفت روزہ کو انٹرویو دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ افغانستان میں امریکی جارحیت کے دوران جو کچھ ہوا۔ اس کی سزا ہم کو آخرت میں ملے گی۔ مسلمان کے ہاتھوں مسلمان کے قتل عام کا نتیجہ دنیا نے افغانستان میں دیکھ لیا۔ جنرل ضیاء الحق نے اپنے حادثے سے پہلے یہ کہا تھا کہ ہم نے کوئٹہ کی دلالی میں ہاتھ کالے کئے۔ افغانستان میں ایک لاکھ مسلمان مارے گئے، دس لاکھ بے گھر ہوئے، ہزاروں اپنا حق اور منظور ہو گئے اور ہم اس کا ذریعہ بنے۔ جبکہ آباد و دیگر مقامات پر ہمارے ہوائی اڈے استعمال ہوئے۔ افغانستان میں امریکی جارحیت کی حمایت امارا جرم تھا اور ہے اور آج بھی عراق پر حملے کے حوالے سے امریکہ کی حمایت کی باتیں ہو رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے حکمرانوں کو معذرت خواہانہ رویہ ترک کر دینا چاہیے۔ امریکن جو پاکستان میں آئیں ان تمام امریکیوں کی رجسٹریشن ہونی چاہیے۔ مولانا نورانی نے بہت عرصہ پہلے موجودہ دور کے پیش آنے والے حالات کا پتہ دے دیا تھا۔ آج امریکی اور مغربی ایجنسیاں پاکستان میں بڑا خطرناک کھیل کھیل رہی ہیں۔ پرویز مشرف کے دور میں بڑی تعداد میں لوگوں کا قاتل ہو جاتا۔ خود کش حملے اور دہشت گردی کے پیچھے امریکہ، بھارت اور اسرائیل کی ایجنسیوں کا ہاتھ ہے۔ اگر ان ممالک کے لوگوں کی رجسٹریشن ہوتی۔ آنے جانے پر نظر رکھی جاتی تو آج یہ حالات پیدا نہ ہوتے۔

### ایران عراق جنگ

ایران عراق کے درمیان طویل عرصہ تک جنگ جاری رہی۔ جس سے دونوں



عراق و ایران میں جاری جنگ نے دنیا میں ایک نیا سیاسی اور مذہبی تقابلی صورتحال پیدا کیا ہے۔ جس کا نتیجہ امریکہ کی جارحیت ہے۔ جس کا نتیجہ امریکہ کی جارحیت ہے۔ جس کا نتیجہ امریکہ کی جارحیت ہے۔



طرف سے شدید نقصان ہوا۔ آپ نے جنگ کے خاتمے کے لئے مخلصانہ کوششیں کی۔ آپ اس مصالحتی کمپنی کے رکن تھے۔ جس نے ان دونوں ممالک کے درمیان جنگ کے خاتمے میں اہم کردار ادا کیا۔

### عراق اور کویت

عراق نے جب کویت پر حملہ کیا تو امریکہ نے برطانیہ، فرانس، آسٹریلیا اور دیگر ممالکوں کو ملا کر اتحادی فوج بنائی اور چھتیس ۳۶ ممالک پر مشتمل اس فوج نے عراق پر حملہ کر دیا اور یہ کہا کہ عراق غاصب ہے۔ امریکہ کو کویت کی حمایت مقصود نہیں تھی اسے تیل کی تلاش تھی یہی وجہ ہے کہ اس نے عرب کے بعض ملکوں سے سو سالہ فوجی معاہدہ کر دیا۔ صدام حسین اور عراقی فوج سے عربوں بالخصوص سعودی عرب وغیرہ کو بھی خوف زدہ کر دیا کہ صدام حسین سعودی عرب پر قبضہ کر لے گا اور اپنی فوجوں وک سعودی عرب میں اتار دیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ان حالات میں اتحادیوں کی سازشوں کو بھانپتے ہوئے مسلم قوم کی بیداری کے لئے عراق کا بھرپور ساتھ دیا۔ ملک پاکستان اور بیرون ملک میں مظلوم اور محکوم عراقی مسلمانوں کے حق میں آواز بلند کی۔ آپ کا موقف تھا کہ مسلمان ممالک عراق کے خلاف او۔ آئی۔ سی کے پلیٹ فارم سے کارروائی کریں۔ اور حرمین شریفین کی حفاظت مسلمان فوج کرے۔

آپ نے عراق کی حمایت کے لئے جیسے جلسوں کے علاوہ جنرل کے ایم اے ایم ایچ انصاری کی قیادت میں رضا کاروں کو بھرتی کیا۔ (جس کو حکومت نے جانے کی اجازت نہ دی) اور لاکھوں روپے کی امداد عراق بھیجی۔ اسی طرح غنیمہ، بوسنیا، الجزائر اور مشرق وسطیٰ کی روس سے آزاد ہونے والی ریاستوں کے حق میں ولڈ اسلامک مشن جمعیت علماء پاکستان اور متحدہ مجلس عمل کے پلیٹ فارم سے جاندار کردار ادا کیا۔

افغانستان کو تباہ اور برباد کرنے کے بعد امریکہ پر جنگی جنون طاری تھا کہ مسلسل جنگ رکھنا چاہتا تھا۔ دراصل امریکہ اسلحہ اور بارود کے ٹل بوتے پر ساری دنیا کی چودراہٹ

کے خواب دیکھ رہا ہے۔ بش سینئر نے نیو ورلڈ آرڈر پیش کیا اور اس کی تکمیل کے لئے بش جونیئر نے کوششیں تیز کر دیں۔ صدر بش نے کہا کہ عراق کے پاس چاہ کن اٹھیا موجود ہیں اپنے اٹھیاریوں کی تیاری بند کرنے سے متعلق عراق سے اپنے وعدے پورے نہیں کئے۔ بش سے وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے برطانوی وزیراعظم ٹونی بلیر نے عراق کے خلاف دوبارہ کارروائی کرنے کے لئے عالمی طاقتوں کی حمایت حاصل کرنے کی سرکردہ کوششیں کیں۔ جیسے کوسو اور افغانستان میں کارروائی کے لیے عالمی بیداری کی حمایت حاصل کی گئی۔ امریکہ اور اس کے حاربوں کا عراق پر ایک بھونڈا الزام تھا جو حاکمیت نہ ہو سکا لیکن پھر بھی امریکہ نے عراقی عوام پر مظالم کے پھاڑ توڑ دیئے اور صدام حسین اور اس کے رفقاء کو منظر عام سے ہٹا دیا۔ امریکہ اور خوف زدہ مغرب کسی بھی مسلمان مملکت اور بے خوف مسلمان سربراہ کو اپنی راہ میں کاٹنا کبھہ کرنا دینے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتا ہے۔ صدام حسین بھی مسلمان ملک کے بے خوف بادشاہ تھے۔ عراق کا کویت پر حملے کرنے سے متعلق مولانا نورانی کا موقف یہ تھا کہ کویت عراق کا حصہ ہے۔

۱۹۹۸ء کا اٹلس اٹھا کر دیکھیں۔ کویت نام کی کوئی ریاست یا خطہ موجود نہیں ہے۔ بلکہ یہ عراق کی تحصیل تھی۔ خود عراق سلطنت عثمانیہ کا حصہ تھا۔ ۱۹۱۸ء میں سلطنت عثمانیہ ختم ہو گئی اور اقتدار کی بندر بانٹ ہوئی لہذا یہ کہنا کہ کویت پر عراق نے جارحیت کی تھی، صحیح نہیں۔ اس بات پر اسلامی ممالک عراق کی حمایت کیوں کریں۔ تو دیکھیں کہ اگر عالم اسلام امریکا ورلڈ آرڈر کے مقابلے میں متحد نہ ہوا تو پھر امریکہ امت مسلمہ کو برباد کرنے کے لئے تمام حربے استعمال کرے گا۔

اگر آج تمام اسلامی ممالک امریکہ سے اپنے سفارتی تعلقات محدود کر دیں اور اقتصادی طور پر امریکہ اور یورپ کا بائیکاٹ کریں تو انہیں مظلوم ہو جائے گا کہ یہ کہاں کھڑے ہیں۔ مولانا نورانی کی پالیسی جذباتیت پر مبنی نہ تھی بلکہ فہم و فراست پر مبنی تھی۔ آپ کی باتیں بظاہر سادہ اور عام سی تھیں لیکن حقیقت میں ان میں امت مسلمہ کے مسائل کا حل موجود تھا۔ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ان کی باتیں فکر اور فلسفہ بن کر سامنے آتی۔ بہت



سے لوگوں نے عراق کے کویت پر حملے کو جارحیت سے تعبیر کیا لیکن آپ نے تاریخی حیثیت سامنے رکھتے ہوئے عالمی گماشتوں کے سامنے مضبوط معاشی اور اقتصادی قوت بننے کے لئے عراق کی حمایت کی۔ کویت اور عراق کا جغرافیائی مسئلہ ایسے ہی ہے جیسے بنگلہ دیش اور پاکستان یا یوں سمجھیں کہ گلگت بلتستان کشمیر کا حصہ ہیں عارضی طور پر پاکستان کی نگرانی میں ہیں کچھ حصہ کشمیر کا جھگڑے کے پاس ہے اگر کشمیر مکمل آزاد ہو جاتا ہے تو ۸۴۷۰۰ مربع میل کشمیر کا جغرافیہ پورا کرنا ان کا حق ہے۔ کویت اور عرب کے بہت سے ممالک محض عربوں کی عیاشی کے اڈے ہیں۔ کویت کے بادشاہ کے ہارے میں مولانا نے انکشاف کیا تھا کہ اس کی ستر بیویاں تھیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پورا کویت شیخ کے خاندانوں اور اولاد پر مشتمل ہے۔ کویت اور دیگر عرب ممالک نے امریکہ سے سو سال کا فوجی معاہدہ کے تحت مفت تیل دینے کو تیار ہیں۔ لیکن مسلم ممالک کی غربت بے روزگاری کے خاتمے اور معاشی اور اقتصادی مضبوطی کے لئے کچھ نہیں دے سکتے حتیٰ کہ عرب ممالک سعودی عرب، یو اے ای، قطر وغیرہ میں ملازمت کرنے والوں کی اکثریت بھارت کی ہے جبکہ مسلم ممالک میں غربت اور بے روزگاری دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ مولانا لورانی امت مسلمہ کا درد رکھنے والے عظیم رہنما تھے اور انہماکیت کے حامی تھے، باطل قوتوں کے مقابلے میں مسلم ممالک کے مضبوط طاقت ور دیکھنا چاہتے تھے۔

### مظلوم فلسطینی

فلسطینی مسلمان ایک عرصے سے یہودیوں کے ظلم کا شکار ہیں۔ اسرائیل، یہودیت کی نظریاتی فکری ریاست اور صیہونی طاقت ہے دنیا میں سب سے بڑی دہشت گرد ہے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں اسرائیل کے درالحکومت تل ابیب میں تیار ہوتی ہیں۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ قادیانیت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر قائل ہے۔ دنیا نے اسلام میں بالعموم اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بالخصوص ہامی انتشار اور تفرقہ بازی کے پیچھے قادیانیت سازش کا فرما ہے اور اس کا مرکزی دفتر تل

لشب میں ہے۔ علامہ شاہ احمد لورانی نے اس کا انکشاف ۱۹۷۴ء میں اسمبلی کے فورم پر کیا تھا۔ اسرائیل صیہونی قوتیں، عراق، افغانستان، فلسطین اور کشمیر میں صلیبی جنگوں کی فکست و ریخت کا بدلہ لے رہی ہیں۔ آپ نے مفتی اعظم فلسطین کی دعوت پر فلسطین کے دورے فرمائے۔ فلسطین پر ہونے والے مظالم اور بیت المقدس کی آزادی کی جدوجہد فرمائی۔ فلسطینی عوام کی بھرپور حمایت کی۔ آپ نے فرمایا تھا اقوام متحدہ جو امریکی اشاروں پر ناچتی ہے۔ امریکہ اُسے اسرائیل مقاصد کے لئے استعمال کرتا ہے، فلسطینیوں کو لولی پاپ دے کر آج تک فرخا رہا ہے۔ جب بھی فلسطینی اسرائیلی جارحیت کے خلاف بھرپور جدوجہد کا آغاز کرتے ہیں تو امریکہ امن کا روڈ میپ لے کر پہنچ جاتا ہے ہمارے اکثر مسلمان حکمران کفار اور باطل قوتوں کے قس قدم پر چلنے کو اپنی سلامتی سمجھتے ہیں جہاد اور مجاہد انہیں خوف اور دہشت میں مبتلا کئے ہوئے ہیں۔ امریکہ سے خوف زدہ ہو کر جہاد کو دہشت گردی سے تعبیر کرتے ہیں۔ مولانا شاہ احمد لورانی نے ہمیشہ فلسطین کی آزادی یہودی اور صیہونی قوتوں کی بددستی ہوئی ریشہ وراثتوں پر مسلم امہ اور مسلمان ممالک کے حکمرانوں میں جہاد کا جذبہ اور شوق شہادت اسلامی غیرت و حمیت کو زندہ اور بیدار کرتے رہے ہیں۔

خادشین کے ایک اجتماع میں لاہور میں خطاب کرتے ہوئے امریکی مستشار اور سامراج کی طرف سے شروع کی گئی صلیبی جنگ کے ختمی کو قبول کرتے ہوئے عالم اسلام سے امریکہ کے خلاف نفیر عام کے اعلان کا مطالبہ کیا اور اس یقین کا اظہار کیا کہ امریکی استبداد کا وقت مولانا لورانی جب بھی دُعا کرتے۔ مظلوم مسلمانوں کی آزادی کے لئے دُعا ضرور کرتے اور اپنی تقریروں میں اکثر صلاح الدین ایوبی، محمد خان غوری، محمود غزنوی، محمد بن قاسم جیسے عظیم سپہ سالاروں کا ذکر کرتے۔ قوم کے نوجوانوں میں ان کی جرأت و بہادری کی فکری دے کر جذبہ جہاد اور شوق بیدار کرتے۔ حالانکہ کچھ علماء و مشائخ ایسی دُعا کو سیاست جان کر احتراز کرتے ہیں۔



## تحریک آزادی کشمیر اور مولانا نورانی

علامہ شاہ احمد نورانی جب دنیا میں بسنے والے مظلوم مسلمانوں کی حمایت کرتے رہے تو کشمیر ان کا اپنا گھر تھا اور کشمیر کا پاکستان کے ساتھ روحانی رشتہ بھی ہے۔ کشمیری عوام کے دلوں میں پاکستان کا نقشہ ثبت ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی جغرافیہ کشمیر اور کشمیری عوام کے زبردست حامی تھے۔ آپ کے خطابات سے ایسا لگتا تھا کہ آپ کشمیر ہی میں پیدا ہوئے۔ آپ تقسیم کشمیر کے سخت مخالف اور حق خود ارادیت کے زبردست حامی تھے۔ کشمیری عوام کی بھی خواہش وقتاً ہے کہ پورے کا پورے کشمیر بھارت سے آزاد ہو۔ پاکستان کا حصہ بنے۔

ہر عزمِ جان کا مل۔ تو قیر بنے گا

بہت جلد کشمیر ہماری جاگیر بنے گا

## کشمیر میں ذیلی تنظیمیں

پاکستان کی کچھ جماعتوں کی ذیلی تنظیمیں آزاد کشمیر میں کام کرتی ہیں جن میں پیپلز پارٹی، مسلم لیگ، جماعت اسلامی، تحریک انصاف نمایاں ہیں۔ ہر ایک جماعت الحاق پاکستان کی دعویدار ہے لیکن الحاق کی سوچ مختلف ہے۔ پیپلز پارٹی چاہتی تھی کہ آزاد کشمیر پاکستان کا صوبہ بن جائے۔ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دورِ حکومت میں اس پر بڑا زور دیا گیا اور قریب تھا کہ آزاد کشمیر پاکستان کا صوبہ بن جاتا۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے اس کے خلاف تھے، آپ نے کشمیری علماء کو جمع کیا اور اس سازش کا مقابلہ کیا۔ آپ کا موقف تھا کہ آزاد کشمیر پاکستان کا صوبہ بن جانے کی صورت میں کشمیر مسئلہ نہیں رہے گا۔ اقوام متحدہ جس نے ۱۹۴۸ء اور ۱۹۴۹ء کی قراردادوں میں حق خود ارادیت کو تسلیم کیا اور استصواب رائے کرانے کا حکم جاری کیا۔ اقوام عالم یہ کہیں گی کہ کشمیر کا مسئلہ ختم ہو گیا۔ جس طرح پاکستان نے آزاد کشمیر کو مستیال لیا اور مقبوضہ کشمیر خود بخود بھارت کو حاصل ہو جائے گا۔ وہ اس بات کے مخالف تھے کہ پاکستان کی سیاسی جماعتیں آزاد کشمیر میں اپنی ذیلی تنظیمیں

بنائیں۔ چنانچہ جمیعت علماء جموں و کشمیر ریاستی تنظیم ہے۔ جمیعت علماء پاکستان کے ساتھ عقائد کی بنیاد پر نظریاتی تعلق اور وابستگی رکھتی ہے۔ گہری ہم آہنگی کی بنا پر علامہ شاہ احمد نورانی اکثر جمیعت اور علماء اہل سنت کی دعوت پر آزاد کشمیر کے دورے کرتے رہے حتیٰ کہ مجاہدین کشمیر اور مجاہدین کشمیر سے ملاقات کے لئے سرحدوں تک گئے۔ جہاں انڈیا اور پاکستان کی فوجیں آئے سانسے ہیں۔ آپ نے ہندوئی ممالک میں بھی کشمیر کی آزادی کے لئے انٹرنیشنل جہاد کا نظریہ منعقد کیا اور عالمی بنادری کو مسئلہ کشمیر سے آگاہ کرنے اور مظلوم کشمیری عوام کی حمایت پر آمادہ کرنے کے لئے کئی ممالک میں دورے کئے۔ جن میں کشمیری علماء اور دانشور بھی ہمراہ رہے۔

ایک مرتبہ آزاد کشمیر کے دورے کے دوران راولا کوٹ پوسٹ گریجویٹ کالج میں اساتذہ اور طلبہ اور علمائین شہر سے خطاب کرتے ہوئے انہیں مسئلہ کشمیر کی حقیقی لکڑ سے آگاہ کیا اور اساتذہ سے کہا کہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ لوجوان نسل کو تحریک کشمیر کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے تیار کریں۔ انہوں نے کہا کہ کشمیر کے اندر سے اٹھنے والی آواز عالمی خمیر کو جھنجھوٹنے میں صحیح مددگار ثابت ہوگی اور یہی طالب علم مستقبل میں کشمیر کی آزادی اور اس کی تعمیر میں بہترین کردار ادا کر سکتے ہیں۔

مولانا نورانی کشمیر کو پاکستان کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ سمجھتے تھے۔ آپ نے کئی مرتبہ اپنے خطاب میں کہا کہ کشمیر کے بغیر پاکستان نامکمل ہے اور پاکستان کی حقیقی آزادی کا جشن اسی وقت بہتر منایا جائے گا جب کشمیر بھارت کے چنگل سے آزاد ہوگا۔ مزید کہا کہ پاکستان کی معیشت کا بڑا حصہ زراعت اور صنعت پر مشتمل ہے اور اس کے لئے پانی بہت ضروری ہے پاکستان میں پہنچنے والے دریاؤں کا منبع کشمیر ہے، بھارت چاہے تو پاکستان کو صحرا میں تبدیل کر سکتا ہے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ بھارت ایسے عزائم رکھتا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے بھارتی پارلیمنٹ میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہم پاکستان کو صحرا بنا کر رکھ دیں گے۔



### سیاحن گلشیر

سیاحن گلشیر کا حصہ ہے اور بائیس ہزار فٹ کی بلندی پر ہے۔ ضیاء الحق کے عہد اقتدار میں بھارت نے سیاحن گلشیر پر قبضہ کر لیا۔ اس رسوائی کو انہوں نے بہت دلوں تک چھپائے رکھا۔ بالآخر مولانا شاہ احمد نورانی نے اس راز کو فاش کر دیا، ضیاء الحق چلا کر پورے سیاحن گلشیر کی کوئی اہمیت نہیں ہے، نہ یہاں گھاس اگتی ہے، نہ تیل نکلتا ہے، نہ ہی پانی ملتا ہے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ضیاء الحق کو باور کرایا کہ آپ نے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کا حلف اٹھایا ہے اور اس کی پاسداری نہ کر سکے۔

### شملہ معاہدہ

۱۹۴۱ء میں جب بھارت میں شملہ معاہدہ ہوا تو مولانا نورانی نے اس کی شدید مخالفت کی اور خدشات کا اظہار کیا کہ شملہ معاہدہ کنٹرول لائن کو مستقل سرحد میں تبدیل کر دے گا۔ کشمیری خاندان مزید منقسم ہو جائیں گے۔ آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر کے عوام ایک دوسرے سے دور ہو جائیں گے۔ عہد قیق الرحمن فیض پوری صاحب کے بقول کہ آزاد کشمیر کے اس وقت کے حکمرانوں نے مولانا سے بعد میں کہا کہ آپ کا موقف صحیح تھا۔

مولانا کے اس موقف کو موجودہ حالات کے پیش نظر دیکھا جائے تو یہ بات سب کے سامنے عیاں ہے کہ کنٹرول لائن مستقل سرحد بنانے پر کام ہو رہا ہے۔ کنٹرول لائن سے چند راستوں کا کھول دینا مسئلہ کشمیر کے حل کی طرف پیش رفت نہیں بلکہ تحریک آزادی کی بڑھتی ہوئی تیزی کو روکنے کا حربہ ہے۔ بھارت سے مسئلہ کشمیر کو حل کئے بغیر تجارتی معاہدہ کرنا کشمیری شہداء کے خون سے غداری ہے اور مسئلہ کشمیر کو سرد خانے ڈالنے کے مترادف ہے۔ کشمیری عوام ایسے کسی حل کو قبول نہیں کریں گے جس میں وہ شامل نہ ہوں یا ان کی اسگوں کے خلاف ہو۔ کشمیری عوام یہ سمجھتے ہیں کہ تجارتی معاہدہ اور بھارت سے دوستی کے لئے ہاتھ بڑھانا کشمیری عوام دونوں کے مفادات کی بھینٹ چڑھ جائیں گے۔

ریاست جموں و کشمیر پاکستان کے لئے بہت سی وجوہات کی بنا پر اہمیت رکھتی ہے۔ آپ نے ہمیشہ حکمرانوں کی کشمیر پالیسی کا بنیادی موقف کشمیری عوام کی اسگوں کے مطابق مسئلہ کشمیر کے حل کی حمایت اور ہر اس پالیسی کی مخالفت کی، اسے مسترد کیا جس سے آزادی کشمیر اور پاکستان کے وجود کے لئے خطرہ ثابت ہو۔ بھارت میں آنے والے ہر حکمران (نہرو سے لے کر من موہن تک) کا ایک موقف رہا ہے لیکن بد قسمتی سے بھارت، حکمران پالیسیاں بدلنے رہے۔

بے نظیر کے پہلے دور حکومت میں راجیو گاندھی کی آمد پر راولپنڈی میں کشمیر کے نام کے سامنے لاؤڑ راستے سے ہٹا دیئے گئے اور کشمیر سے حلقی واضح دونوں موقف اختیار نہیں کیا گیا۔ مہاں نواز شریف کے دور میں داچپائی پاکستان آئے تو لوگوں کو بڑی امیدیں تھیں کہ مسئلہ کشمیر پر کوئی پیش رفت ہوگی، کشمیری عوام پر بھارتی مظالم میں کمی کی لیکن یہ ملاقات بھی کشمیری عوام کے لئے کوئی اچھا پیغام نہ دے سکی۔ (ر) جنرل پرویز مشرف جنہوں نے بحیثیت چیف آف آرمی اسٹاف کارگل پر مکمل کنٹرول سنبھالنے کے بعد استر کی سادشوں کا حکار ہو کر کوئی حوصلہ افزا پیغام کشمیری عوام کو نہ دے سکے۔ تقریباً ۲۰۰۰ کے قریب فوجی جوانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ دنیا کے سامنے رسوائی کے سوا کچھ نہ ملا اور آج تک عوام صحیح صورتحال سے آگاہ نہ ہو سکی اور کشمیری عوام پر بھارتی ظلم و ستم میں مزید اضافہ ہو گیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے ان تمام مواقع پر کشمیری عوام کے حق میں آواز بلند کی اور حکمرانوں کی دھولی پالیسی کی مذمت کی۔ کشمیر میں ہندوستان کی سات لاکھ قابض فوج کے مظالم کی مذمت کرتے ہوئے مولانا نے کہا کہ ہماری نظر میں تحریک آزادی کشمیر کو ختم کرنے کے لئے بھارت، اسرائیل اور امریکہ اور پاکستان کے موجودہ حکمران (پرویز مشرف حکومت) برابر کے شریک ہیں۔ پاکستان کے موجودہ حکمران جہاد ختم کرنے کا اعلان کر کے تحریک آزادی کشمیر کو ناقابل طاقی نقصان پہنچا چکے ہیں۔ ہم پاکستان کے حکمرانوں کو خبردار کرتے ہیں کہ تحریک آزادی کشمیر کے اس واحد آپشن کی حمایت کرے۔ جس میں اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق کشمیریوں کو استعواب رائے کا حق دیا گیا



ہے۔ کشمیری مجاہدین نے ایک لاکھ جانوں کی قربانی بے شمار محنتوں کے نزاع میں صرف حصولِ آزادی کے لئے پیش کئے ہیں۔ ان کی ہر طرح کی اخلاقی، سیاسی اور عملی مدد کی جائے۔ یہ امر حقیقت پر مبنی ہے کہ مولانا نورانی تحریکِ آزادی کشمیر کی کامیابی کے لئے مجلسِ کشمیشین کرتے رہے۔

ایک مرتبہ جماعتِ اہل سنت کے کاروانِ جہاد کشمیر سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے کہا ماسوائے استصوابِ رائے کے مسئلہ کشمیر کا کوئی حل نہیں ہے۔ برطانیہ نے جس قدر کشمیر کو نقصان پہنچایا اتنا کسی اور وجہ سے نہیں پہنچایا۔ یہ برطانیہ ہی تھا جس نے ریاستِ گورداس پور کو تقسیم کر کے بھارت کا مقبوضہ کشمیر جانے کا راستہ بنایا۔ مولانا نے بابائیک محل کہا کہ یورپی ممالک میں پاکستانی سفارت خانے عشرت کدے ہیں۔ صرف حرام خوریوں کرتے ہیں، کوئی بھی پاکستانی سفارت خانہ پیچیدگی سے مسئلہ کشمیر پر کام نہیں کرتا۔ وزارتِ خارجہ والے بیرون ملک جا کر کشمیریوں کو بھول جاتے ہیں اور کشمیر کے حوالے سے بیرون ممالک جانے والے وفد زہانی جمع خرچ کے سوا کچھ نہیں کرتے۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کے ہر دور کے بدلے تینوں نے مسئلہ کشمیر کو سرد خانوں میں ڈال دیا یہ باتیں مولانا شاہ احمد نورانی نے ۱۹۹۵ء میں کہیں تھیں۔ مولانا نورانی کی وسعتِ نظری اور دور اندیشی کو ملاحظہ کیجئے کہ کچھ ماہ قبل یہ خبر اخبارات میں پڑھنے کو ملی کہ سلامتی کونسل نے مسئلہ کشمیر کو اپنے ایجنڈے سے نکال دیا۔ وجہ یہ بتائی گئی کہ ہمیں (۳۰) سال سے مسئلہ کشمیر پر سلامتی کونسل میں کوئی بات ہی نہیں کی گئی۔ مولانا نورانی نے بہت عرصہ قبل قوم کو خبردار کر دیا تھا کہ حکمرانوں نے کشمیر پر سودے بازی کر لی ہے۔ علامہ شاہ احمد نورانی اور ان کی جماعت نے مقبوضہ کشمیر میں لڑنے والی قوتوں کی بھرپور حمایت کی۔ پاکستان سے کسی تنظیم کو لاؤنچ نہیں کیا البتہ مقبوضہ کشمیر کی نای گرامی تنظیم البرق مجاہدین سے تعاون کرتے رہے۔

وہ کشمیری عوام کی آزادی چاہتے تھے۔ ذاتی شہرت کے لئے جہاد اور چندے جمع کرنے کے حامی نہیں تھے اور نہ ہی بے گناہ انسانوں کی جانوں سے کھیل کر اس کی

سیاست کرنے کے قائل تھے۔ ایک مرتبہ امیر جماعتِ اسلامی آزاد کشمیر عبدالرشید ترائی ایک وفد لے کر مولانا سے ملے آئے۔ جہاد کشمیر کے بارے میں اپنی سرگرمیوں سے آگاہ کرنے لگے۔ مولانا نے بڑے تحمل سے تمام گفتگو کو سنا اور پھر آپ نے فرمایا۔ جماعتِ اسلامی اس فتویٰ کا کفارہ ادا کر رہی ہے۔ جو اہلِ اہلِ مودودی نے ۱۹۳۸ء میں کشمیر کے جہاد کے حوالے سے دیا تھا۔

قد بلان اللہ کہتے تھے جو دھست ہوئے

خاندانوں میں مجاہد رہ گئے یا گورکن

حیرانگی کی بات ہے جب جہاد فرض تھا اور قوم ساری کی ساری آزادی کی جنگ لڑ رہی تھی تو مولانا مودودی نے اس کے خلاف فتویٰ دیا اور جب جہاد فرض کفارہ ہوا تو جماعتِ اسلامی نے اپنی تمام تر توجہ کشمیر پر لگا دی اور قوم کے نوجوانوں کو جہاد کی طرف ترغیب دینے لگے۔ قوم مقبوضہ کشمیر میں جماعتِ اسلامی کے کردار سے واقف ہے اور اہل فکر و نظر پر رازِ عقلی نہیں۔ بھرست گل کی صورت میں جماعت کا کردار بڑا دھندلہ ہے۔ جنہوں نے درگاہِ حضرت بل کے تقدس کو پامال کیا اور اس میں آگ لگائی۔ مولانا شاہ احمد نورانی قائدِ اعظم کے اس قول کو (کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے) بڑی اہمیت دیتے تھے۔ پاکستان کی سلامتی و ترقی میں کشمیر بنیادی ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ کشمیر میں پیدا ہونے والی بہت سی اشیاء آج بھی پاکستان کی معیشت کے لئے قائدہ بخش ہیں۔ فروغ، لکڑی، پانی، بجلی، بڑی بوٹیاں اور سیاحت وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان کے سیاستدانوں، مذہبی رہنماؤں میں تحریکِ آزادی کے لئے سب سے زیادہ موثر آواز انٹرنیشنل فورم پر ہونے والی کوششوں میں زیادہ حصہ مولانا شاہ احمد نورانی کا ہے۔

اکابرینِ اہل سنت نے ۱۹۴۷ء میں جہاد کشمیر کے فرض ہونے کا فتویٰ دیا اور پاکستان میں آنے والے مجاہدین کشمیر کی آباد کاری میں حصہ لیا۔ امیرِ اہل سنت ابو الحسنات علیہ السلام کی قیادت میں مجاہدین کشمیر کی لاکھوں روپے مدد کی۔ مولانا شاہ احمد



نورانی کی کشمیر کے حوالے سے خدمات و قوتوں یاد رکھی جائیں گی۔ موجودہ حکومت کو بھارت کے ساتھ کشمیر کا سودا کر کے دوستی جھگی پڑے گی۔ موجودہ حکمرانوں کی بدلتی پالیسی سے کشمیری عوام بڑی مایوسی کا شکار ہیں۔ پاکستان کی حکومت ہر دور میں یہ کہتی رہی کہ ہم کشمیریوں کی سیاسی، اخلاقی اور سفارتی حمایت کرتے رہیں گے لیکن موجودہ حکومت نے اس کے برخلاف کشمیریوں کو کشمیر میں لڑنے والے مجاہدین کو دہشت گرد قرار دے دیا۔ کشمیر کی آزادی کے لئے ایک ہزار سالہ جنگ لڑنے والے آج ان ساری باتوں کو بھول کر بھارت سے دوستی کے لئے ہاتھ بڑھا رہے ہیں۔ قائد اعظم نے کہا تھا کہ ہندو کبھی کسی کا دوست نہیں ہو سکتا۔ یہ بات انہوں نے کشمیر کے لیڈر شیخ عبداللہ مرحوم سے کہی تھی کہ میں آپ کے باپ کی مانند ہوں اور میں نے سیاست میں اپنے ہال سفید کئے میرا تجربہ ہے ہندو پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا میں نے دہلی بھران کو اپنانے کی کوشش کی لیکن میں ان کا اعتماد حاصل کرنے میں ناکام رہا۔ ایک وقت آئے گا کہ آپ کو میری بات یاد آئے گی اور آپ انہیں پسوس کریں گے۔

حکمرانوں کو قائد اعظم کے اس قول کو سامنے رکھ کر بھارت سے بات کرنی چاہیے۔ اہل سنت کے وہ رہنما جو گلے پھاڑ پھاڑ کر کشمیر کی آزادی اور کشمیری مجاہدین کی حمایت پر لوگوں کو تیار کرتے رہے۔ لیکن آج جب انہیں حکومتی فورم پر موقف بیان کرنے کا موقع ملا تو ان کی زبان کو چپ لگ گئی۔ تحریک آزادی کشمیر بڑے زور و شور سے جاری ہے۔ بھارتی ظلم بھی حد سے بڑھ چکا ہے یہاں تک کہ اس عظیم لیڈر کو بھی شہید کر دیا۔ جس نے لاہور میں آکر پاکستان کی سر زمین کو چھوڑا۔ حیف ہے حکمرانوں پر کہ اس شخص کے ان جذبات کا بھی خیال نہ رکھا۔ اس سے بڑھ کر کشمیری عوام پاکستان سے محبت کا ثبوت کیا دیا جاسکتا ہے۔ مسئلہ کشمیر کو حل کئے بغیر پاکستان کا بھارت کے ساتھ کسی قسم کا تجارتی معاہدہ کشمیریوں کے خون سے فدائی کے مترادف ہوگا۔

اہل سیاست نے دربارِ غلامی کو سہارا دیا ہے  
زبانِ حریت پر پتھروں کو بٹھا رکھا ہے

۲۰۰۵ء میں آزاد کشمیر اور مقبوضہ کشمیر میں قیامت خیز زلزلہ آیا۔ بڑی بڑی عمارات زمین بوس ہو گئی۔ لاکھوں انسان بے گھر ہو گئے اور ہزاروں افراد شہید ہو گئے۔ اس مشکل ترین گھڑی میں پاکستان کی بہت سی سیاسی، مذہبی اور سماجی جماعتوں اور عوام نے بھرپور مدد کی۔ ۱۹۶۵ء کے بعد پہلی مرتبہ پاکستانی عوام نے اس قدر جوش و جذبہ سے کشمیری عوام سے ہمدردی اور تعاون کا اظہار کیا ایسا محسوس ہوا کہ پاکستانی عوام کے دل کشمیریوں کے ساتھ دھڑک رہے ہیں۔

علامہ شاہ احمد نورانی کی قائم کردہ عظیم ورلڈ اسلامک مشن کے تعاون سے آپ کے صاحبزادے شاہ محمد انس نورانی لاکھوں روپے کی امداد لے کر خود کشمیر میں گئے۔ اس کے علاوہ اہل سنت و جماعت کی متعدد تنظیموں نے بڑا اہم اور مثالی کردار ادا کیا۔ کشمیری عوام رومی دنیا تک پاکستانی عوام کے تعاون کو یاد رکھیں گے۔ لیکن حکمرانوں نے متاثرین زلزلہ کی آباد کاری قبیلہ نو اور بے سہارا ہونے والوں کے لئے کوئی خاص تعاون نہیں کیا۔ ۸ اکتوبر کو تین سال ہو چکے ہیں۔ آج بھی سینکڑوں دنیا شیلٹر میں زندگی گزار رہے ہیں۔ بے سہارا افراد کسی سہارے کی تلاش میں ہیں۔ بیرونی ممالک سے جو امداد ملی وہ صحیح معنوں میں متاثرین زلزلہ پر خرچ ہوتی تو آزاد کشمیر اور سرحد کے وہ شہر دنیا کے مشہور ترین شہر بن جاتے اور ان علاقوں کی پس ماندگی دور ہو جاتی۔

کشمیر جھیلیں، چشموں، دریائوں، آبشاروں، کہساروں اور پانوں کا دیس ہے۔ کئی مشہور جھیلیں، چشمے اور باغات دنیا کے ساحلوں کو اپنی طرف کھینچے جا رہے ہیں۔ زلزلے میں بہت ساری جنگیں تباہ ہو گئیں اور کئی جگہوں سے نئی جھیلیں اور چشمے پیدا ہو گئے۔ یہ تو کارساز حقیقی خالق کل کے کن کہنے سے قیام سب کچھ ہو گیا۔ لیکن جو کام انسانوں کے سپرد تھا۔ تین سال گزر جانے کے باوجود ویسا ہی کا ویسا ہی ہے۔

مولانا کا اسلوب سیاست

علامہ شاہ احمد نورانی کا اسلوب سیاست، بے پلک موقف اور اصولوں پر سمجھوتہ



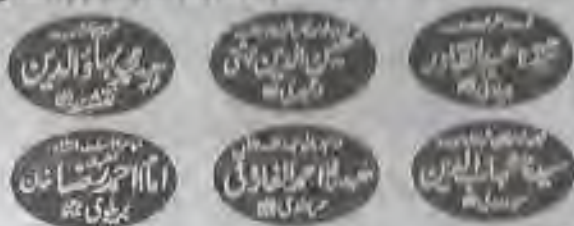
نہ کرنا ان کی شخصیت کا طرہ امتیاز تھا۔ انہوں نے مفادات کے لئے کبھی مفاہمت اختیار نہیں کی۔ سکرانوں سے مفاہمت بھی کی تو قومی اور ملی مفادات کو پیش نظر رکھا اس لئے کجھوتوں کی سیاست کرنے والے اور اقتدار کی محبت میں گرفتار لوگوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ کچھ لوگ کہا کرتے تھے کہ اہل سنت و جماعت کے اتحاد اور ترقی میں مولانا رکاوٹ ہیں۔ پانچ سال گزر چکے ہیں، اتحاد اہل سنت کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا اور نہ ہی سیاسی اعتبار سے کوئی کامیابی مل سکی۔ البتہ یہ ضرور ہوا ہے کہ مختلف لویوں میں حلقہ مفاد پرستوں نے اپنی اپنی نوکریاں پکی کر لی۔ اپنے آپ کو اجداد کی عزت و وقار روحانی علی اور فکری میراث کے وارث نظام معطل کے لئے اپنی دھواں دار تقریروں اور تحریروں میں سیکر قوتوں کو چیلنج کرنے والے اہل سنت و جماعت قیادت کے دھمیدار اپنے دور کے راوی و غزالی کی انقلابی فکر کے امین اور پاکیزہ لبست رکھنے والے، جن کی قدم پوی کو لوگ شرف و سعادت سمجھتے تھے، وہ اچانک سیکور جماعت کے ٹکٹ کے حصول کی قطار میں کھڑے نظر آئے اور لوٹا نہ بننے کی شرط پر ٹکٹ جاری ہو گئے۔ جن لوگوں کو تکلیف یہ تھا کہ مستقبل میں اہل سنت کے قائد ہوں گے اور ان کی قیادت میں نظام معطل کے ٹکٹ کا مقدر ثابت ہوگا، انہوں نے سیکور ازم کے لئے خود کسی اور کی قیادت قبول کر لی۔ آج ہر زبان سوال کرتی ہے۔

ادھر نہ ادھر کی باتیں کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لوٹا؟

مجھے رہزموں سے غرض نہیں تھی رہبری کا سوال ہے

علامہ شاہ احمد نورانی سیاسی ذمہ داریوں اور قیادت کے تقاضوں کو نہ صرف سمجھتے تھے بلکہ پورے بھی کرتے تھے۔ اطراف عالم میں پھیلی بے چینی نت نئے پیدا ہونے والے مسائل پر نظر رکھتے رہتے تھے۔ آپ کی شخصیت اللہ کی تائید و نصرت سے ایک مکمل سیاسی اور مذہبی رہنما کی حالت تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
سلامیل تصوف و روحانیات کا ترجمان  
ماہنامہ السیف الصام



حضرت پیر طریقت ذاکر محمد مہر فر از محمدی سیفی مدظلہ

ہر طرح کی دینی و روحانی راہنمائی کے لیے اس کا مطالعہ کریں  
خصوصاً

مقامی اسلامیہ، صوفیہ کے طرز معاشرت، اتحاد اہل سنت و روحانی بالیدگی،  
کے حوالے سے اس رسالہ کا مطالعہ نفع اور خیر کا باعث ہے

خود خریدار بنیں دوستوں کو خریدار بنائیں  
آپ کا یہ عمل کار خیر میں تعاون کے مترادف ہوگا

آپ کا اپنا..... ماہنامہ السیف الصام

پوسٹ بکس نمبر 147۔ جی پی اور اولڈنڈی

آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ (ترول) اسلام آباد 4777147-0313



نہ کرنا ان کی  
میں کی۔ حکم  
سمجھوتوں کی  
دیا۔ کچھ لوگ  
ہیں۔ پانچ۔  
اقتدار سے کو  
نے اپنی ان  
میراث کے  
سکھرتو تو  
مادی وغیرہ  
شرف و  
کمرے کا  
مستقبل یہ  
مقدور ثابت  
زبان سوا

تھے بلکہ  
والے م  
سیاسی

## ہمارا مقصد حیات

معاشرے میں صحت مند افراد کا فروغ

ہم صحت مند دینی علمی اور تحقیقی لٹریچر کے ذریعے ایسے رجال کار  
تیار کرنا چاہتے ہیں جو ملک و ملت کے لیے مفید اثاثہ ثابت ہوں  
ہم اس دھرتی پر نفاذ نظام مصطفیٰ کے لیے مصروف عمل ہیں  
آئیے! معاشرتی اصلاح و فلاح کے لیے ہمارا ساتھ دیں

ادبیات و سیاست

شیخ فیض الحسن شاہ بخاری

مدرسہ اسلامیہ دارالعلوم

قائمین و کارکنان

انجمن محبان محمد

مرکز دفتر: فاضلہ ماہ، برادری شریف، تحصیل ۱۱۱، ملتان، سرگرم و آوازگیر

0300-5169745





مقدمہ شریف

دن سپنا آکا و مرشدان  
وہاں گاہ بہت لاجور گاہ

مجلس سید محمد انور رحمہ  
قلمیات سے بہت کچھ پھر جی گوشت

جنگ و جدوجہد میں سید محمد انور رحمہ

# کاروان محمدیہ سیفیہ

حج، عمرہ، سرو سبز  
انٹرنیشنل پبلیکیشنز لمیٹڈ

علامہ آغا اوشیح نظاما کی زیر نگرانی 2012ء تا 9 اگست کامیاب سال

ہمارے حج و عمرہ کے قافے سونے حرمین شریفین روانہ ہوتے ہیں

حج و عمرہ قافے میں شامل ہونے کے لئے ایڈوانس بکٹ کے لیے رابطہ فرمائیں

رجسٹرڈ

پبلشر

انفاق چوہدری خالد حسین محمدی سیفی

Mob: 0345-8484472

الحاج صوفی غلام قمری محمدی سیفی

Mob: 0321-6202022



آفس بالقابل عثمان پلازہ رحمان شہید روڈ گجرات

0345-8484472 0321-6202022

آفس بالقابل ناوہ آفس سروس موڈ گجرات

0345-8484472 0321-6202022

E-mail: salihahajgroup@yahoo.com, E-mail: kms@pakwing.com